

U3479C

93-12-09

itle - MURABA-E-YARDGAR SHAHADAT

lecter - Xin-ul-Badai

nglisher - Nigami Press (Badrain).

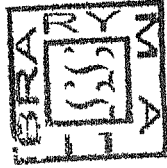
Deite - 1358 H

Pages - 264

Subject - Taseekul-Islam - Mangem;

Urdu Sharfisi - Majma-e-Kalim

مفتی شہاد



حیاء القادری

اتساب

يَا أَيُّهَا رَسُولُ اللَّهِ انْظُرْ حَالَنَا
يَا حَبِيبُ اللَّهِ اسْمَعْ قَوْلَنَا

اے نبیوں کی حالت دیکھنے والے۔ اے بکیوں کی فریاد سننے والے
غلام دل شکستہ حضور کے پارہ ہائے جگر کے طیب و طاہر خون کو نبیوں کو تبتی
ہوئی ریتی سے دامن ادراقی میں سمیٹ کر حاضر بارگاہ ہوا ہے شہدا مگر
صدقہ میں امت کے لئے دُعاے نفرت اور ضیاء نبیوں کیلئے فضائے گنہگار
شہادت کی دُعا فرما دیجئے۔

فقیر
صیار القادری غفرلہ

وَلَا يَقُولُونَ يَغْتَابُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَالَهُمْ بَلْ أحيَاءٌ وَوَالَّذِينَ لَا تَشْعُرُونَ

معنی یادگار شہادت

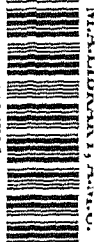
۱۳

۵۶

یا منطوم

تاریخ اسلامیہ

۱۳ ۵۸



حضرت سنان الحسن مولینا صلی اللہ علیہ وسلم القادری ظلہ العالی

بفراہش مولوی محمد یوسف حسین صفاقا دری بی اے و مولوی یحییٰ محمد صائیں قادی

بصرف ہمت شیخ محمد سلیمان صفاقا دری

پونٹ محمد اچیل الدین ایف آر ایس اے لندن

مطبوعہ نظامی پریس پبلیوں

قیمت فی جلد

۵۰۰

۸۹۱۰
ص ۲۲۲

فہرست عنوانات مرصع شہادت



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۸	انتظامات حکومت	۱۸	محبان علی کارویر	۱	تقریب مولانا عبدالرحمان صاحب
۴۰	تقریب عبید اللہ ابن زیاد	۱۹	وانسی دربار رسول	۱۲	مذہب مولانا قمر الدین احمد صاحب
۴۱	تدبیر حفاظت لہرہ	"	سچی یزید	۱	حمد و لغت
"	ابن زیاد کی کوفہ کوردگی	۲۰	شہادت سیدنا امام حسن رض	۲	منافق سیدہ زہرا رض
۴۲	ابن زیاد کا داخل کوفہ	۲۳	ولادت سیدنا امام حسین رض	۳	کنکاح سیدہ زہرا رض
۴۳	دربار ابن زیاد	۲۴	منافق سیدنا امام حسین رض	۳	منافق سیدنا علی ابن ابیطالب رض
۴۴	اہل کوفہ کا تذبذب	"	ام الفضل	۴	عقد و نکاح
۴۵	جنتو کے حضرت مسلم رض	۲۵	سیدنا ابراہیم فرزند رسول اللہ	۵	خاتون جنت کا جہیز
۴۶	ہانی کی گرفتاری	۲۷	ام سلمہ ۶۱۰ء	۶	دعوت و لہیہ
"	گفتگو کو ابن زیاد دہانی	۲۹	حکومت یزید	۷	درس حیات
۴۷	شورش سرداران کوفہ	"	سیرت امیر معاویہ رض	۸	ہماری سرچستی دعوہ فراموشی
۴۸	ابن زیاد کا حسن تدبیر	۳۰	سچی بیت امام رض	۹	دعا کے مسلم رض
۴۹	مسلم کا جذبہ جہاد	۳۱	سیرت عبداللہ بن زبیر رض	۱۰	ولادت سیدنا امام حسن رض
۵۱	تنہا کی مسلم رض - مکان طوعہ	۳۲	دربار رسول امام اور حضرت امام	۱۱	جال حسن - عقینقہ
۵۳	سرخ رسی	۳۴	ہینے سے روانگی	۱۲	منافق امام حسن رض
۵۴	جنگ و فریب جنگ	۳۵	اہل کوفہ کے خطوط	۱۳	سخاوت ابن زیاد گفتگو
۵۶	نظر بندی مسلم رض	۳۶	اہل لہرہ کے خیالات	۱۴	علم و تحمل
۵۷	تاثرات مسلم رض	۳۷	خیالات امام عالمی مقام	۱۶	نقد و ازدواج - خلع خلافت
۵۸	التجائے میر لشکر	۳۸	حضرت مسلم کی کوفہ کوردگی	۱۷	امام حسن اور فریب اہل فتن

۱۱۵	حضرت بربرک کی شہادت	۸۵	حکومت سے	۵۹	آفتنگو کے ابن زیاد و مسلم
۱۱۶	شہادت عمر بن قریظہ	۸۷	حضرت سعد ابن ابی قحاص	۶۰	وصیت مسلم
۱۱۷	مکالمہ حرو ابن سعد	۸۸	دوسرا دن	۶۱	شہادت مسلم
۱۱۸	حرحرمت امام میں	۸۹	نامہ و پیام	۶۲	شہادت فرزندان مسلم و ہانی
۱۱۹	حرمہ گاہ جنگ میں	۹۰	سیدش آب	۶۳	عزایم ایام
۱۲۰	عمر بن حجاج کی رنج و آبی	۹۱	ملاقات ابن سعد	۶۴	عریفہ مسلم محبوب امام
۱۲۱	جواب امام عجمیہ الیت پر	۹۲	تاثرات ابن زیاد	۶۵	فضائل عبداللہ و اربعہ
۱۲۲	مسلم ابن عوسجہ کی شہادت	۹۳	ابن زیاد کا جوش استبداد	۶۶	انہام و تفہیم
۱۲۳	شمر ذی الجوش کے چار حملے	۹۴	استباہ جنگ	۶۸	حضرت امام کی کعبہ و کوفہ و بیچی
۱۲۴	خیمہ اہل بیت پر	۹۶	خطبہ امام عالی مقام	۷۰	پہلی منزل
۱۲۵	نماز جمعہ کا اتمام	۹۹	معروضات رفقاء کے امام	۷۲	دوسری و تیسری منزل
۱۲۶	شہادت حبیب بن مہاجر	۱۰۰	مسلم بن عوسجہ خطیب کی تقریر	۷۳	انتظامات حکومت
۱۲۷	شہادت حمر	۱۰۲	حضرت زینب کا اضطراب	۷۳	گرفتاری نامہ بر
۱۲۸	شہادت زبیر ابن العقیل	۱۰۳	لصیحت امام عسرت اہل ہارکو	۷۴	چوتھی پانچویں چھٹی ساتویں منزل
۱۲۹	شہادت رفقاء کے امام	۱۰۴	تنظیم لشکر	۷۶	دعوت امام
۱۳۰	شہادت نافع مرادی	۱۰۶	شب عاشورہ	۷۷	معروضات حمر
۱۳۱	شہزادگان اہلبیت	۱۰۸	ملاقات بربرک ابن سعد	۷۸	جواب امام
۱۳۲	میدان کارزار کا نقشہ	۱۰۹	حضرت امام کے ارشادات	۷۹	معروضہ حمر - ارشاد امام
۱۳۳	حضرت خلیل علی کی قتل بانی	۱۱۱	تقریر زبیر	۸۰	اٹھویں آخری منزل
۱۳۴	حضرت علی اکبر کی اجازت طلبی	۱۱۲	آغاز جنگ	۸۱	مجاہد حکومت حمر کی نگرانی
۱۳۵	انارز جہاد و اہل ہار زور اللہی	۱۱۴	آتم و مہیب کا جوش جہاد	۸۲	کر بلا میں اخلہ امام
۱۳۶	فرزندان اہلبیت کی شہادت	۱۱۶	انار دعائے امام	۸۳	دعائے کر بلا

۲۱۷	دارالامارہ - تقریریں سلاطین	۱۸۳	دعا	۱۵۰	شہادت عبد اللہ ابن مسلم
۲۱۹	شاہزادے پریدہ دربار عام	۱۸۴	منظر یاس دالم	۱۵۳	شہادت حضرت عون و محمد
۲۲۱	تقریر لیمان بن بشیر الصاری	۱۸۵	فرز و گاہ امام ادرت کرشمہ	۱۵۴	شہادت علیہ السلام بن علی
۲۲۲	دوسرا نظارہ - شواہد میر	۱۸۶	مروضہ حضرت سجاد	۱۵۵	بختری شامی و علیہ السلام
۲۲۵	طلیعی عسرت اطہار	۱۸۷	مروضہ حضرت شہر بانہ	۱۵۶	فرزدان و بختری کی جنگ
۲۲۷	حالت کلثوم معنوم	۱۹۰	حضرت ایام کا عزم جہاد	۱۵۷	شہادت اسد و فرزدان
۲۲۸	مکالمہ پزیرہ و حضرت سجاد	۱۹۱	خمیہ اہل بیت پر حملہ	۱۵۹	عبداللہ کی تنگی و قضا کا سبب
۲۳۰	جھجھکے قاتل امام	۱۹۲	حضرت زینب کے کلمات	۱۶۱	زینب امام حسن کی شہادت اولاد پر
۲۳۲	پزیرہ و حضرت سجاد کی گفتگو	۱۹۳	حملہ ایام علیہ السلام	۱۶۲	قاسم کی اجازت طلہ
۲۳۳	جامح دمشق	۱۹۸	واقفہ شہادت امام عالی مقام	۱۶۳	علی اصغر کی شہادت
۲۳۵	حضرت عبدالکافی کا خطبہ	۲۰۰	دعا سے امت	۱۶۵	قاسم کی دوبارہ اجازت طلہ
۲۳۸	سہاست پزیرہ	۲۰۲	غارت گری	۱۶۶	امام حسن کی قاسم کو وصیت
۲۳۹	روانگی المہبت دین کو	۲۰۳	سیر مبارک در ابن زیاد	۱۶۷	قاسم کی اجازت طلہ - ادرا
۲۴۱	قافلہ کا کوچ	۲۰۵	ابن سعد و ابن زیاد	۱	میدان داری
۲۴۲	ترجمہ اشعار ام کلثوم	۲۰۶	حضرت زینب و ابن زیاد	۱۶۸	ارزق سنامی کی لڑائی
۲۴۵	اضنام	۲۰۸	ابن زیاد اور حضرت سجاد	۱۶۹	شہادت حضرت قاسم
۲۴۷	راس حسین	۲۰۹	خطبہ ابن زیاد	۱۷۰	ایام کا عزم جہاد
۲۵۵	فلسفہ شہادت	۲۱۱	تشریح سیر مبارک	۱۰۰	طلبہ با عباس کی شہادت
۲۵۷	سلام	۲۱۲	روانگی اسیران المہبت	۱۷۸	فرقہ مرابیت سانی دیوانی
۲۵۹	سیب تالیف	۲۱۳	مرحلہ حراں و موصل و حلب	۱۸۰	حضرت عباس کی یکتہ جنگ
-	قطعات تاریخ	۲۱۵	الو الخونق سیاہی	۱۸۰	عباس پر پوریش لشکر
۲۶۱	تلامذہ مصنف	۲۱۶	دربار پزیرہ - تاریخی شواہد	۱۸۲	شہادت حضرت عباس علیہ السلام

تقریظ

فاضل جلیل عظیم المحدث حضرت الحاج مولانا عبدالحامد قادری صاحب دہلی کاہم
 مولانا یعقوب حسین صاحب ضیاء قادری بدایونی کی شخصیت اب کسی تعارف کی محتاج نہیں انکا
 کلام بدایوں کی علمی و ادبی دنیا سے نکل کر محیط سنا میں مقبولیت حاصل کر چکا ہو۔ اخبارات و جرائد کے
 صفحات پر بھی ان کا کلام نمایاں جگہ حاصل کرتا رہتا ہے۔

علماء و مشائخین، ارباب علم و ادب یکساں طور پر ضیاء کی نظموں سے لطف اندوز ہوتے ہیں
 مولانا ضیاء القادری محض ایک کامیاب شاعر ہی نہیں بلکہ علم ادب اور فن تاریخ میں بھی خاص دست
 اور ہمارت رکھتے ہیں اور لکچر تضامین ملک کے سامنے پیش فرما چکے ہیں۔

حضرت قدوة السالکین شیخ المفسرین مولانا شاہ مطیع الرسول محمد عبدالمقصد الثمانی البدایونی
 قدس سرہ، انورانی کے خاندان اور دوسرے خاندانوں کے متعلق آپ نے "اکمل التاریخ" کے نام
 سے ایک ایسی تاریخ مرتب کر کے شائع کی جو ہر طرف عزت اور قدر کی نگاہوں سے دیکھی گئی۔ اس کے
 بعد سے اب تک مختلف علمی و ادبی معامین پر آپ کی بھٹوس اور معلومات سے بہرہ یکتا پیش لیج ہو چکی ہیں
 مرقع شہادت جو اس وقت میرے زیر نظر ہے اس کے کچھ حصے میں نے سب سے پہلی بار بمبئی کی ایک
 عظیم الشان محفل میں اغزی میان نیکیل احمد صاحب قادری علیگ کی زبانی سنے تھے وہ منظر یاد ہے کہ
 جو وقت میان نیکیل احمد صاحب نے مرقع شہادت کے چند اشعار پڑھے تو ہزاروں کا مجمع بیخود ہو گیا۔
 اس عظیم الشان مجمع میں شاید ہی کوئی فرد ایسا ہو جس پر کیفیت طاری نہ ہو گئی ہو۔ اس وقت سے

مرقع شہادت ہر محل و مجلس میں اپنے تاثرات پیدا کرنے لگا۔ اور حضرت ضیاء سے اصرار ہونے لگا کہ اس لیے مثل
مرقع کو شائع کیا جائے۔ مقام مسرت ہے کہ ہیئت الیف زید طبع سے آراستہ ہو کہ لک کے سامنے آئی
جس پر حضرت ضیاء مستحق تحسین و مبارکباد ہیں۔

اس الیف کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ حادثہ کرب و بلا کو نہایت حرم و احتیاط ادب و احترام
کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اور غلط روایات نہیں آنے دی ہیں۔ اس تاریخی واقعہ کا وہ صحیح فلسفہ جس نے
حضرت سیدنا امام عالم مقام اور آپ کے رفقاء کے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے صبر و رضا، قربانی
و فداکاری کے واقعات کو دنیائے عشق و محبت میں نمایاں کر دیا۔ حضرت ضیاء نے پوری محنت کیساتھ
اس قدر موثر انداز میں پیش کیا ہے جو اپنی صنف میں بے مثال ہے۔ اور اس خصوصیت میں مرقع شہادت سے
بہتر کوئی دوسری کتاب نہیں دیکھی گئی۔

بیری دلی دُعا ہے کہ رب مقدر ضیاء کے قادری کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے
اور یہ تالیف ان کو حسن خانہ اور مغفرت کا سبب ہو۔

فقہ
محمد عبدالحماد القادری تلبایونی

۱۸ اربنجان المعظم ۱۳۶۲ھ

قطبہ تاریخ از مولوی شکیل احمد صاحب شکیل قادری برادر زاوہ صنف

زردوس نظر ہے کہ بلا کا منظر اللہ عنی کمال زور خانہ

تاریخ کا ہوجیال میں شکیل کہئے اسے۔ مسنن شہا و نامہ

مقدمہ

از مولانا قمر الدین احمد صاحبی بے بی ٹی علیگٹ بدایونی اسٹینٹ سٹریٹ گورنمنٹ ہائی اسکول
راپنچور۔ حیدرآباد دکن

”مازہ خواہی داشتن تا دعاغہائے سینہ را گاہے گاہے باز خواں این دفتر پارینہ را
بلگرام کے باسے میں تاریخ ہندوستان (آرٹیکل محفل) کا اعلان ہے کہ ”ایک بڑا مقدمہ ہے۔ اکثر وہاں
کے لوگ قابل، صاحب کمال اور صاحب طبع ہوتے ہیں فقیر مذکور میں ایک کنواں ہے جو کوئی چالیس
دن تک اس کا پانی پئے خوب گانے لگے، شہر بدایوں بھی جو اکبر کے زمانے تک صوبہ کا مستقر تھا
مردم خیزی میں بلگرام سے کچھ پیچھے نہیں ہے۔ اور اب یہ خدا کو علم ہے کہ یہاں کے علماء بے قدر جیسے
صاحب دین حضرت نظام الدین ادویا، محبوب الہی جیسے صاحب دل اور نواب جیسے صاحب بیوان
یہاں کے ساعز تال۔ قاضی حوصن اور سوت کے ایشاروں نے پیدا کئے ہیں۔ یا حاجی جمال ملتانی کی
خاک ہزار نے۔ اسباب کچھ بھی ہوں نتیجہ سے کسی کو انکا نہیں، بدایوں کے دوسرے صاحبان فضل و کمال
سے اس وقت غرض نہیں صرف ادب اور شہر میں سیکڑوں آفتاب یہاں کے اُفق سے اٹھے اور ”چول
قامنت ماہ نو خیمیم“ کہہ کر عروب ہو گئے، آسمان شاعری کے حالیہ درخشاں تارے مثلاً اعلیٰ، ہاشم
تولا، رحیمی، قمر، خانی انھی تھوڑے ہی عرصہ ہو کہ فقیر گور میں گرے ہیں۔ مگر ع
خدا کی یہ زمیں کیا اب بھی دیوانوں سے خالی ہے

پروردگار کا شکر ہے کہ عیش۔ جاتی۔ ضیاء امیرنا قزغیہ ابھی باقی ہیں۔ اول الذکر تین حضرات
لغت منقبت اور منظوم روایات تاریخی لکھ کر اصلاحی اور تعمیری کام انجام دے رہے ہیں کیونکہ

وہ حق عشق احمد سب رگان چہرہ خود را

کہ خاصاں شاہ می بخش رستے نوشیہ خود را

مؤثر تاریخی روایات کو نظم کر کے قومی شعرا اور اسلامی کچھ کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا تبلیغی کام
رہے ہیں بے شبہی مرحوم نے پیش کیا تھا۔ اسی بنیاد پر حفیظ جالندہری نے شاننامہ اسلام کا شاندار ناول تیار
کیا اور عیش بدایونی نے شہنشاہ نامہ اسلام لکھ کر فخر دین کو اور بلند کیا۔ زیر تنقید مرقع شہادت مولفہ
مولوی محمد یعقوب حسین صاحب ضیاء بدایونی اسی سلسلہ کی تیسری کڑی ہے۔ یا یوں سمجھنا چاہیے کہ عیش
بدایونی حفیظ جالندہری کی پہلی کاربن کاپی ہیں۔ اور ضیاء صاحب دوسری۔ ضیاء صاحب کو یہ علمی اور
دینی خدمت اپنے بچکانہ روزگار اُسناد مولانا علی احمد خاں صاحب امیر مرحوم سے ورثہ میں ملی ہے۔

لکھنؤ اسکول کے انیس دہیر جیسے مشاہیر نے عراقی کے ذریعہ جو دینی اور ادبی خدمت کی ہے
وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ لیکن عراقی میں شاعری زیادہ ہوتی ہے اور تاریخ کم۔ مرثیہ کا مفقود تاثر
ذہنیت ہی حقیقت و صداقت سے اسکو زیادہ سروکار نہیں۔ دقیق النظر حکمرا کا خیال ہے کہ دجل اور
باطل کا اصل توڑ صدمت ہے نہ کہ کذب جو لوگ کہ کذب و باطل کا جواب بطور خود دروغ و مبالغہ سے
دیتے ہیں۔ وہ کوئی بڑا دقیق اور پائدار کام انجام نہیں دیتے۔ بقول اکبر مرحوم ان سے کہہ سکتا ہے کہ

میں کب کہتا ہوں اے واعظ کہ بیخ کار دیں سمجھا

مگر انا سمجھتا ہوں کہ تو بھی سمجھہ نہیں سمجھا

لیڈی کیلبر نڈانے کیا اچھی بات کہی ہے۔ تاریخ اور حقائق کی حمایت میں کہتی ہے "میں تو تاریخ
کی بے کیف مگر خالص صداقت کے مقابل میں کذب اور افسانے کے سارے مفید اثر اور دلچسپ

افادہ کو چوتی کی نوک پر راتی ہوں" نظر غور سے دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ ابراہیمی اور محمدی تعلیم کا بھی اصل
 نشانہ یہی تھا کہ صدیق بنائے جائیں کم ہمت دنیا بالعموم کذب کا مقابلہ کذب سے کرتی ہے۔ اور یہ ایمان
 و انصاف کے نزدیک کوئی قابل لحاظ خدمت نہیں کسی شوخی بخت یا بے احتیاطی سے حقیقت کا پردہ
 ذرا اٹھ جائے کہ آن کی آن میں ساری ملتے سازی کھل جاتی ہے اور بنانا یا کھیل بگڑ جاتا ہے کچھ
 عرصہ ہوا انگلستان میں ایک ملینر آئنگنگ گر سپرٹ اخلاق مقرر سامعین سے پر زور طریقہ پر کہہ رہا تھا
 میں اس وقت جو کچھ کہہ رہا ہوں حق و صداقت کی زمین پر کھڑے ہو کر کہہ رہا ہوں ایسی حالت میں
 ممکن نہیں ہے کہ آپ میرے ہم خیال نہ ہوں" اتنے میں مجمع میں سے ایک کفش فروش کی آواز آئی
 مقرر صاحب آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ آپ حق و صداقت کی زمین پر نہیں کھڑے ہیں آپ اس
 جوتے پر کھڑے ہیں جس کی تمہیں آپ نے سال بھر سے مجھ کو اب تک ادا نہیں کی ہے اور روز
 بیت ادا عمل کرتے ہیں۔

مرقع شہادت میں مجھے ایک قابل قدر اور منتقل خوبی یہ نظر آئی کہ سننہ تو اسے سچ کے مطابق اس
 میں قدم قدم پر صداقت و انصاف اور حقیقت حالات کا خیال رکھا گیا ہے کسی واقعہ کو نظم کرنے
 میں اگر کم قوت شاعر محض صداقت بیان اور اظہار حقیقت پر نظر رکھے تو نتیجہ فکر ہے

چشمبان تو زیر ابرو ابرو ابرو
 دندان لا جملہ در دہا ابرو

ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور شعر کا برقی موثر جو اس کا فطری سحر ہے غائب ہو جاتا ہے۔ مگر یہ فیما بین صاحب کے
 تلب کا خروش، گفتار کی لطافت اور بیان کی سلاست ہے کہ ایک ایک شعر دل میں نشتر کی طرح
 چھتا ہے۔ بالخصوص المذاک حالت میں سوز و گداز کے تیر جگہ جگہ دل کو زخمی کرتے ہیں۔ پڑھنے
 والا محسوس کرتا ہے کہ کوئی قدم قدم پر دل میں چٹکیاں لیتا جا رہا ہے۔ شعر زبان سے ادا ہوا کہ دل میں تیرگی

اکبر مرحوم نے سچ کہا ہے۔

سخن تو بس وہی ہے جو پیش خاطر سے جو ہو پیدا
کہ دل میں بیٹھ جاتا وہی جو دل سے اٹھتا ہے

شاعری کچھ نہیں ہے دل کی گہرائیوں میں رہنے والے لطیف محسوسات کی نقویر ہے۔ اور
نقویر کشتی کا سچا کمال شاعر کو اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ انسانی جذبات
اور احساسات کا ماہر نہ ہو۔ مثال کے طور پر مرتضیٰ شہناور میں جناب امام کی کتبہ سے کوئی کوئی روایگی کچھ
تاریخ ذمہ خرقہ حقائق و وجدان۔ واقعات و محاکات کو کیسا کچھ کیا ہے۔ جیسا صاحب فرماتے ہیں۔

ابھی تک حج بیت اللہ میں مشغول تھی دنیا
کہیں سخی صفا مردہ پر تھی مخلوق آمادہ
کہیں تھا شور و غل و غل و تہلیل و تہلیج الہی کا
فضاؤں میں کیا ایک کیونے افزا صد گونجی
دل و جان خلیل اللہ کی کتبہ سے رخصت ہے

امانت حق کی دامن حرم سے نکلی جاتی ہے
چکر پر فرط غم سے سنگسا سو دنے رکھا پتھر
شہادت کا تھا جذبہ عورتوں میں در مردوں میں
خدا کی راہ میں گھر سے خدا کا میہاں نکلا

اربابِ نظر کے نزدیک کمالِ نظم یہ ہے کہ اگر انسان اُسے شکر نہ چاہے تو نہ کر سکے چوتھا، پانچواں
چٹھا اور نوواں شعر پھر پڑھیے اور دیکھئے کہ ان سلیس رواں اور سہل متن شعرا کی نثر اور کیا ہو سکتی ہے اور
نفسیات بہرنے کی خصوصیت وہ خصوصیت ہے جو شاعر کو معلم اور مصلح بناتی ہے۔ اس خصوصیت کی بنا پر

شاعر جانتا ہی کہ کس وقت کو پھیلا کر بیان کیا جائے۔ اور کہاں اختصار سے کام لیا جائے کہ لے لئے واقع رزم کے اور پرخیز ادعا کے ہیں اور کون سے بزم و عطا اور بند کے۔ کس موضوع کے لئے سادگی زیور ہے اور کس کے لئے شوخی و رنگینی۔ دنیا و صاحب نے کعبہ سے کوئی تباہی و نمازل کے حالات و واقعات ایسی صحت، ایسی صفائی، اور ایسی تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں کہ مستند کتب و تاریخ و جغرافیہ کا سامان آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ اعلان و ادعا مردانہ جوش اور میدان جنگ کی جیتی جاگتی تقابلیہ دیکھنی ہوں تو موقع شہادت میں حضرت مسلم بن عوسجہؓ خطیب کو ذکی منظوم تقریر ملاحظہ فرمائیے۔

طرفداران امام علیہ السلام میں حضرت مسلم بن عوسجہؓ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے میدان جنگ میں پہلے جام شہادت پیا۔ ان کی خوش نصیبی دیکھیے کہ ابھی کچھ دم باقی تھا کہ جناب امام سرہانے پہنچ گئے اور جھک کر کان میں بشارت دی "مسلم جنت میں پیش قدمی مبارک" آپ نے پر اشیان نظروں سے چہرہ امام کو دیکھا اور ہمیشہ کے واسطے آنکھیں بند کر لیں۔ ۵۔

اب حشر تک بہار تماشائے اور ہم آکھیں تھی ہیں بندہ رخ یار دیکھ کر (عرب)
اس موقع پر رطب مہزون کے خیال اگر اسلامی تاریخ کے متعلقہ باب کی چند سطروں پر نظر ڈالی جائے تو ناظم کی بصیرت اور نظم کی قوت کا صحیح اندازہ ہو جائے گا۔ تاریخ کا اعلان ہو۔

عشرہ کی صبح سے قبل جناب امام نے ساتھیوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ خدا یا تیرا شکر ہو کہ تو نے ہمارے گھر کو نبوت سے مشرف کیا۔ اور ہم کو قرآن کا فہم دیا۔ لوگو آج روئے زمین پر میرے اہلبیت سے زیادہ ہمدرد اور میرے ساتھیوں سے زیادہ غمگسار نہیں۔ تم کو اللہ جبرائیل سے کل میرا اور دشمن کا فیصلہ ہو جائے گا۔ کامل غز کے بعد میری رائے ہوئی کہ تم لوگ مغلیتین کا ہاتھ پکڑو اور تاریکی میں یہاں سے چلو۔ میں تم کو خوشی سے رخصت کرتا ہوں۔ دشمن صرف میری جان چاہتے ہیں اُسے لے کر تم سے غافل ہو جائیں گے۔ یہہن کر اہل بیت بے چین ہوئے۔ حضرت عباسؓ نے کہا

جناب امام یہ کیوں کیا اس لئے کہ ہم آپ کے بعد زندہ رہیں۔ خدا ہمیں وہ دن نہ دکھائے اب
 امام نے مسلم بن عقیلؓ کے رشتہ داروں سے کہا مسلمؓ کا خون کافی ہے تم چلے جاؤ، انھوں نے
 جواب دیا کہ ہم اپنے سردار اور اپنے عم زادوں کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ ہم نے نہ ان کے ساتھ تلوار
 چلائی نہ تبر پھینکا۔ جناب امام آپ کو چھوڑ کر جانا ہم سے ہرگز نہ ہو گا ہم آپ کے ساتھ جہنم فرماں
 کر دیں گے۔ جو آپ پر گزے گی وہی ہم پر بھی، خدا ہمیں آپ کے بعد زندہ نہ رکھے انشاء اللہ آپ کے
 دوسرے ساتھی کھڑے ہو گئے پہلے حضرت مسلم بن عوسجہ اسری نے کہا۔! جناب امام! کیا آپ سمجھتے ہیں
 کہ ہم آپ کے کہنے سے آپ کو چھوڑ دیں گے۔ واللہ کبھی نہیں میں لڑوں گا اور اپنا بہ نیزہ دشمنوں
 کے سینہ میں توڑ دوں گا۔ جب اس کا قبضہ بھی ہاتھ میں نہ رہے گا تو تلوار چلاؤں گا۔ تلوار بھی جاتی رہی
 تو چھریوں کا۔ یہاں تک کہ موت میرا خاتمہ کر دے گی سو میں عبداللہ الحنفیؓ نے کہا جناب امام! ہم
 ہم آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک کہ خدا دیکھ نہ لے کہ ہم نے اس کے رسول کا حق محفوظ
 رکھا۔ واللہ اگر میں ستر مرتبہ بھی آگ میں بھونا جاؤں تو بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ نہ میرا بن لعین
 نے کہا۔ جناب امام واللہ اگر میں ہزار مرتبہ بھی آگ سے چیرا جاؤں تو آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا
 وحشا لعیب میرے اگر میری قربانی سے خدا ان رسول کی جائیں بچ جائیں۔“

صیار صاحب حضرت مسلم بن عوسجہؓ کی عروس نفیر کو نہ پورنطم سے یوں آراستہ کرتے ہیں۔
 مٹا تا چاہتا ہے ہم کو باطل زور و طاقت سے
 ہمارے ہاتھ میں جب آستان و تیغ و خنجر ہیں
 ہر حق کی مدد کرنا ہے امکانی شجاعت سے
 کر نیگے تیر بارانی پرستار ان باطل پر
 چلائیے سان و تیغ انوار ج معطل پر
 جہاں تک دست و بازو کام ڈیگو کام ہم لیں گے
 نہ ہرگز اک قدم ہٹنے کا پیچھے نام ہم لیں گے
 امام دوسرا کیا چھوڑیں تم کو اکسلا ہم
 کریں دیناے ارباب فانیں خود کورسوا ہم

نہ ہوں ہتھیار میدانِ دغا میں پاس اگر اپنے
 کریں زخمی عددِ گوشت باری شگباری سے
 دکھائیں لشکرِ انشراح کو تم یوں بہتر اپنے
 کسی صورت نہ جیتے جی لگیں میدانِ داری سے
 اٹھے غازی صحابہ تیغ برکھنیا علی کہہ کر
 کہا مرنے کو ہم حاضر ہیں لے نختِ دل حیدر
 ضیاء صاحب کی نظم کیا ہے ہر مسلم مجاہد کے
 بتایا نہ جذباتِ فدائیت کا ایک روشن آئینہ ہے
 حضرت مسلم بن عوسجہؓ کا یہ اعلانِ مجلس میں تھا
 لیکن بعد کو دنیا نے دیکھ لیا کہ اس کا ایک ایک
 حرف میدانِ جنگ میں عملِ سچا ثابت کیا گیا۔

ہم نے یوشعہ سے کہا تھا وہی کر کے اٹھے
 جان دی آپ کے دروازہ پر مر کے اٹھے

رضی
 حسینی شمع کے دوسرے پروانے زہیر بن القین کی بھی آخری حالت میدان میں دیکھتے

کے قابل ہے۔

سر و پا دست و بازو چور چور زخمی کثر تھے
 بدن زخمی تھا سارا خون کے چھتے ابلتے تھے
 مگر سرشار تھا غازی میے جامِ شہادت سے
 سنان و تیغ غازی پر کھنیا فوس ملتے تھے
 کہا مہر کار نے لے مرنے والے آرزو کیا ہو
 ہوا میرت پہ سایا رحمتِ عالم کے دامن کا
 کہا پیسا ہوں کو فرسے ہو اب حسبو کیا ہو
 نعال اللہ یہ رتبہ زہیر بن القین کا
 ہوں قائم یادگاریں مستقل ان جان و نکی
 ہوا بارشِ عرش و جلوز کی جنت سے بہاروں کی
 اپنی فوج کے میسرہ کے افسر حبیب بن مظاہر کی شہادت پر جنابِ امام کا جوش اور ہر تہور زگی

دیکھنے کے قابل ہو۔

حبیبؓ ایسا محض خاص حبیبؓ میں کام آیا
 حسینؓ ابن علیؓ کے دل میں جوشِ انتقام آیا

اٹھانی ڈو افتقار حیدر کرار ہاتھوں میں ہنی برق شہد تیغ فضا تلوار ہاتھوں میں
 زہ عمرہ کی پہنی نینرہ عباس چمکایا رگٹ لیشہ میں خون ہاتھی چھن کر اُبھر آیا
 پد اللہی ستمبل نے قبائے ناز کو چوما شجاعت نے رکاب رکھ جانا ز کو چوما
 جگر گوشہ حسین جناب علی اکبر کی شہادت زخیر وہ شہادت ہے جس پر جو اپنی لاشوں میں ہو
 صرف دو اشعار سے اس شہادت کی تمہیر دیکھیے کہ کس شان اور کس آن سے اٹھانی گئی ہے اور
 حقیقت یہ ہے کہ یہ جو اہر اس قدرت نے صرف صیبا صاحبہ کی قہمت میں رکھے

ہوا نسل خلیل اللہ میں ابن علی پیدا ہوئی گلزار ابراہیم میں تازہ کلی پیدا
 نشان شان غلت کر بلا میں پھر نظر آیا پدر کے سامنے پھر فوج ہونے کو سپر آیا
 سبحان اللہ ۶

ہر اک زباں کو یہ موتی عطا نہیں ہوتے
 فانی کے بقول بے اختیار کہنا پڑا ہو۔

دلم گوید کہ تمہیں کن چو سزا پائے ادبہنی
 تو سزا پائے تمہیں تزا تمہیں چہ کار آید
 جو لوگ شعل شاعری کو شعل بیگاری سمجھتے ہیں ان کو سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں کوئی شعل نہ مستقل
 مضر ہے اور نہ مستقل مفید ہر چیز کی قدر و قیمت اس کے نتائج و آثار سے دیکھی جاتی ہے کسی
 چیز میں حد سے زیادہ تجاؤ ذکر نے یا اس کے غلط استعمال سے سبب نہیں حد سے بڑھ جانا صرف
 شاعری کے لئے نہیں ہر مفید سے مفید و مفید کے لئے بڑا ہو
 جو کوئی حد سے بڑھا اسکی خسرا بی آئی خاک میں لٹتے ہیں یار کے گیسو پڑھ کر

اب رہا یہ سوال کہ انسان کو کاروباری اور عملی زندگی کی طرف متوجہ ہونا چاہیے تو اس کو کوئی منع نہیں کرتا۔ لیکن اس میں بھی حد سے بڑھ جانا اور ہمہ وقت سرگردان رہنا اپنی لطیفہ جذبات اور ذوقِ سلیم کو گرا دیتا ہے۔ اور خود کو مضحکہ بنالینا ذہن و ذوق کی تفریح کے واسطے ناگزیر ہے۔ کہ انسان کبھی کبھی ان مشاغل میں بھی حصہ لے جتنا کہ انسان کے ساتھ دھیرا ان پر موسیقی فنا ہو سکتی ہے اور نہ شاعری بہ چیزیں سوشل لائف کے دسترخوان کی چٹنی ہیں البتہ ان مستقل غذا نہیں بنایا جاسکتا۔ ان حالات میں تو شاعری کا شغل اور بھی ناگزیر ہو جاتا ہے۔ انسان دنیا صاحب جیسے لوگوں کی طرح اسکو تو شہِ عقلمانی بنائے اور اس سے خوابیدہ ساز کے جذبات ابھارنے کا وہ شرفیادہ کام ہی جو کبھی میدانِ جنگ میں رجز سے ال عرب لیتے تھے۔ اب فوجی بیڈ سے ممالک ہمتارہ میں لیا جاتا ہے۔ کار لائل نے انھیں فائدہ کے مد نظر کہا تھا۔ اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ تم کلامِ شکر سپر کا چھن جانا پسند کرنے ہو یا مملکتِ ہندوستان کا، تو میں تلخ تاز کہوں گا کہ مملکتِ ہندوستان کا۔ اسلئے کہ ہندوستان ہم مخلوق کی سعی کا نتیجہ ہے اور کلامِ شکر سپر ہم خالق کا عطیہ۔ دنیا صاحب کے زور کلام کے بعد اس واقعہ اور اس عنوان پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ جس پر یہ زور صرف ہوا ہے۔ ایک عربی مثل ہے کہ اصل حسن وہ ہے جسکی سوکینز بھی داد دیں۔ ایک مسیحی مورخ مایوماہین اپنی کتاب سیاستِ اسلامیہ میں لکھتا ہے پنجابِ اہم حسین کے دل میں ملک گیری یا حکومت کی ہرگز ہوس نہ تھی۔ کہ بلا کے مصائب اُٹھوں نے خود پر اس لئے گوارا کئے کہ وہ اپنے نانا کے دین کو رسوائی اور پر بادی سے بچا رکھنا چاہتے تھے اس علی مقصد کے، نظر انھوں نے ایسی اندویناک صورت حال پسند فرمائی۔ بقول ثاقب کھنوی:

محبت میں وہ صدے جھیل کر اٹھا ہوں نیا سے
کہ اب تک لفظ غم کے ساتھ میرا نام آتا ہے

فرانسیسی ادیب و کٹر ہیگوانے سچ کہا ہے حریتِ دین کا بیج کبھی بار آور نہیں ہو سکتا۔ اگر ظلم کے شہر سے اس کی آبیاری نہ ہو۔ علم و ادب کے زندہ دیوتا برتاؤ و شائے سے ایک مرتبہ ایک اخباری نمائندے نے کہا۔ اگر تمام دنیا ڈوب رہی ہو اور انسانیت کی بقا کے واسطے آپ سے کہا جائے کہ دنیا میں سے صرف بارہ آدمی لے کر آپ اس کشتی میں پار اتر جائیے۔ تو آپ کن بارہ نفوسوں کا انتخاب کریں گے؟ اس کا جواب برتاؤ و شائے نے اپنی طبعی حاضر جوابی سے دیا۔ انسانیت کی بقا کے واسطے صرف میری زندگی کافی ہے۔ میں باقی سب کو ڈوب جانے دوں گا۔ برتاؤ و شائے دنیا میں صرف آپ ہی ہے اور ایک ہی ہے گا۔

برتاؤ و شائے جیسے خود پسند دنیا میں سیکڑوں موجود ہیں۔ اور سیکڑوں ہوں گے لیکن شاہ شہنشاہ جیسا بے مثل گوہر بیکتنا محمدی دنیا میں صرف ایک تھا اور تاقیامت ایک ہی رہے گا۔ اپنی ات پانک نے اپنی موت سے جس پر لاکھوں زندگیاں قرباں انسانیت کو دائمی بقا دیدی بقول آپس مرحوم سے

تباہی میں سفینہ آچکا تھا اُمتِ جبر کا

بہشتی بجزوں میں ڈوب کر شہ نے نکالی

ماہِ ذہر جیسے عنوان پر ضیاء صاحب کی روشنی طبع نے چار چاند لگائے ہیں۔ مرقع شہادت

دیکھ کر کسی خوشی ہوتی ہے کہ ماںشاء اللہ شہر بھی بے مثل دربرن بھی نہایت پاکیزہ کیوں نہ ہو

حکایت از قلم آل سرودل لانا کمن

بایں بہانہ مگر عمر خود دراز کمن

قرالین احمد بی لے۔ بی ٹی علیگٹ یونی

۲۲۔ اگست ۱۹۴۱ء

هُوَ الْمُقْتَدِرُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد و نعت

رواں الحمد للہ حمد رب میں ہو قسم میرا
ہو ابا ہر نہ ہو گا جادہ حق سے قسم میرا
ذائق طبع ہے نعت رسول پاک پر مائل
ازل سے بارگاہ عرش منزل کا سلامی ہوں
سرور جان و دل ہو وصف اصحاب پیغمبر کا
وہ اصحاب نبی ہو نذر رخشاں ہر طرف جن کا
ثنائے اہلبیت مصطفیٰ ایمان ہے میرا
ہو آغاز کلام اللہ عنوانِ قسم میرا
کہ دل صرف رکوع و سجدہ ہو سو کر حرم میرا
دل و جاں ہیں ثنائے صاحب لاک پر مائل
میں جانِ رحمت تر جانِ خوش کلامی ہوں
شنا خواں ہوں ابو بکر و عمر و عثمان و حیدر کا
صحابی کا نجوم اللہ اکبر ہے شرف جن کا
ولائے خاص آلِ عبا ایمان ہے میرا

میرا اسلام کمال عشقِ نُو شاہِ زَمَن سے ہے عقیقت فی الحقیقت چار یا دو بیچن سے ہے
 زہری عَز و علاءِ اہلبیتِ رحمتِ عالم
 قدومِ پاکِ پرچن کے لصدقِ دولتِ عالم

مناقبِ حضورِ سیدہ رضی اللہ عنہا

وہ فخرِ انس و جاں بُتِ خدیجہ دُختِ پنیمبر
 وہ خاتونِ جناتِ مہمومِ حوریں بانڈیاں جن کی
 وہ ستوراتِ عالم پر سلمِ جن کی سرداری
 وہ جن کی آلِ اہلِ محترمِ اولادِ آدم سے
 وہ شبِ بیدار وہ صرفِ رکوع و سجدہ پیہم
 وہ جن کا ایک سجدہ ضامنِ عفوِ خطا کاراں
 وہ لوزِ العین وہ لُختِ دلِ محبوبِ ربّانی
 زکبیر، طاہرہ، خاتونِ جنتِ فاطمہ زہرہ
 وہ جن کا دہر و حورانِ جنات سے افضل و برتر
 وہ جن سے اکڑتے تھے چکیاں خکی
 وہ جن کا دامنِ عصمتِ ظہورِ شانِ ستاری
 وہ جن پر آیہِ تطہیرِ اُمّی عرشِ اعظم سے
 وہ جن کی ذات پر نازاں حضورِ رحمتِ عالم
 وہ جن کی جنبش لبِ شانِ جسمِ گنہگاراں
 وہ فخرِ حبرہ و آسیہ وہ مریم ثانی
 وہ جن کا منکر تو قیر لطفِ حق سے بے بہرہ

بنولِ فاطمہ وہ جن کی العنتِ حاصلِ ایماں
 محبتِ جن کی عرفانِ خدا لوزِ دلِ ایماں

سَامَاتِ نِكَاحِ حَبَابِ سَيِّدَةِ زَهْرَةَ

بھرا اللہ جب سولہ برس کی عمر کو پہنچیں
 فرشتوں کی زبانی حکم رب ذوالجلال آیا
 مسائل عقد کے جب تالِبِ خیر الانام آئے
 ازل سے یہ سعادت تھی مگر تقدیر حیدر میں
 علی کا حسنِ سرستِ شبابِ زندگانی تھا
 کہ اکیس سال کی تھی عمر آخِرِ جوانی تھی

تھا گوارہ مدینہ انعقادِ عقد و نسبت کا

بہارِ افزا تھا موسمِ دوسرا تھا سالِ ہجرت کا

مناجبتِ ماسد اللہ الغالبِ مولیٰ علی بن ابی طالب

علیؑ تھے ابنِ عم پروردہ آغوشِ رحمت تھے
 علیؑ دروازہ شہرِ علومِ مصطفائی تھے
 علیؑ کو وہ رسولِ خالق کیسا نسبت تھی
 تھی پاپوسِ علیؑ شانِ توکلِ شوکتِ شاہی
 علیؑ شیرِ خدا تھے قوتِ بازوئے حضرت تھے
 علیؑ گنجینہٴ اسرارِ شانِ کبریائی تھے
 کہ عند اللہ جو پار دل کو توئی نسبت تھی
 رگِ دلے میں علیؑ کے جذب تھا زورِ دیدِ الہی

علیؑ اَبَاءَنَا وَاَبْنَاؤُنَا کی شرح کامل تھے
 علیؑ مَن كُنْتُ مَوْلَاهُ فَاَنَا مِنْ تَحْتِ كُنْفِ رِجْلَيْهِ تھے
 علیؑ نَحْرُ قُرَيْشٍ وَاَنْخَارُ آلِ هَاشِمٍ تھے
 علیؑ تھے فِزْدَنْهَارِ وِعِلْمٍ مِیْنِ زُورِ وِشَجَاعَتِ مِیْنِ
 علیؑ خَیْبَرِ شِكْنِ فَتَاحِ خَنْدَقِ هُوْنِیْنِ وَاَلِیْنِ تھے
 علیؑ تھے اِبْنَاتَانِیْ اَبِیْ اَوْصَابِ وِمَحَابِدِ مِیْنِ
 علیؑ جَزْوِیْنِی تھے لِحْمِیْ لِحِجْمِیْ كِیْ حَالِ تھے
 علیؑ اَشْبِدَانِ لِفِرْتِ كِیْ عَلْبِیْرِ دَارِ اَوَّلِ تھے
 علیؑ سِیْ رِزْدَةِ جَاوِیْدِ اِسْلَامِیْ حِرَاسِیْمِ تھے
 علیؑ تھے اَوَّلِ اِلْاَصْحَابِ اِلْمَحَابِبِیْمِ
 علیؑ نَامِ وِنَشَانِ بِنْتِ پَرِسْتِیْ كِهْوَنِیْ وَاَلِیْ تھے
 علیؑ مِیْنِ وِصْفِ تھے دِهْ سَنَبِیْ هُوْنِیْ مَحَابِدِ مِیْنِ

علیؑ کا افضل ظاہر ماہ سے لے تا بہ ماہی تھا
 علیؑ زوجِ ہوتل پاک ہوں امر الہی تھا

عقد و نکاح

غرض وہ روزِ فوز و روزِ شرف و وقتِ سعید آیا
 رسولِ عرشِ مسند نے بارِ شادِ خداوندی
 علیؑ ابنِ ابی طالب کا لے صلی علیٰ آلہ وسلم
 زمیں سے عرشِ اعظم تک چھی دھویں چھی شادی
 خوشی سے بزمِ عقیدہ پاک میں صحابِ خیر آئے
 کہ ہر شتہ نظرِ دُرِّ جف و دُرِّ فرید آیا
 نکاحِ حیدر و زہرہ پہ ظاہر کی رضا مندی
 نکاحِ فاطمہ کا خود پڑھا سرکار نے خطبہ
 بنی دستِ بنی سو مرحبا دلہن بنی زادی
 ابو بکر و عمر و عثمانؓ اس ۱۴ طلحہ ۱۲ زبیر آئے

علیؑ مجلس میں دلدل بن کے آئے اس مجلس سے
 کہ جیسے لگے گل ہو موندھ چھپاؤ دامن گل سے
 قباے سادہ زیب جسم تھی سر پر عمامہ تھا
 شہانہ تھا نہ سہرا تھا نہ مفتح تھا نہ جامہ تھا
 ہوئی طے چار سو شقال چاندی مہر کے بدلے
 عروسِ شب نے جوڑے نو عروسِ دہر کے بدلے
 لٹائے بزم میں چھوٹے شہدالانے خوش ہو کر
 حلاوتِ یابِ محفل میں ہوئے اصحابِ پیغمبر
 دامنِ دلدل کے ملنے کی مسرت کی گھڑی آئی
 جنابِ سیدہ زہرا کی رحمت کی گھڑی آئی

ہوئی بعد فریغ عقدِ رحمتِ فاطمہؑ کی

رسومِ بزمِ شادی پر نظر تھی ہر صحابی کی

خاتونِ جنت کا ہمیر

جہیز اللہ اکبر جو دیا حضرت سے زہرہ کو
 وہ بہر خانہ داری تھا مکمل درس و نیا کو
 بچھونے دو بیانی چادریں دو۔ ایک کٹی تھی
 پلنگ تھا چار گدے۔ ایک تکیہ ایک چکی تھی
 ستوچہ ایک خالی ایک مشکیزہ تھا پانی کا
 یہ سامانِ مخمّر سا تھا اتنا نہ زندگانی کا
 طلائی ہار گردن میں زینشانی پہ جھومر تھے
 فقط چاندی کے بازو بند دو از قسیم زیوستھے
 جہیز آقا کی جانب سے دامن کو مر جبا یہ تھا
 ظروفِ پیرہن زیورِ عرض جو کچھ کہ تھا یہ تھا
 علیؑ کے گھرنی کے گھر سے خاتونِ جنات ہیں
 جناب ام ایمن ساتھ بن کر راز داں آئیں

توفیق ہو لیا جب بنو حضرت چند ساعت کا
 علی کے اس نئے آباد گھر میں شاہِ دیں آئے
 ہوا دل رونمائی کو شہنشاہ رسالت کا
 دُعاے خیر دینے رحمت اللعالمین آئے
 اٹھائے ہاتھ سوئے آسماں باخزہ پشانی
 اٹھائے ہاتھ سوئے آسماں باخزہ پشانی
 سنا قرودہ بنی سے انبساطِ جاودانی کا
 دُعا مانگی کہ اے رب دو عالم خالق برتر
 عطا اولاد ہو وہ فاطمہ کو رحمت باری
 قیامت تک رہے جبکہ مبارک سلسلہ جاری

نبوت کا جن بچھو لا بھلا گلہا سے زہرہ سے
 بہارِ گلشن ایجاد ہے انبا سے زہرہ سے

دعوتِ ولیمہ

ولیمہ دوسرے ہی دن کیا بولانے شادی کا
 ولیمہ میں وہی ہر روز کا سادہ سا کھانا تھا
 بجائے میوہ دسترخوان پر خرمے کچوریں تھیں
 غلط ہے یہ علیؑ نے دعوتیں دل سیر کی ہوں گی
 تعالیٰ اللہ یہ تقریب شادی اسکے گھر پر تھی
 عمل مستون تھا یہ مصطفیٰ دنیا کے ہادی کا
 کہ آبِ سرد اور نانِ جو ہیں یہ آبِ دانا تھا
 یہ وہ دعوت تھی جس کی دیہاں جنت میں ہیں
 زیادہ سے زیادہ روٹیاں دس سیر کی ہوں گی
 نقدِ سلطنت کون دہکوں کی جگے در پر تھی

درس حیات

شہنشاہ رسالت خسرو کو نبین کے صلئے
عجب شاد و ہدایت کی ہیں تعلیم فرمائی
سکھایا بندہ پرورین کے طرز زندگی ہم کو
نعیش سے ہیں محفوظ رہنے کی ہدایت کی
معاش دلو دو باش و حریت کے طور سکھلائے
ہیں آداب تہذیب و تمدن سے کیا واقف
جہاں داری و داداری کے سپاٹو اور سمجھائے
ہیں اسراف پر تیزیر پر ہتھ دیر فرمائی

سر پر آرائے عالم صاحب قومین کے صلئے
نظام زندگی کی مستقل تنظیم فرمائی
بسر کرنا بتایا سادگی سے زندگی ہم کو
نقض پر بکلف پر۔ نمائش پر۔ ملامت کی
طریقے ارتقائے زلیت کے فی الفور سکھلائے
تھے جن اسرار سے ہم بے خبران سے کیا واقف
ہیں دنیا کی تقریبات کے مہیا سمجھائے
مصارف میں کفایت کی ہیں تاکید فرمائی

اصولِ راحت و مآدِ ثما سمجھا دیئے سارے

کمل شعبہ ہائے زندگی فرما دیئے سارے

ہماری سرچوشی و تود فراموشی

غم و شادی ہیں روزانہ کے معمولات دنیا میں
یہ قصے یہ قصے رہتے ہیں دن رات دنیا میں

مگر ہم روزمرہ شادی و عہ کی محافل میں
 یہ ہم کیا کر رہے ہیں کیونکہ اخراجات کسے ہیں
 عہ و اندوہ کا جب وقت ہم پر کوئی آتا ہے
 حذر ہوتا نہیں اصلاً ہمیں بچا مصارف سے
 ہماری تقریر کی مجلسیں بے شبہ روزانہ
 کچھ اس انداز سے کرتے ہیں تقریرات شادی ہم
 تباہی آفریں ہوتی ہو ہر تقریب شادی کی
 ہمیں فکر جہیز و زیور و پولشاک ہوتی ہے
 خوشی میں بہت پرداز تا افلاک ہوتی ہے
 ہمیں ظہار شان و منزلت کا جوش ہوتا ہے
 ہماری حقیقت تک قرض میں مکفول ہوتی ہو
 ظرافت و جاملانے بے حذرری کی خریداری
 ہمیں بہہ و لولہ رہتا ہو اپنی سرملبندی کا
 فضول اس درجہ اخراجات ہم شادی میں کرتے ہیں
 کہاں وہ صاف ستھری بے تکلف زندگی سادہ

لفظو رہیہ کبھی بھولے سے بھی لاتے نہیں دل میں
 نہیں کرنا جو ہم کو چاہیے وہ بات کرتے ہیں
 نمائش کی طرف لے کر تخیل ہم کو جاتا ہے
 ہم اکثر دوسرے جاتے ہیں سلامی معارف سے
 ہمارے بے محل اسراف کا بنتی ہیں افسانہ
 سمجھتے ہیں کہ ہم سرمایہ دار کیف با دی ہم
 گھٹائیں سر پر منڈلاتی ہیں بیویوں نامردی کی
 دماغ و ذہن سے کم فوٹ اور اکٹتی ہے
 ہماری سب کمائی دم زدن میں خاک ہوتی ہے
 مود و نام کی خواہش میں دل مہ ہوش ہوتا ہے
 غلط شہرت کی خاطر مال و زر کی وصول ہوتی ہو
 ہمیں پشیم کر تے ہیں ہم ناداں بہ ہشیاری
 کہ ہو شادی کی ہر دعوت میں کھانا ٹٹے بندی کا
 کہ آخر کار پہلے موت سے بے موت مرتے ہیں
 کہاں بہہ ذوق سرچوشتی کہاں ری کیف بے پارہ

غرض یہ ہے کہ جب تک تے ہیں ہم اولاد کی شادی
 وہ دستور العمل جو قابل تقلید امت است تھا
 زخود ہو جاتے ہیں آمادہ تکمیل پر بادی
 وہ ذوقِ الفاہ جس پر مدارِ دین و ملت تھا
 سرورِ بے ثباتِ دہر پر ہم ہو گئے مائل

ہیں دنیا نے خوگر کر دیا اعزاز و شہرت کا
 رہا پاس ادب ہم کو نہ احکامِ شریعت کا

دُعائے مسلم

خدا نے پاک پھر ہم میں وہی احساس پیدا کر
 روایاتِ سلف پھر ہوں ہماری ذات کا نازہ
 رہا پابندیِ رسم و رواجِ غیر سے ہم ہوں
 طریقِ زندگی میں سادگی پسلی سی آجائے
 مثالِ داعیانِ خیر اہلِ خیر سے ہم ہوں
 ہمیں سچا مسلمان بزمِ عالم میں کہا جائے
 ہمارے ہر عمل سے دور ہو احساسِ ناکامی
 ہمارے سامنے ہو اسوہٴ محبوبِ ربّانی
 ہمارا ہر عمل ہو تابعِ احکامِ شریعتِ ربّانی
 کبھی مائل نہ تفریحات پر یارب مسلمان ہو
 ہو پیدا قوتِ حسنِ عمل میں گرم جو لانی
 مہذب ہو ہمارا داعیے تہذیبِ لائانی
 ہمارا ذوقِ تقریباتِ نذرِ طائفِ نسیاں ہو

بناستی نمونہ ہم کو اصحابِ پیغمبر کا
ہیں احساس دے تقلیدِ اہلبیتِ اطہر کا

ولادتِ حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام

عرب کی دادیوں میں تیسرا تھا سال ہجرت کا
پندرہواں روزہ روزِ شنبہ لیکر یہ خبر آیا
ہوئے بطنِ بتولِ گلِ بادماں سے حسن پیدا
مبارکباد نیے عرش سے روحِ الایں آئے
سجایا قدسیوں نے گلشنِ خلدی معے اکو
خوشی سی تھی خوشی انصار و اصحابِ پیغمبر کو
خوشی میں تھا رخِ سلطانِ خواباں شمعِ لوزانی
سرورِ انبساطِ حیرت و صفدر کو کیا کہیے
دلوں پر حمدِ ربِ شکرِ خدا کا جوش تھا غالب
حسن نامِ خدا منجبرِ اسماءِ احسن تھا
ولادت کی خبر سن کر علی کے گھر بنی آئے

جہاں مرکز تھا ماہِ صوم کی مین و سعادت کا
رگلِ ریحانِ حنبتِ خلد سے زہرہ کے گھر آیا
کیا نقاشِ قدرت نے چمنِ اندر چمن پیدا
فرشتے کرتے ٹوپی جنت الفردوس کو لائے
نویسنیتِ حوروں نے دی آگے زہرہ کو
دیا اللہ نے کیا چاند سا فرزندِ حمیرا کو
فروغِ سجدہ شکرانہ سے روشن تھی پیشانی
خدا کے لوزے سے گھر تھا منور کھر کو کیا کہیے
نظامِ حمد تھا بابِ علی ابنِ ابی طالب
نہاں نامِ حسن مثلِ چراغِ زبیر دامن تھا
باندازِ طرب آئے بصرِ عیش و خوشی آئے

لیا فرزند کو آغوش میں دل سے دعائیں ہیں مبارکباد کی خالونِ حبت کو ندرائیں دیں
 ازل سے تابہرے بعثتِ شانہشتہ خواباں حجابِ قدس میں پاک و طیب نام تھا پہاں
 بالہامِ خداوندی بنی نے نام شبر کا و فورِ نہایت جوش مسرت سے حسن رکھا

عرب میں شور تھا حبت کا مہ پارا اتر آیا
 کنارِ خاطر میں عرش کا تارا اتر آیا

جمالِ حسن

حسن کا حسن صورتِ حسن صورت گر کا منظر تھا بالفاظِ دیگر آئینہ شکیلِ ہمیں تھا
 حسن اک پوشگفتہ پھول تھے گلزارِ حبت کے نظر آتے تھے اک روشن مرقعِ لیزِ قدرت کے
 حسن کی شکیلِ زیبائے کئی شبیہِ خسروِ خواباں حسن کے چاند سے رخ سے عیاں تھا جلوہ پزوں

حسن سترتا ہوا لوزِ مجسم ماہِ طلعت تھے
 عرب کے چاند تھے۔ محبوبِ حق تھے خوبت تھے

حقیقہ

ہو جب ساتواں دنِ رحمتِ بھائی ولادت کا حقیقہ خود کیا شہ نے گلِ ریحانِ حبت کا

سیر پر لوز کے بالوں کو سر سے خود اُتر دیا علیؑ صدقہ میں دیں ہوزن چاندی حکم فرمایا

مناقب امام حسن رضی اللہ عنہ

حسن کو پاک کے زہب دوش کہتے تھے حضور اکثر بچوش رحمت درانت حضور شافع محشر حضور ایک دن سیر راہ حرم تشریف فرما تھے کہا اک شخص نے اے طفل کیا اچھا یہ مرکب ہے حسن کو گود میں لیکر زباں آقا دکھاتے تھے نماز پنجگانہ کے لئے جب مصطفیٰ جاتے وہ جب سجدے میں ہوتے پشت گردن پر پڑھ جاتے حدیث پاک یہ صدیق اکبرؑ کی زبانی ہے رسول اللہؐ تھے رونق نما مسجد کے مہر پر کبھی اصحاب کی جانب نگاہ بندہ پر درکھی میان خطبہ بوگوں سے شہدہ والا نے فرمایا بلا شک ہے یہ صدیقوں شہیدوں کے رفیقوں میں

یہ ہیں محبوب مجھ کو ان کو رکھ محبوب اور اور بٹھانے تھے حسن کو کستی میں دوش اقدس پر حسن شاداں دفرحاں را کب دوش معالیٰ تھے شدہ دیں نے کہا را کب بھی تو یہ خاصہ رب ہی زباں کو دیکھ کر یہ شاد ہوتے مسکراتے تھے حسن خوش فعلیاں کرتے ہوئے سجا میں آجاتے پیر دران رکوع و قومہ سابق پامیں در آتے عیاں حسن سے حسن کی خاص شان کامرانی ہے حسن بھی جلوہ آدا تھے قریب حضرت مسرور کبھی چشم خدا میں روئے پر لوز حسن پر تھی مرا فرزند ہے سید ہی یہ خاتون کا جایا سید ہے اس کے ہوگی صلح و مسلم فریقوں میں

حسنِ کفایہ مجموعہ رُخ زہرہ کی زہرہست کا
 بہارِ گلشنِ ایجاد تھا یہ پھولِ جنت کا
 فصاحتِ نذر نہ سخی جاں نثارِ توشِ بیانی تھی
 دل آویز و صلوات آفریں شیریں زبانی تھی
 حسنِ بارِ امامتِ فضلِ بے پایاں کے حامل تھی
 حسنِ مجموعہ اخلاق و اوصافِ فضائل تھی

حسین و صاحبِ تکبیر سخی و بندہ پرور تھے
 حلیم و ذی وقار و بامروت و دانش ور تھے

سخاوت

بیاں کوئی کے سرکار کے کن کن فضائل کو
 سخی ایسے کہ بخشے لاکھ درہم ایک سائل کو
 خدا کی راہ میں خیرات کی دو بار سب سے است
 نہ رکھا پاس اک جب پے آسائشِ راحت
 دکھائے تین بار ایسے سخا و چوکے منظر
 لٹا پاراہ حق میں کل اثاث البیت اور گھر و در
 غنی تھا قلب تھا جوشِ عطا و ست تو نگر میں
 خدا کی دی ہوئی دولت لڑتے تھے دم بھر میں

انذار گفتگو

ہیں ابنِ سعد راوی آپ کی شیریں کلامی کے
 خدا شاہد یہ انذارِ کلامِ سبطِ اکبر تھا
 بیاں کرتے ہیں وہ کچھ حال و صاف گرائی کے
 تصدیق گفتگو پر ہر مخاطب ہر سنہ سنہ تھا

شہیدِ حبش لب بھتیں مخاطب کی تمنا میں
 زباں سے محس کلمہ عمر بھر کوئی نہیں نکلا
 طریق گفتگو کا عمر بھر میں جا یزہ لے کے
 زمیں پر عمر بن عثمان کی کھٹی کچھ آپ کی ان بن
 ہمارے پاس کیا ہی آپ نے یہ لفظ فرمائے
 یہ فقرہ زندگی بھر میں لب شیریں نکلا ہی
 عجب شان تکلم تھی عجب شیریں مقالی تھی

یہی جی چاہتا تھا گفتگو حضرت کے جا میں
 دم گفتن جو نکلا حرف ہو کھن سے لہنیش نکلا
 لب دلچر پہ یہ تنقید کی ہی بعض لوگوں نے
 ہوا جو فیصلہ باہم مخالفت اس سے تھا بدظن
 بجز اس کے کہ ان کی ناکھاگ لاد کی جائے
 عتاب آمیز قال و قیل کا یہ ایک جلا ہی
 زباں قدرت نے گویا نور کو بخشا میں ڈھالی تھی

علم و تحمل

رسم طبعات میں سوس میں اک دایمیکہ
 نماز جمعہ میں ہوتا تھا یہ مروان کا خطبہ
 تحمل کا حسن کے جائزہ مروان لیتا تھا
 سکون و صبر سے سنتے تھے یہ سب سبطِ پیغمبر
 کئے مروان نے اک روز حملے ذاتِ اقدس پر
 مگر تھا آپ کا قلب مصفا مثل آئینہ

عیاں جس سے سکون و علم نوشاہِ امامت
 کہا جائے حسن کے سامنے حیدر کو کم و تبہ
 سیرِ نبویؐ کو خیرہ سر و شام دیتا تھا
 زباں سے کچھ نہ کہتے تھے اثر ہوتا تھا جو دل پر
 غرض یہ تھی کہ ہوں غیض و غضب سے مشتمل شہر
 کہ تھا والکاظہین الغیض کا رحمت کہ سینہ

کہا تاہم سے سن کر آپ نے مروان کی باتیں
 مجھے کہتا ہوا وہ جو کچھ نگاہ اس کا نہیں مجھ کو
 کہا مروان نے جو کچھ اگر سچ ہی تو محشر میں
 جزائے راستی ہو یا سزائے باطل و ناحق
 رضائے حق پہ صابر ہوں وہی ہو گا جو ناز
 ہے یہ بھی واقعہ منجملہ بیداد مروانی
 مگر یہ پیکر صبر و رضا تھا صرف خاموشی
 یکا یک ناک دھنے ہاتھ سے مروان نے پونجی
 شریعت کی امانت پر خرم ابرو نے بل کھایا
 کہا مروان سے نفہ ہی تری فطری جہالت پر
 ہے دست راست ہر پاکی اور جزائے جہانی
 ہو اس ڈانٹ پر مروان ساکت اور شرمندہ

زہے علم و سکون ہیں دم بخود اپنی نصیبت پر
 چٹک دینے ہیں دشمن کو مگر تو ہیں ملت پر

تعداد از دواج

حسن کا حسن احسن دل رہا تھا جازب دل تھا
 وہ رس آنکھوں میں رخ میں کشتش وہ پاک صورت تھی
 جہاں دیکھا کسی نے اک نظر سوجاں مائل تھا
 دل دو شیرگان میں آپ سے شادی کی حسرت تھی
 طلاق و عقد کا تھا دور گویا ہر مہینہ میں
 جمال حق نما کا تا عراق و شام شہرا تھا
 ظہور حسن صورت آفرین وہ جن بیکتا تھا

خلع خلافت

امیر المومنین مولا علیؑ کے بعد ہی فوراً
 کیا دعویٰ اُدھر شامی حکومت نے خلافت کا
 ہوئی شیرازہ امت میں پیدا برہمی فوراً
 حسن کو اس طرف سمجھا گیا وارث امامت کا
 کہ بیت ہاتھ پر کی آپ کے شیخان کو فہ نے
 مگر فی الفور ہی جاتا رہا احساس بیت کا
 حریف حضرت مولاؑ سمجھتے تھے جھنڈیں شیعہ
 لرز اٹھے خیال کشت و خون سے کو فیوں کے دل
 تو سل آشنا بزدل مقلد بے وقاد کچھے
 امیر شام سالار عرب حضرت معاویہؓ
 علی الاعلان جب نشتر خلافت پر پڑے مائل
 امام دوسرے نے یہ کہ الف بر ملا دیکھے

امام حسن اور زبیر اہل فتنہ

مگر جب قیس ابن سعد کو فی فوج کا افسر
 مے زپر کہاں بارہ ہزار فوج کا دل ہو
 امیر شام کے حملے کا ڈر اصلاً نہیں مجھ کو
 زبیر پاک باطن پر عیاں تھا راز مستقبل
 حد کو نہ سے باہر آئے اصرار احسا پر
 ہو میں شب باش فوجیں بالمقابل فوجوں میں
 پیادوں اور سواروں میں یکا یک اتبریحی ملی
 ہوئی شہرت کسی نے قیس ابن سعد کو مارا
 جب اپنی فوج ہو اپنے سپہ سالار کی دشمن
 زبیر پاک کے ڈیرے میں بھی کچھ لوگ در آئے
 اتناری دوش سے چادر بساط خیمہ کو ٹوٹا
 سحر تک پہنچے سفرد کوئی بے وفا سارے
 رنجہ اور ہمدان آپ کو لائے مدد میں

ہو اور بار میں حاضر کہا لے دارینا سپاہ
 رسد کا بار برداری کا ہر ساماں مکمل ہی
 ہو کتنا ہی فوجی دشمن مگر خطر انہیں مجھ کو
 خلاف مرضی حق تاب گفتن تھی مگر مشکل
 نظر آیا مقابل میں امیر شام کا لشکر
 مچا غل یک بیک یہ لشکر مجھ پر زرداں میں
 رچائے شب ہوئی گرد و غبار فوج سوی ملی
 ہوا شیرازہ افواج کو نہ منتشر سارا
 ہی نامکن حریفان و غا پر ہو وہ شجر دن
 بنی زائے کو بھی مجروح کرنے سے نہ نہرٹائے
 بہت کچھ ان منظم سے شد والا کا دل ٹوٹا
 کئے سرکار نے سب یہ حمیت سو زلفائے
 شفا دمنوں سے پائی آپ نے آخر کئی دن میں

معاویہؓ نے ان حالات کی جس دم خبر پائی
 امیر شام یہ مانے ہوئے تھے عہدِ حیدر سے
 مدائن میں حسنؓ ابن عسقلی سے خود لے آ کر
 امام پاک نے با ایں ہمہ زور یدِ الہی
 شرائطِ صلح کے باہم دگر طے ہو گئے سارے
 خلافتِ پائیں گے حضرت حسنؓ بعد معاویہؓ
 صلحنامہ کے دن تک ہو حسنؓ پر حقدِ قرصہ
 اہم یہ تین شرطیں ہی صلحنامہ کے اندر تھیں
 زینجِ الاول اکتالیس ہجری میں صلحنامہ
 نہ کی پر راجہ مال د ملک و دولت ابن حیار نے

شہ والا سے ملنے کے لئے لقمہٴ یمِ فرنائی
 نہیں تھی جنگ کی خواہش تھیں سبطِ پیمبرؐ
 مکمل گفتگو کی ملکی و مالی مسائل پر
 مسلمانوں کی خوئِ یزی کسی صورت نہیں چاہی
 ہوئے جنگ و جدل کے دم زون میں نہ نظر سے
 عراق و طیبہ و بطحیٰ نہ دیں گے کچھ زرِ فدیہ
 کر نیگے خود ادا ابن ابوسعیان ہر قرصہ
 اُسیدیں منحصر دونوں طرف کی بسا ہی پر تھیں
 مکمل ہو گیا باہم دگر بے شر و ہنگامہ
 خلافت کا خلع نہ مراد یا سبطِ پیمبر نے

مکمل جذبہٴ ایثار و ذوقِ عذر خواہی تھا

دقارِ ملتِ حق پر بصدقِ تاجِ شاہی تھا

محبانِ علیؓ کا رُوبہ

وہ شیعانِ علیؓ اس بناک حسنؓ کے جو نذالی تھے
 بدلے ہی ہوا۔ مہر و نیک خیر آزمانی تھے

حسن ابن علیؑ پر تھا بتر اب شمار ان کا
 یہ ننگ خلق عار المؤمنین شہر کو کہتے تھے
 غرض عنوان بد عہد می تھا ہر قول و قرار ان کا
 غرض آنرز وہ خاطر یوں غلام آقا کو کرتے تھے

واپسی دربار رسول

محبان علیؑ کے جو جب حد سے سوا پائے
 مدینہ میں امام پاک کو فہ سے چلے آئے
 مدینے میں رہے نو سال تک شہزادہ دالا
 یہ دور زلیت تھا دور عبادت دور شہانہ
 یتیموں بے نواؤں اور پرواؤں میں یہ دولت
 مدینہ تھا خدا کی یاد تھی حق کی حضور ہی تھی
 مدینہ میں امام پاک کو فہ سے چلے آئے
 مدینے میں رہے نو سال تک شہزادہ دالا
 یہ دور زلیت تھا دور عبادت دور شہانہ
 یتیموں بے نواؤں اور پرواؤں میں یہ دولت
 مدینہ تھا خدا کی یاد تھی حق کی حضور ہی تھی

سعی بزید

بزید زشت خو آمادہ بیاد تھا پہم
 سمجھتا تھا کہ بیا مرگ فرزند ابوسفیاء
 خلافت کے نہ ملنے کا سے تھا داہم ہر دم
 بے زندہ اگر سبط بنی ابن شہ مرداں
 حکومت شام کی ہرگز نہ مجھ کو ملنے پائے گی
 حسن کے حق میں شرط عہد نامہ ننگ لاکھ لگی

بشوق ملک گیری و حکومت کلیبہ زان
 ہو اقل حسن پر دیدہ و دانستہ آماق
 دینے پیغام حیدرہ نبت اشعث کو پس پردہ
 یزید اس شرط پر لے دخت اشعث کا تڑا پردہ
 حسن کو یعنی اپنے شوہر محبوب طلعت کو
 پلا زہر ہلال بھجی دے گلزارِ جنت کو
 یہ حیدرہ جو ابھی منجملہ ازدواج والا تھی
 حفا پیشہ کے شوقِ زوجیت میں ہو گئی انھی

جہاں حسن میں عورت عجب نا فہم ہوتی ہے
 خود اپنی آبر و شوہر کی اپنے جان کھوتی ہے

شہادتِ سیدنا امام حسن رضی

پلا یا زہر ناہنجار نے معصوم شوہر کو
 غضب کا زہر تھا جس نے غضبنا شیر دکھلائی
 جگر کٹ کر دہن کی راہ سے باہر نکل آیا
 ہوئی محسوس بے چینی شہیدِ عشق یزداں کو
 حسین ابن علیؑ تشریف فرما تھے جو بالیں پر
 یہ بے چینی ہے کیوں پر اضطرابِ روح فرمایوں
 بنی کے پاس تم یا مرتضیٰ کے پاس جاتے ہو
 کیا واصل بحق سلطانِ دین سبطِ پیمبر کو
 نہ ہرگز اس تدبیرِ علاجِ شاہِ دینِ آئی
 خدا کا نورِ عرشِ اللہ سے باہر نکل آیا
 نئے جلوے نظر آنے لگے نو شاہِ خدایاں کو
 ہوئے گویا کہ لے لے جاں بردار سبطِ پیمبر
 یہ چوشِ نانیکیبانی یہ کربِ حسرتِ آوازیوں
 خدا کے سامنے لے صاحبِ حسان جاتے ہو

خدیجہؓ - فاطمہؓ زہرہؓ جہاں تشریف فرما ہیں
 وہاں جاتے تھے اسدِ جبرانی کا کیا باعث
 کیا ارشاد اے جانِ برادر ماجرا یہ ہے
 نہ پہنچا تھا جہاں تک ہاں میں آج جانا ہوا
 سپرد اللہ کے تم کو کیا - ثابت قدم رہنا
 جنابِ عالیؓ سے عرض کرنا میرا سب سے
 اجازت یہ اگر دربارِ صدیقؐ سے ہو جائے
 مجھے آغوشِ سلطانِ رسل میں تم سلا دینا
 یہ کہہ کر نعمتیں جتنی بھتیں نانا جان سے پائیں
 کیا رخ سوائے قبلہ ہو گئے واصل بحق حضرت

جہاں قاسمؓ ہیں طاہرؓ ہیں جہاں حقیقؓ ہیں
 میں قرباں کچھ تو کہئے سوزِ پنہانی کا کیا باعث
 ہجو میرے سمنے اک اور منظرِ اجرا یہ ہے
 نہیں دیکھا تھا جس مخلوق کو نزدیکیا تانا ہوا
 مصائبِ بھیلنا، صدراٹھا، نسخ و غم سہنا
 مجھے حجرہ کے اندر دفن ہونے کی اضا دی گئی
 دمِ تدفین رکاوٹ بھی نہ کوئی پیش آ کر کئے
 مری میت کو خاکِ حجرہ شہ میں ملا دینا
 سپردِ حضرت شاہِ شہیداں شہ نے فرمائیں
 شہادت نے جہیں چومی ہوئی رخصتِ نازِ حمت

ملے شاہِ رسل سے بعدِ رحلت سبیطِ پیغمبر

ہوئے مسند نشین قصرِ حنت سبیطِ پیغمبر

شہادت کی خبر سن کر زمانہ کو اچھا تھا
 سن پناہ یا پناہ و یک میں امر حق پا کر
 جنازہ پر ہجوم عاشقانِ آلِ اہل بیت تھا
 شریکِ تفریت مردان بھی با دیدہ تر تھا
 ریحِ الاولیاء کی پانچویں تھی پنجشنبہ تھا
 شہید اللہ اکبر ہو گئے لحدتِ دلِ حیدرؓ
 شریکِ تفریت مردان بھی با دیدہ تر تھا

حسینؑ نے پاک نے مردان ہی پوچھا کہ اسی خود سر
 پس مردان اب انکی نش پر رو بیسے کیا حاصل
 میں اس مرحوم کو روتا ہوں جو کوہِ تحمل تھا
 جنازہ جب امامِ پاک کا بہر نماز آیا
 یقیناً خود پڑھتا میں نمازِ مخمّم کی
 نمازوں میں مارت والی دُا امر کا منصب ہو
 سعیدؑ اس وقت تھے جو والی و عامل مدینہ کے
 انھوں نے ہی نمازِ میت شدہ کی امامت کی
 جنازہ لے چلے جب لوگ سنے روضہ انور
 جناب پڑھ رہے تھے کیا یہ فیصلہ بڑھ کر
 کنارِ فاطمہ میں دفن ہو لختِ وِل نہ رہے
 بالآخر وہ ہوا نکھا تھا جو نذرت کے دفتر میں
 کفنِ برونچ چھپا ماہِ مبینؑ غوشِ تربیت میں

۱۰۔ مردان ابنِ حکم حاکمِ بیتِ اسلامیہ میں فترانِ کابانی خودِ کَرِ فَرِیبِ دِوِعا تھا۔ حضرت عثمانؓ مئی کے زمانہ
 سے مسلسل مسلمانوں کے محترم آمرین کو لڑاتا رہا۔ معاویہ ابنِ یزید کے بعد ۳۹ زلیقہ ۶۲ھ کو امارت
 بنو امیہ پر فائز ہوا۔ ۳۹ رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں فوت ہوا
 ۱۱۔ سعید بن العاصی دوسرے والی مدینہ مقرر ہوئے ۶۵ھ میں پیدا ہوئے ۶۵ھ میں فوت ہوئے۔

ہوا ستور جلوہ شمع فتیل رسالت کا
 حسین بدر کی صورت حسن کی پاک صورت تھی
 چراغ پر ضیا گل ہو گیا فقیر امارت کا
 سر پائے جمال صاحب لاک صورت تھی
 جہاں میں بجلیاں چمکیں سلمانوں کی آہوں سے
 حسن کی چاندی صورت ہوئی پہنان گاہوں سے

بیہ کھدو کشتگان عشق کے غم میں جوتے ہیں

شہیدان محبت زندہ جاوید ہوتے ہیں

ولادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

عجب تھی فرخ دسود چوتھی سال ہجری کی
 طربا فروز تھا دن پانچ شبان المعظم کا
 خوشی تھی رات دن دونی جناب فاطمہ بی کی
 کہ فقیر سیدہ زہرہ سے خورشید شرف چمکا
 مئے جام نجف آنکھوں سے ٹپکی جوش مستی میں
 زمیں سے عیش سرمد کی صدا فلاک نکلتی تھی
 ہوئی پھولوں سے سُرخ رونما رنگ شہادت کی
 پھر پرالضرت حق کا زمانہ بھر میں لہرایا
 مدینہ کی زمیں پر عرش کے تارے نظر آئے
 خوشی سو سو قدم تک عیش کی تجدید کو دڑی
 عروسِ فتح نے در نجف کا بیہنہ برسیا
 فرشتے خیر مت دم کے لئے زہرہ کے گھر آئے
 نگاہ بوزاب آئینہ برکت دید کو دڑی

خوشی کے سُرخ دوڑے تھے عیاں چشم ہمیں
 شعا عین موجزن بھیں چپٹے خورشیدِ انوریں
 بھل دیکھ کر نوزِ نظر کے روئے روشن کا
 رسول اللہ نے بوسہ لیا بچہ کی گردن کا
 مبارک باد دی روحِ الایں نے عرشِ بوا کر
 سرورِ اندوز تھے ہمراہ سلطانِ رسلِ حیدر
 لبِ جبریلِ سخن کا سنا پیغامِ سرور نے
 عطا کی دوسری نعمتِ نبی کو حقِ تعالیٰ نے
 بلا یاد و دھامِ فضل نے سر زندہ زہرا کو
 فرشتوں نے کھلایا گو دیں دل بستہ زہرا کو
 رہے شیرِ بطنِ والدہ میں چھوہ مہینے تک
 کفِ پاسے تھے ہم شکلِ رسولِ پاکِ سینے تک

سرا پا لوز تھے لوزِ نبی تھے لوزِ کی صورت
 جبینِ پاکِ روشن تھی چراغِ طور کی صورت

مناقبِ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

ازل سے آپ تھے ظلِ جاہلِ حضرتِ سچی ہر اک خواہ آپ کی تھی ہم خیالِ حضرتِ سچی

سلام افضل کینت الکبریٰ لغیب۔ لبائید نام۔ نبتِ حارثہ خولہ بنتِ عوف کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ خدیجہ کبریٰ
 کے بعد آپ پہلی خاتون ہیں جو ایمان لائیں حضور انکے دیکھنے کو اکثر انکے گھر جایا کرتے تھے۔ انھوں نے خواب دیکھا کہ
 حضور سے جسے مبارک کا ایک کڑا انکی گود میں آگیا پھر انکے بغیر دریافت کی حضور نے فرمایا کہ حسین میرے جگر کے
 کڑے کو گود میں سماتا رہے۔ زمانہ خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ میں انتقال فرمایا۔

ہے چھ ماہ وہ بھی اور یہ بھی لطن مادر میں
 سکون و صبر و تسلیم و رحمت دونوں میں کتنا کھنڈ
 حسین پاک کا بھی نام تھا اسمائے حسنیٰ میں
 حسین آئینہ دار حسن زوئے مصطفائی تھے
 حسن کی ہر ادا کے تھے حسین پاک آئینہ
 تھے دونوں مشترک و صاف کے اخلاق و کمال
 یعنی اگر اکب دوش شاہ ابرار تھے دونوں
 علی کے محبت دل زہرا کے لڑائیں درپردہ
 یہ دونوں پھول زہرا کے گل ریحان حبیب تھے
 نماز مصطفیٰ کی حق نما تصویر تھے دونوں
 رسول پاک سے ملتی ہوئی دونوں کی طلعت تھی
 یہ دونوں مصطفیٰ کے سامنے سوجب گدائے تھی
 میں ان دونوں کا طالب ہیں مے مطلوب ہیں
 لمبار اللہ اکبر کس قدر دونوں کے پائے ہیں
 حسین ابن علیؑ کا ادج و رغبت کوئی کیا جانے

تھے دونوں شہید اللہ اکبر راہ دار میں
 وہ پنمبر تھے سچے اور یہ سچے مسلمان تھے
 کوئی پہلے نہ تھا اس نام کا انسان دنیا میں
 حسین اک مطلع انوار ذات کبریائی تھے
 حسن کی طرح تھا آئینہ خانہ آپ کا سینہ
 تھے دونوں آسمان عرش رفعت کے مکالم
 جو انان ریاض خلد کے سردار تھے دونوں
 تھے محبوب خدا کی گودیوں کے ناز پروردہ
 تھے دونوں شاہزادے زینت ایوان حبیب تھے
 رکوع و سجدہ ہائے فرض کی تفسیر تھے دونوں
 رسول پاک کے سینہ میں دونوں کی محبت تھی
 و عابد مصطفیٰ دونوں کے حق میں حق و کرتے تھے
 خدا محبوب رکھ ان کو مجھے محبوب ہیں دونوں
 حدیثوں میں فضائل مشترک ان کے آئے ہیں
 حسن جانے علی جانے نبی جانے خدا جانے

بنی کا چاند سا فرزند ابراہیمؑ نہ پارہ
 حسینؑ پاک بھی کیبار آئے بزم سرور میں
 یہ دونوں تختِ بدل سرکار کی آنکھوں کے تار تھے
 یکا یک حضرت جبرئیلؑ کے عرشِ رحماں سے
 ہر زبانِ خداوندی کہ یہ لوزِ نظرِ دولوں
 خدا کا حکم یہ منظور اے محبوبِ رب کیجئے
 حسینؑ پاک سے از بسکہ تھے مافوس پیغمبرؐ
 بنی کے زانوں پر لوز پر تھا اسخمن آرا
 سٹے جلوہ نما آتے ہی آغوشِ ہمیب میں
 زیادہ سب سے دونوں سرور میں کو پیارے تھے
 گذارش کی بعد تکرم یہ سلطانِ خواباں سے
 نہیں رہ سکتے مل کر ایک جا باہر گردوں
 ہواں دونوں میں جو محبوب اسکو منتخب کیجئے
 کیا قرآنِ ابراہیمؑ کو فرزندِ زہراؑ پر

حسینؑ ابن علیؑ لپٹے لپٹے دامانِ حجت سے

ہوئے معصوم ابراہیمؑ پہناں چشمِ حضرت سے

حضرت سیدنا ابراہیمؑ روحی فداہ فرزندِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابیہ قبیلہ جنکو مقوقش پادشاہ مصر
 نے حضور کو ہر یہ میں بھیجا تھا۔ آپ کی والدہ بن زالحجہ شہ میں رہنے کے بعد عالیہ میں پیدا ہوئے آپ کی قابلہ
 حضرت سلمہ زوجہ ابورافع اور دودھ پلائی ام اسیف اور ام بردہ بھتیسی پیدا ہونے کے ساتویں دن حضور نے آپ کا
 عقیقہ کیا۔ نام رکھا اور سر کے بال اترا دیئے۔ بالوں کے ہوزن چاندی خیرا کر کے بالِ دخن کر لئے۔ آپ
 کی عمر اٹھارہ ماہ یا سولہ ماہ آٹھ یوم کی ہوئی۔ حضور کو جس قدر آپ کی پیدائش کی خوشی ہوئی اتنا ہی موت
 کا غم ہوا تمانہ جنازہ حضور نے پڑھائی۔ فضل بن عباس نے غسل دیا۔ اسائرہ بن زید اور فضل نے قبر میں
 انار اور دخن قبر پر پانی چھڑکا گیا۔ اور علامتِ قبر بنائی گئی۔ حضرت عثمان بن ملطوں کے قریب دخن
 زمانے گئے۔

رسول پاک تھے اک دن مکان ام سلمہ میں
 بچایک آئے جبریلؑ ایس عرشِ معظم سے
 برائے گفتگو ہو تخلیہ اس کی ضرورت ہے
 نبی نے ام سلمہ سے کہا خاتونِ باعزت
 کوئی داخل نہ ہو حجرہ کے اندر دیکھتی رہنا
 جناب ام سلمہؓ عقین نگہبانِ درِ حجرہ
 حسینؑ پاک نے نانی سے نانا جان کو پوچھا
 مگر حجرہ کے اندر کوئی داخل ہو نہیں سکتا
 حسینؑ آنکھوں میں آنسو بھر کے بولے ام سلمہ سے
 درون حجرہ سے آواز آئی ان کو آنے دو
 گئے بشیرؓ سنتے کھیلتے سرکارِ دلائمک
 کبھی سلمہ سے باتیں بھتیں کبھی تھے یاد مولامیں
 کہا باصدر ادب محبوبِ خلاقِ دو عالم سے
 امورِ خاص خلوت میں کہے جائیں بہت ہے
 بنو کچھ دیر کو اب تم نگہبانِ درِ دولت
 کہے کچھ کوئی لیکن ماننا اُس کا نہ تم کہنا
 کہ آئے اک طرف کھیلنے تختِ دل زہرہؓ
 کہا حجرہ کے اندر ہیں حضورِ سیدِ بطنِ
 کہ ہو اے راحتِ جاں حکم یہ سرکارِ دلائمک
 مجھے بھی کیا منع فرما دیا ہے میرے نانانے
 جلیسِ خلوت و جلوت ہیں یہ ان کو نہ تم روکو
 ہوئے سرورِ سلطانِ المُشْرِحِ لکھنؤ کا

۱۷ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ کنیت اصل نام مندر۔ امیہ ابوخلیفہ باپ کا نام عافلہ بنت عامر ماں کا نام ابو سلمہ سابق
 شوہر کا نام ہو۔ زوجین سلمان تھے مہاجر تھے۔ ابوسلمہ عزوہ احد میں زخمی ہوئے۔ اسی زخم کے اثر سے ۹ جمادی الثانی ۳۳ھ
 میں وفات پائی۔ ام سلمہ آجر ماہ شوال ۳۳ھ میں حضور کے عقد میں آئیں۔ ۸۴ برس کی عمر میں ۶۳ھ میں وفات
 حرمہ وفات پائی حضرت ابوہریرہ نے آپکی وصیت کے مطابق نماز جنازہ پڑھائی۔ ولید بن عتبہ دالی ریہ کسی عذر سے حاضر نہ ہو سکا

کہا جبریلؑ نے ختم الرسل محبوب یزداں سے
 بجاہے ٹھیک ہی لیکن ازل کی قسمت میں
 مفصل مصطفیٰ سے واقعاتِ کربلا مندرجہ
 نکالی پیرین سے ایک شیشی خاک تھی جس میں
 حسینؑ پاک و جبریلؑ میں جبریت گئے رخصت
 ربخ لوز پہ آتارِ غم و اندوہ طاری ہیں
 گذارش کی یہ ام المومنین نے شاہِ دلا سے
 کیا باچشمِ غم ارشاد سلطانِ دو عالم نے
 یہ مٹی جو مرے ہاتھوں میں ہے جبریلؑ لے دی ہے
 کیا جائے گا جس جا قتل یہ فرزند زہراؑ کا
 یہ مٹی ہے وہی لے ام سلمہ اس کو تم رکھو
 حسینؑ ابن علیؑ کو دشمنوں نے قتل کر ڈالا
 تعالیٰ اللہ تعالیٰ یہ علم سلطان رسالت کا
 معلوم تھا خدا روح الایں تھی مجر صا دق
 یہی وہ علم ہی علم لدنی جس کو کہتے ہیں

محبت آپ کو ہی حقدار شاہ شہیداں سے
 یہ لکھا ہے کہ انکا امتحان ہو دشتِ غربت میں
 کہے جبریلؑ نے اکثر بطور راز مستقبل
 نہاں آمیزشِ خونِ شہ لولاک تھی جس میں
 یہ دکھی ام سلمہؑ نے شہ کو یمن کی حالت
 طبیعت مضطرب ہی اسکا غم آنکھوں سے جاری ہیں
 مرے ماں باپ صدقے میں تصدیقِ باجرہ کیے
 رو لایا ہے مجھے لے ام سلمہؑ آج اس غم نے
 یہ خون آمیز مٹی آہ و دشتِ کربلا کی ہے
 بے گناہ لہو جس خاک پر دل بند زہراؑ کا
 لہو ہو جائے حبدنِ خاک یہ از خود تو تم بھجو
 مکرر اتنا کہہ کر رو دیتے پھر سرور والا
 نظر کے سامنے تھا واقفہ سارا شہادت کا
 عیاں تھا آپ پر ہر منظر مستقبل و سابق
 یہ ہی وہ علم علم غیب سنی جس کو کہتے ہیں

حکومت یزید

معاویہ کی رحلت ہو گئی جب ساٹھ ہجری میں
 بٹھایا تخت پر سب نے یزید کینہ پرور کو
 یہ ظالم بیٹھتے ہی شام کے تختِ حکومت پر
 کئے قاصد روانہ شام سے مکہ مدینہ کو
 ابی سفیان کا پوتہ مدینہ میں گورنر تھا
 دلکشا اس نیک دل کا نام تھا عتبتہ کا بیٹا تھا
 وہ قاصد نے خط مضمون خط اس نے پڑھا
 ہوتے مصروف شامی سلطنت کی خبر خواہی میں
 سمجھتا تھا جو دشمن پیشتر سے آل حیدرہ کو
 اُتر آیا قریبی دشمنی و ظری عداوت پر
 لکھے فرماں کہ حاکم مان لیں سب اس کمینہ کو
 بظاہر سخت درپردہ خلافِ نقتہ و شتر تھا
 سفیر شام جب آیا تو یہ بستر پہ لیٹا تھا
 چچا کی موت کا تھا سامنے آنکھوں کے نظار

۱۱۰ حضرت امیر معاویہ ابن ابی سفیان - فتح مکہ سے کچھ قبل مسلمان ہوئے جنگِ حنین میں شرکت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمتِ کتابتِ وحی پر مامور فرمایا۔ زمانہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہم اسلامی افواج کے ہمراہ شام پر لشکر کشی میں شریک ہوئے۔ یزید بن ابی سفیان اپنے بھائی کی وفات کے بعد عامل دمشق مقرر ہوئے۔ عہدِ فاروقی میں صرف گورنر دمشق تھے۔ بعد ازاں عہدِ خلافتِ ذوالنورین میں کل شام کے عامل ہوئے۔ بیس برس تک گورنر رہے۔ ۳۷ھ میں شام کی جدگانہ خلافت قائم کی۔ ۴۲ سال کی عمر میں اپنے خلیفہ و سلام ہونے کا اعلان کیا۔ ۲۰ سال خلافت کر کے ۶۴ سال کی عمر میں بمقامِ دمشق انتقال فرمایا۔ ماہین ابی الحامیہ و ابی الصغیر مد فون ہوئے۔

دیا کچھ لکھ کے لڑکر کو کہا اس کو ذرا لے جا برائے مشورہ مروان کو فوراً بلا بھیجا
 ولید آیا یہ نامہ پاک کے ایوان حکومت میں
 ہو مروان بھی داخل کے ایوان حکومت میں

سُتّی بَعِیْتِ اِمَام

لکھا تھا حکم میں لی جائے بہت ان اکابر کو
 حسینؑ ابن علیؑ ابن عمرؑ ابن زبیرؑ اکثر
 ہو جتنا جلد ان تینوں سے لی جائی مری بہت
 کہا مروان نے فوراً بلا یا جائے تینوں کو
 ملازم مسجد نبوی میں ان کو ڈھونڈنا آیا
 بہم دونوں بزرگوں نے کہا حکم طلب سن کر
 ہوئی ابن زبیرؑ ابن حبیبؑ کو پریشانی
 حسینؑ آئے مکان پر ساٹھ لیکر کچھ سواروں کو
 ولیدؑ ابن رسول اللہؐ کی عزت کا قائل تھا
 دیا ابن علیؑ کو خط بڑا بے فتنہ ساماں کا
 ہمیشہ رہتے ہیں بیزار جو شاہان جا برسو
 رہا کرتے ہیں شامی سلطنت سے باغی و دشمن
 پھر سکے بعد حکم عام ہو جاری پئے طاعت
 ملے موقع تذبذب کا نہ ان انجام بینوں کو
 حسینؑ پاک و عبد اللہؑ زبیری کو دہیں پایا
 ہم آتے ہیں عقب سے دی خبر عامل کو ای نوکر
 نہ باہم کر سکے کچھ فیصلہ دونوں آسانی
 گئے عامل کے گھر باہر بٹھا کر رازداروں کو
 جب آئے یہ تو استقبال کی جانب بھی آئل تھا
 پڑھا خط رنگا دیکھا ابن عتیبہ اور مروان کا

دُعائے مغفرت بہر امیر شام فرمائی
 امیر فاسق و فاجر کی بیعت میں کر دینے پر
 یہ کہہ کر آپ نکلا چاہتے تھے و تھو تھو سے
 بلا بیعت لئے زندہ نہ جانے دیکھے ان کو
 حسین ابن علی نے ڈانٹ کر فی الفور فرمایا
 نہیں تنہا یہاں میں سے ولید اور عامل طیبہ
 مکان سے کہے یہ تشریف باہر آپ لے گئے
 گئے دار الامارۃ کو نہ خود ابن زبیر صلا

کہا بیعتی بابتہ صحت سو میں
 خلافت دین حق الزام اپنے سر دہروں تو بہ
 کہا مروان نے فوراً دل سے خوش شمال سے
 یہی موقع ہی بڑھ کر قتل فوراً کیجئے ان کو
 غلط ہے قتل مجھ کو تو کرے مروان بے پایا
 محافظ ہے مراد اللہ خیر حاد ظدا للہ
 مگر امکان رہنے کے مدینہ میں نہ اب پائے
 مدینہ سے کیا عزم سفر فی الفور مکہ کا

سہ عبد اللہ ابن زبیر بن عوام۔ آغاز سال ہجری کے دس ماہ بعد پیدا ہوئے حضور نے اپنا لحاظ من چایا۔ ان کے
 والد حضرت زبیر بنی سلم کے بھوپتی زاد بھائی صدیق کبریٰ کے برادرزادے صفیر بنت عبد المطلب کے بیٹے عشرہ مبشرہ میں
 تھے جن کے قطع حنفی ہونے کی بشارت تھی۔ جو جنگا حمل میں اجمادی الاخریٰ ۳۲ ہجری ۶۴ سال بروز پچھنچہ شہید ہو کر
 عبد اللہ بن زبیر کی والدہ اسمائت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما ہیں یزید ۱۲ از بیح الاول ۳۲ھ میں فوت ہوا مرثیے سے پہلے حسین بن زبیر
 کو ابن زبیر کے خلافت چڑھائی کا حکم دیا جسے کعبہ پر انتشاری کی واقعہ حره اسی کا نام ہے۔ یزید کے مرنے اور معاویہ بن
 یزید کی چند روزہ برائے کفایت امارت کے بعد ملا اختلاف عبد اللہ ابن زبیر جازا عراقی عین حراسان کے خلیفہ تسلیم کئے
 گئے۔ مروان اور عبد الملک ابن مروان برابر آپ سے لڑنے لگے۔ حجاج ابن یوسف پر سالار لشکر عبد الملک بن زبیر کو
 کعبہ کا محاصرہ کیا۔ سات مہینے کعبہ پر انتشاری کی گئی۔ ۱۵ اجمادی الاخریٰ ۳۲ھ کو حضرت عبد اللہ ابن زبیر شہید ہوئے۔
 شب بیار ایسے کہ ایک سات برابر صبح تک تیاں کرتے دو مری زات صبح تک رکوع میں آتی تھیں شنبہ شجرہ میں گذرتے

روانہ ہو گئے کعبہ کو چھپ دیا کر قرینہ سے

مدینہ چھوڑ کر مکہ کی جانب بیقرار آئے
خدا کے گھر میں محبوب خدا کے جانثار آئے

در بار رسول انام اور رخصتِ امام

مزارِ مصطفیٰ پر شام ہوتے ہی امام آئے
کہا رو کر سلام لے تاجدارِ عالمِ امکان
سلام لے ہادیِ اسلام اور محبوبِ ربانی
سلام لے اپنے منگلوں کے وارثِ رحمتِ عالم
اجازت کی عرض سے آخری کرنے سلام آئے
سلام لے سید عالم سلام اور سرورِ ذیشان
سلام لے صاحبِ لاک لایذ ذبتِ نیردانی
سلام لے بیکسوں کے دل کی ڈھارس شافعِ اعظم
حسین ابن علی پر تنگ ہیں طیب کی انگلیاں
ذرا دیکھو تو اہل بیت پر ہیں سختیاں کیا کیا
لڑا سہ آپکا امن الفت ہی دشمن کے نرغے میں
ہنیں حساس اسکو احترامِ دین و ملت کا
مگر توہینِ مذہب کیوں روار کھے بنی زادہ
ذرا دیکھو تو چہرہ سے اٹھا کر گوشہِ داماں
ذرا حجرہ سے نکلو لے مکین گنبدِ خضرا
یزیدی دور ہے اسلام ہی سرکارِ حضرت ہے ہیں
یزید فاسق و فاجر مخالفت ہے شریعت کا
اُسے ضد ہے حسین اسکی اطاعت پر ہوا مادہ

میں قرباں لے مجھے ناز و نعم سے پالنے والے
 دہائی آپ کی لے دادرس اپنے نواسوں کے
 مدد لے انتجائیں سننے والے اہل اطہر کی
 مراقب ہو گئے یہ کہہ کے فرزند رسول اللہ
 نگاہ یاس و حسرت سے درو دیوار کو دیکھا
 گذارش کی لگا کر قبر لوزانی کو سینے سے
 مگر یہ انتجا ہے یا بنی یا رحمت عالم
 ہماری بیکسی در ماندگی کی لاج رکھ لینا
 کہیں پیدا نہ ہو جب تک ٹھکانا بے ٹھکانوں کا
 رہیں جب تک عدو آدہ جو رو سترانی
 ہمیں گئے میں بھی رہنے نہ دے جب زمین خود
 بلانے والے بن کر دست جب بجائیں بیگانے
 ہمیں جب کر بلا میں سا منا کر ب و بلا کا ہو
 سپاہ شام جب محصور کر لے ہم غزیوں کو
 حیا م اہلبیت پاکتوں جب لفظ ریتی پر
 مصائب آنے والے دم زدن میں ٹالنے والے
 دہائی آپ کی اسے آسرا بھوکے پیاسوں کے
 مدد لے آرزو برلانے والے سائل دہ کی
 اٹھایا سر تو نکلا بے ارادہ موٹھ سے واسفہ
 سچیم اشک افشاں مرقد سرکار کو دیکھا
 حسین خانماں برباد جاتا ہے دینے سے
 قدوم پاک سے ہوں دو جب تک کام الفتیم
 ہمیں نظروں میں اپنی صاحب معراج رکھ لینا
 نہو پر ساں کوئی جب تک صغیفوں ناؤ انوں کا
 رہو جس وقت تک ہم پر ہجوم خانہ دیرانی
 خدا کے گھر سے بھی ہوں جہنم آوارگان گھر
 گذر جائیں جب اپنی بیکسی کے حد سے افسانے
 ہمیں جب تیر بیداد اجل نے چلکے تاکا ہو
 کہیں امن و اماں حاصل نہ ہو جب بی بیوں کو
 لقرت جب خزاں کا ہو بہار باغ گیتی پر

بزمی ہنستے ہوں جب کشتگانِ حق کے شہد پر
 بیاباں میں لئے جب قافلہ بھوکے پیاسوں کا
 حسینؑ تشہ لب پر ہوتی ہو جب تیر بارانی
 ہوں جب دشمن کے ہاتھوں پابہ جولانہ پر غم
 سکون و صبر کی تلہتینِ دل انگاروں کو فرمانا
 لبِ اہلہ سے فرما دو حسینؑ اب جاؤ حضرت ہو

مدینے سے منہ کو نین کا لوزر نظر نکلا

وطن سے بے وطن ہو کر وطن کا تاجور نکلا

مدینے سے روانگی

غرض یا چشمِ غم شبیر لوٹے آستانہ سے
 لیا ہم راہِ اہلبیت و یارانِ مکرم کو
 و لید اب تاگ یہ سمجھا تھا کہ ہیں دونوں نیزیں
 تقاضے پر تھانے آ رہے تھے اسکی جانب سے
 طے صبر و سکوں کے ساتھ ہر اپنے یگانہ سے
 سفر فرما دیا طیبہ سے بیت اللہ اعظم کو
 گرفتاری کی تھی در پردہ حسرت اسکے سینہ میں
 مگر دونوں نہاں تھے چشمِ اعیار و اجانب سے
 ہوا اپنی تلافی کیشتوں پر خامر و خائب
 دلید اس علم پر طیبہ سے دونوں ہو گئے غائب

یزیدت در خاک شام میں جب یہ خیر پہنچی
 مدینہ پر کیا مامور فوراً دوسرا عاقل
 مدینے سے پناہ کعبہ میں ابن زبیر آئے
 حافظ بن کے قدسی آسمان کو راہ میں آئے
 کیا صادر ہوا سر پر خطا کو حکم معذوری
 سعید الاشقری کا تھا سپر جو عمرنا قابل
 عدا کے گھر میں سچ کر زد سے دشمن کی خیر آئے
 امام پاک بھی طیبہ سے بیت اللہ میں آئے

اہل کوفہ کے خطوط

خبر ان واقعات خاص کی جب پہنچی کوفہ میں
 سلیمان کے مکان پر مجلس شوری ہوئی قائم
 کیا یہ فیصلہ لکھیں یعنی ابن حنیفہ کو
 حبیب ابن مظاہر اور فاعہ اور مسیب نے
 لکھا خط میں کہ ہم بیزار ہیں شامی حکومت سے
 ہیں شیدائی علی بن ابیطالب کے ہم نشین
 بجز سرکار کے ہم غیر کی بہت سے قاصر ہیں
 امام دوسرا کوفہ میں گر تشریف لے آئیں
 ہوا معلوم جب شاہ شہید ان بھی ہیں مگر میں
 مجاہد علی نے بے خیال کو قتل کیا کہ ہم
 بلا میں کوفہ میں بہر امامت سبط آہم عمر کو
 مرتب خط کیا شیعوں کے ہر طبقہ کی جانب سے
 ہمیں ہے سوئے طن نعمان کے طرز یا سر سے
 ہمارا سخت دشمن ہی یزید ابن معاویہ
 حضور میں تو جان دمال ہم لوگ حاضر ہیں
 تو ہم نعمان سے کہدیں یہاں سے وہ چلے جائیں

سعید بن سعید الاشقری رضوان اللہ علیہ مدینہ میں مدینہ ہوا
 سعید سلیمان بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کوفہ سے مدینہ میں تاجان بن کوفہ

بہ فاضل و دولوں عبداللہ ہرانی و والی تھے
 ابھی دو دن نہ گزے تھے کہ پھر لوگوں میں چن آیا
 پھر اس کے بعد بھی قاصد پر قاصد خط پہ خط بھیجے
 خطوں پر دستخط ہوتے تھے صد ہا اہل کوفہ کے
 یزیدی جوہ سے لبرہ حجاز و شام نالاں تھے
 گئے سوئے حرم و دمعتمہ قاصداً سے لے کر
 نہایت تیز رو تھے صاحب تدبیر عالی تھے
 لکھا پھر دو سر خط پھر رواں قاصد کو فرمایا
 عریضے پہ پہ پے ترغیب کے تھریں کے کھئے
 اثر یہ خط کہاں تاک قلب حضرت پہنیں کرتے
 خلیفہ ابن حنیڈر ہوں بہت سے لوگ ہاں تھے

خطوط اہل کوفہ سے کے اکثر نامہ بر آئے
 مگر ناواقف انجام آئے بے خبر آئے

اہل بصرہ کے خیالات

کئے شیطان بصرہ نے بھی ملکر مشورے اکثر
 ہر اک ذی فہم کی یہ رائے تھی حطرح ممکن ہو
 یزید ابن نبیط اک باہمیت صاحب ل تھا
 مکان ماریہ پر رات دن جلسے رہے اکثر
 پلا یا جائے بصرہ میں امام پاک باطن کو
 وقار اہلبیت پاک پر سوجاں سے ماں تھا

۱۰۰۔ عبد اللہ بن مسعود ہرانی۔ عبد اللہ بن دال ۱۰۱۔ ماریہ بنت سعد قتیبہ عبد القیس ۱۰۲۔ یزید بن نبیط
 ۱۰۳۔ عبد اللہ و عبد اللہ پسران کے حاضر خدمت امام ہوا۔ ۱۰۴۔ نینوں کر بلا میں شہید ہوئے

کہا اس نے بجائے نامہ و پیغام بہتر ہے
عبید اللہ و عبید اللہ دہیٹوں کو یہ لے کر
کہ سب واقعات اہل بصرہ آکے حضرت سے
بغدر و حوصلہ کی ترجمانی بصرہ و اہل کی

فدائی آکے سب شامل مجھے یہ زر خرید و نہیں

ہئے نتریاں شہ والا پہ کھلائے شہید و نہیں

خیالات حضرت امام عالی مقام

یہاں کعبہ میں اصحابِ بنی سے قبلہ عالم
بکثرت متفق اس رائے پر تھے لوگ مکہ کے
خطوطِ اہل کو نہ پڑھ کے فرزندِ رسول اللہ
مقامی مجلسِ شوریٰ طلب کی شاہِ والائے
جماعت کثرت آرا سے پہنچی اس نتیجہ پر
اجازت دے اگر اُس شہر کا ماحول آئندہ
زیانی کو فیوں سے مختم ہر بات کی جائے

کیا کرتے تھے مستقبل کی بابتہ مشورے پیہم
رہیں حضرت حرم میں چین سے حاکم جو ہنر دے
ارادوں سے ہوا خواہانِ دولت کے ہو کر آگاہ
ہر اک سچو پر تفتیش کی ادنیٰ و اعلیٰ نے
کہ پہلے جائے کو نہ میں نما میرہ کوئی بن کر
تو کھئے من و عنین حالات سرکاری نما میرہ
مکمل حال و مستقبل کی تحقیقات کی جائے

حضرت مسلم کی کوفہ کو روانگی

نمائندہ بنے مسلم ابام پاک طینت کے
یہ جب داخل ہوئے کوفہ میں گھر گھر ایک شایقی
کیا اظہارِ اربابِ عقیدت نے مسرت کا
بکثرت نرزدِ مسلم لوگ آتے شادماں ہو کر
ترقی رات دن ہونے لگی اہل عقیدت کی
موافق جب فضائے کوفہ مسلم کو نظر آئی
لکھے حالات سب مسلم نے فرزندِ پیہر کو

مدینہ سے گزر کر آئے کوفہ میں یہ کہتے سے
یکم تاریخ کھٹی ذالحدجہ کی سن ساٹھ ہجری تھی
ہوا سامان گھر گھر خیر سے مسلم کی دعوت کا
ابام پاک کا یہ خط سنا تے تر جاں ہو کر
ہزاروں کوفیوں نے حضرت مسلمؓ کی
جماعت لڑنے مرنے کے لئے بھی مستعد پائی
بلایا جاہ کوفہ حسینؓ و آلِ حسینؓ کو

خلاصہ واقعی حالات کا تحریر فرمایا

نتیجہ اپنی تحقیقات کا تحریر فرمایا

اشرطیات حکومت

یہ جویش انقلابات دہچوم شورشیں تازہ
نواح کوفہ میں دن رات جھپٹتے نظر آیا

ہوا امن و اماں کا منتشر جس سے کہ شیرازہ
فساد و جنگ کا سیلاب سا چڑھتا نظر آیا

کیا نعمان نے اجلاس اکٹرا لیا مارت میں
 دیا خطبہ نبادت کرنے والوں پر ملامت کی
 کہا خطبہ میں تا وقتیکہ حملہ ہو نہ کو فہ پر
 خلاف سلطنت جو مرتکب ہو گا نبادت کا
 یہ خطبہ گرچہ تھا بالکل حکومت کے تنازع میں
 حکومت کے ہوا خواہوں نے کی تفتینا خطبہ پر
 مخالف بہت سے دشمن پہ سختی کا تقاضا تھا
 عمارہ اور عبداللہ و عمر سعد نے فوراً
 یہ تینوں فتنہ ختمے معتمد شامی حکومت کے
 بزید دشمن ایماں کو ان لوگوں نے لکھا تھا
 خبر ہے سید مصوم کے کو فہ میں آنے کی
 حسین ابن علی کا ہوا یہاں موجود اکٹراب
 کسی صورت نہیں اس حال میں نعمان سے قابل
 عمارہ کے فرمایا قصر حکومت میں
 رعیت کو کسی سازش نہ کرنے کی ہدایت کی
 غلط الزام پر ہرگز اٹھائیں گے نہ ہم خنجر
 یقیناً مستحق ہو گا وہ پاداش و بیادست کا
 مگر آتا تھا اس سے فرق کچھ ملکی تدبیر میں
 اڑائیں پھتیاں نعمان کے منصب پر رہتہ پر
 دل نعمان مگر ماکل بہ درس و استفاضہ تھا
 حکومت کو خبر کی جان کر یہ امر مستحسن
 جہاں بیٹھے تھے سکھ سکھ ان کی ہر پاس کے
 کہ ہو نعمان کی کمزوریوں سے ملک کو خطر
 ہیں جاری کو شمشیں شامی حکومت کے مٹانے کی
 امیر شام سے جو کر رہا ہے خلق کو تا سب
 یہ بہتر ہے نہ رکھا جائے کو فہ میں اسے عال

لعہ نعمان بن بشیر کو فہ لعہ عمارہ بن ولید بن عقبہ لعہ عبداللہ بن مسلم لعہ عمر بن سعد بن ابی وقاص

یہ خط جس دن یزید کینہ ورنے شام میں پایا
مقرر اور عال بہتر و معقول کر دیجئے

نہ اس آیا اسے یہ دور کو فذ کی حکومت کا

نیا سااں کیا فی الفور کو فذ کی حکومت کا

تقریر عبید اللہ ابن زیاد بطور عال کو فذ

مشیر معتد سر جو ن رومی نے کہا اُد مٹھ کر
عبید اللہ جو اس وقت تک بصرہ کا عال تھا
یزید اس رائے کو سمجھا کہ منظوری کے قابل ہے
سہر اجلاس نکھو ایا گیا پر دانہ شاہی
عبید اللہ نے بصرہ میں یہ فرمان جب پایا
عبید اللہ زیاد سے نہیں ڈانڈ کوئی بہتر
بہ بر تھا مگر سفاک طینت بد حصائل تھا
اسے معلوم تھا ابن زیاد اک مردِ عادل ہے
سند بیکر ہو البصرہ کو مسلم باہلی رہا ہی
اسے فی الفور ہی کو فذ کے جانیکا خیال آیا

کھٹے اس پر شورش کو فذ کے ظاہر راز پہلے سے

بناوت کے سننے کھٹے اس نے سازد باز پہلے سے

۱۰۰ - عبید اللہ ابن زیاد عال بصرہ۔

تذییر حفاظتِ بصرہ

ابام پاک نے لکھا تھا اک خط اہل بصرہ کو
 یہ خط تجھ پر دیا ہاں اتباع حق کی دعوت تھا
 ابام دوسرا کے خط کو منذر ابن جبار وہ
 پڑھا خط پڑھ کے خط شغلہ بھیو کا ہو گیا ظالم
 تہیہ قتل اہل بیت کا فوراً کیا دل میں
 دلایا خوف دشمن کو سزا کے قتل غارتگا
 بنایا تھا مخاطب مالک و منذر وغیرہ کو
 بالفاظِ دیگر انہما تنظیم خلافت تھا
 کسی صورت سے پہنچا یا عبید اللہ کے آگے
 پیسا مفت فاسد کے ہو کا ہو گیا ظالم
 کھلے لفظوں میں لڑنے کا کیا اعلان محفل میں
 عطا منصب کیا عثمان کو اپنی نیابت کا

عمائد سے لیا اضرار امداد و اعانت کا

کیا مضبوط بند و بست بصرہ کی حفاظت کا

ابن زیاد کی کوفہ کو روانگی

امور انتظامی کر کے طے سب ایک دم ظالم
 روانہ ہو گیا کوفہ کو با جاہ و حشم ظالم

۱۵ مالک بن یحییٰ بکری، احضف بن قیس، مسود بن عمرو، قیس بن ہشیم، عمر بن عبید اللہ بن عمر منذر بن جبار وہ
 افراد بصرہ جن کے نام خط روانہ کیا تھا۔ ۱۶ عثمان بن زیاد برادر عبید اللہ۔

ترقی پر راجد دوسرا کی دل میں الفت تھی۔
طبیعت روز و شب چین تھی شوق زیارت میں

تھے چو تک خط پہم شہ والا کی خدمت میں
یعنی ہر ایک کو تھا آہری ہوں گے شہ والا
دفا کو شوقی قد ہو سی کے ارماں دل میں آتے تھے
غرض یہ حسرتوں کا رنگ رماؤں کا منظر تھا
قریب کو تہ اس انداز سے ابن زیاد آیا
وہ شیدائی کھڑے تھے منظر جو شہر سے باہر
صدائیں مرحبا یا ابن زہرا کی اچھیں پہم

عقیدت نے نئی اک لہر و ڈوڑی دفاؤں میں
صدائیکر کے نغزوں کی گونج اٹھی فضاؤں میں

ابن زیاد کا داخلہ کوئٹہ میں

بڑھادار الامارۃ کی طرف اک گرم جوشی سے
ہجوم شہر بھی فقیر رنج الشان پر پہونچا
کوئی اندر نہ داخل ہو سکے یہ حکم افسر تھا

عبید ابن زیاد آہستہ آہستہ نموشی سے
یہ نو وارد بالآخر جب در فغان پر پہونچا
ہر فقیر حکومرت سب بند تھا پہر امتر تھا

مگر یہو سنا عقید اللہ نوراً باب دولت تک
 کہادروارہ گھوڑا نہ کھولا جائیگا بیشک
 کئی یہ آواز پہچانی ہوئی ارباب دولت کی
 کہی زنجیر اس آواز پر باب حکومت کی
 عبید اللہ کو آواز سے لوگوں نے پہچانا
 ہوا پیاروں طرف اک شور ہی یہ ابن مر جانا
 فضائے کوڈ پر چھائے ہر اس دھوکے بادل
 ہوا مجمع کا مجمع دم زدوں میں آنکھ سوراو جہل
 اود اسی چھاگنی یک بار ارباب محبت پر
 گریں اویں فلک سے بجلیاں جو شیش عینت پر

دربار ابن زیاد

سحر مونتے ہی فقیر عام میں ابن زیاد آیا
 ار اکین و عمامہ کو سیر اجلاس بلو آیا
 دیا خطبہ مخاطب کر کے اعیان رعیت کو
 یہاں آیا ہوں میں سر کوئی اہل بناوت کو
 مجھے کوفہ کا عامل اب بنایا ہے حکومت نے
 مری موجودگی میں سرکشی گری رعیت نے
 یقیناً سخت میں یہ عناصر کو سزا دوں گا
 مزا اچھی طرح شورش سپردوں کو چکھا دوں گا
 مگر وہ لوگ جو خواہان انصاف عدالت ہیں
 ہیں بیشک حق بجانب مور و لطف عنایت ہیں
 امیر المومنین ہو دور حاضر میں یزید اپنا
 وہ ہے رعب مجسم ہے یہ نعتشہ چشم دید اپنا
 خلاف اسکے ہو ہی بیشک وہ باغی ہو حکومت کا
 امیر اپنا کہے جو اس کو نخلص ہے حکومت کا

یہ ہے اعدائے حکومت کا یہ لقب لعین ہونا چاہیے اعیانِ دولت کا
مرتب دوست دشمن کی کریں فہرست سب لکر علیحدہ تاکہ ہو جائیں سب اہلِ حیر و اہلِ بشر

بنادت کا نذرک خچر و پکیاں سو اب ہوگا
نظامِ سلطنت قائم نئے عنوان سو اب ہوگا

اہلِ کوفہ کا تذبذب

عبید اللہ کے احکام سن کر نیک و بد سارے
وہ جوشِ اعتقاد و جذبہ بیعت ہوا رخصت
جماعت حضرت مسلم کی کم ہونے لگی از خود
سے مسلم نے جب یہ سخت احکامِ عبید اللہ
پریشاں ہو گئے مختار کے گھر سے نکل آئے
لہا ہائی نے ان کو دیکھ کر ناحق یہاں آئے
اے اب جبکہ گھر پر آگئے ہو میرے اے مسلم
بڑے باشندگان شہر مضطر خوف کے مارے
محمیانِ علی کے قلبِ دل پر چھا گئی اہمیت
ہوئی مسرور دیاروں کی ہوا خواہوں کی آمد شد
خیالاتِ جماعت بھی ہوئی تبدیل جب ناگاہ
در ہائی پہ گھبرائے ہوئے سے بر محل آئے
بھنسانے کو مجھے بھی آپ اے مسلم کہاں آئے
اماں میں آپ کو دوں گا کہو کتنا ہی کچھ ظالم
رہو کچھ روز ناک ہائی کے گھر کلم نہساں ہو کر
اسیر صاحبِ خانہ تھے گویا یہاں ہو کر

جنتو کے مسلمان

عبداللہ واقف تھا کہ مسلم کو فیوں میں ہیں
 بنایا ایک غلام خاص کو جاسوس ظالم نے
 کہا اُس سے وہ بن جائے عقیدت مند مسلم کا
 دیئے زائد سے زائد درہم و دینار بھی اس کو
 غلام حلیہ چوبہہ جا ملا احبابِ مسلم سے
 سنیں راز و نیاز بیعتِ مسلم کی سب باتیں
 مکاں پر دو دفعہ ہانی کے خود ابن زیاد آیا
 مگر ہانی بہادر۔ دیندار و نیک طینت تھا
 ہوا قتل عبید اللہ پر ہرگز نہ وہ مائل
 بنا ہماز مسلم خرمتی جاسوس عامل کا
 کئی دن ہو گئے ہانی نہ جب مجلس میں آیا
 محمد بن اشعث نے کہا بیمار ہے ہانی
 عبید اللہ نے سنس کر کہا یہ سب بہانا ہی
 مگر پابند ہیں جکڑے ہوئے مایوسیوں میں ہیں
 سکھایا اس کو طرزِ سازش معکوس ظالم نے
 کرے شکوہ محبانِ علیؑ سے خوب حاکم کا
 عقیدت کے بتائے مختلف اسرار بھی اس کو
 کیا معلوم مسلم کا تپا احبابِ مسلم سے
 مسلسل حضرت سلم سے کہیں شب کو ملاقاتیں
 بہت ممکن تھا ہانی قتل ظالم کو کر دیتا
 نظر میں اُس کی ہر دم پاس احکامِ شریعت تھا
 یہ دونوں موقعے اُسے کر دیے بالعقد خود زائل
 عبید اللہ سے کہتا تھا سارا حال محفل کا
 نہ آنے کا سبب عال نے خود دریافت فرمایا
 گواہی عمر نے دی اسکو لاحق ہی پریشانی
 مجھے ہے علم ہانی خوب اچھا ہی لوانا ہے

ہانی کی گرفتاری

ہن اب جاؤ بلا کر اس کو میرے پاس لے آؤ
 ہانے میں نہ اسکے عذر و حیلہ درمیاں لاؤ
 انے والے ہانی کے رفیق دیار سہم تھے
 فریب نعتہٴ عال سے ناواقف بخت بے غم تھے
 انے پر عبید اللہ کے ہانی چلے آئے
 مگر عال کے تیور آج کچھ بدلے لائے پائے

گفتگوئے ابن زیاد و ہانی

ید اللہ نے پوچھا کہ مسلم آپ کے گھر ہیں
 کہا ہانی نے کیا معلوم کس جاہیں کہاں ہیں
 ید اللہ نے پوچھا امان میں وہ ہتھاری ہیں
 کہا ہانی نے یہ بابتیں خلاف رازداری ہیں
 ید اللہ بولا راستی انسان کا زبوں رہی
 کہا ہانی نے مہاں پر کرم حکم ہمیں سب رہی
 ید اللہ بولا سلطنت کے آپ باغی ہیں
 کہا ہانی نے شاید آپ وقف بے داعی ہیں
 ید اللہ بولا عجب کو سازش کا پتہ سب رہی
 کہا ہانی نے ہم کو کیا غرض کیا اس سے مطلب رہی
 اللہ نے جاسوس کو غصہ میں بلوایا
 جو کبھی صورت مخبر تو ہانی کو جواب آیا
 اللہ نے بدلی آدھری بے ساختہ چٹون
 ندامت سے آدھری ہانی کی فوراً تھک گیا گڑا
 اللہ پھر غیض و غضب سے جوش میں آیا
 کہا ہانی نے مسلم کو نہیں رہی میں سے بلوایا

یہ مانا ناسیب ابن رسول اللہؐ ہیں مسلم
مگر جب تک پناہ دامن ہائی میں یہ مسلم
حکومت سے نئے ماملہ عارِ راہ ہیں سہ
باذن اللہ کر سکتا نہیں کچھ ان کا تو ظالم
غرض دونوں طرف سوزن لگی جب ٹھٹھکیں بائیں
سناہیں کچھ عبید اللہ نے ہائی کو صلواتیں

میر دربار رنگ انقلاب آگیں نظر آیا
ہر اک آئین تخت و تاج بے آئیں نظر آیا

شورش سردارانِ کوفہ

عبید اللہ کو غصہ تھا لیکن جوت تھا اس کا
آل کار ہائی گو بلا کر مکر سے تہنسا
یہ وہ ہائی آڑو صد ہا باغیوں پر ہے انڑ جکا
کیا پابند زنجیر و سلاسل قید میں بھیجا
میر جلسہ عبید اللہ کو اسمار سے ڈاٹھا
کہ لے بے عہد لے پیمان شکن کیوں عہد کو لڑا
بلایا لوتنے ہائی گو ہمارے ہی ذریعہ سے
ہمارے سامنے ہی قیدیں بھیجا اٹھیں لوتنے
غلط ہے یہ میرا سر فتنہ جو طرز عمل تیرا
یہ اندازِ حفاے نادر ہے بے محل تیرا
سزا دی سخت ابنِ خار جہ کو بھی ستگر نے
کی کہنے میں کی اصلاح لیکن اس دلا دے
سنا جب عمر بن حجاج نے یہ ماجرا سارا
اٹھا یہ آتشِ عقیض و غضبِ بن کے انگار
نہجا ہا خوب جن دوستی اسمار دہائی کا
دکھا یا مدعی کو رنگ چویش لوجوانی کا

کیا آادہ بہر جنگ نہج کے سواروں کو
 ادبھارا جنگ پر ابن زیاد پست ہمت کو
 بچوش خوبنا حال کے تھے سب دشمن جانی
 اڑا دینگے ابھی اک وار میں گردن کی تیرا سر

تھے آثار بناوت ہر در و دیوار سے پیدا

صدائے جنگ تھی تلوار کی مھنکار سے پیدا

ابن زیاد کا حسن تدبیر

بد اللہ نے جب سے رنگ بکھا گھر کے اندر سے
 ست لایئے ہائی کو جا کر قید خانے سے
 س قاضی شریح پار سا مرد معمر تھے
 یں نے مشعل جمع کو آ کر خوب سمجھایا
 س جوش بناوت رفتہ رفتہ ہو گیا ٹھنڈا
 اللہ اب ہمت کو نرمی سے خوشامد کو
 لچ کسی کو جاہ و منصب مال و دولت کا
 کہا قاضی شریح قاضی شرع پیمبر سے
 فرد کیجے بناوت یہ کسی حیلے بہانے سے
 نہایت صاحب تقویٰ مسلمانوں کے رہے تھے
 ہیں زندہ بے شبہ ہائی زباں کو اپنی فرمایا
 ہوا شامی حکومت کا بلند اس طرح پھر چھنڈا
 ملا ہر سر بر آور دہ بہادر نیلک اور بد سے
 لقب بخشا کسی کو خود و فادار حکومت کا

نہاں تھا اس فریب تازہ میں راز ستمانی کہ تھا پیش نظر، علانی آغاز ستمانی

مسلم کا جذبہ جہاد

ادھر مسلم نے یا منصور الامتہ کی ندا کر دی
 ہوئے شامل ہزاروں آدمی آکر جماعت ہیں
 صدائے لعل کی تکبیر سے لشکر اُمت آیا
 کیا مسلم نے فوجی شان سے آراستہ لشکر
 کسی ذی حوصلہ کو بیعت کی امنری بخشی
 یہ لشکر یا علی کہہ کر بڑھا دارالامارت میں
 یزید ابن زیاد۔ اعدائے مسلم پر تہرہ تھا
 عبید اللہ کے گھر میں بھی کچھ فوجی سپاہی تھے
 سیاسی حکمتوں میں منتخب تھا عادل کو نہ
 کہا ہمارا ہیوں سے اس نے فوراً چھپتے چڑھیں
 کہیں اُن سے کہ جو مسلم کے لشکر سے جدا ہوگا
 کرے گا جو اطاعت آج احکام حکومت کی

جہاد فی سبیل اللہ کی پیدا فضا کر دی
 تھے داخل وہ ہزار وہ ہزار افراد بیت ہیں
 سیر مسلم پہ ہر جانب سے تلواروں کا تھا سایہ
 عمائد کو کیا سمور ہر سو سو کے دستہ پر
 کسی کو بیسہرہ کی مرحمت زمانی سالاری
 عید اللہ جا کر چھپ رہا فقیر حکومت میں
 یہ فوری جوش اظہار جلال روزمرہ تھا
 کھڑے تھے تیغ برکت تابع احکام شاہی تھے
 لڑائی سے گریزاں تھا یہ مرد کابل کو نہ
 بغاوت پر ہیں جو افراد مال اُن کو سمجھائیں
 حکومت کی طرف سے مال و زر اسکو عطا ہوگا
 اُسے جاگیر دی جائے گی بیش از بیش قیمت کی

- - - - -
 جو ہو گا
 اور اس دور کرنے کو جو ہم سے متحد ہو گا
 اور سے انعام و خلعت سے سرفرازی ہو گی
 عید اللہ کے احکام کی تمہیل کی سب نے
 و مخالفت کی ذکا میں دین مساجد کے اماموں کو
 کہا وہی مرتبہ لوگوں سے ہر جانب یہ چل پھر کر
 تم لے اپنا کوفہ سرکشی ناحق یہ کرتے ہو
 بجز تکلیف کے راحت ہی کیا حاصل بنا دیتیں
 کرو تو غور ٹھنڈے جی سے ای لوگوں ذرا دلیں
 اگر قرآن پر اسلام پر ایمان لائے ہو
 اگر کافری اور منکر کے متنی ہو تم سمجھ
 یہ وعظ و پند اس آیا خطیبان حکومت کا

اماں لینے کو حاضر بندہ درگاہ جو ہو گا
 امیر المؤمنین شام کا جو معتقد ہو گا
 اسے منصب ملیگا منزلت اس کی سوا ہو گی
 کیا یہ کام مل کر اہل ملت اہل مذہب نے
 کیا سیراب آپ سیم و زر سے تشنہ کاموں کو
 عبث ہی یہ علم و غصہ عبث ہی یہ فساد و شر
 بناوت کا عبث الزام سر پر اپنے دھرتے ہو
 عناد و رنج ہی کس سے تمہیں شامی حکومت میں
 مخالفت کس کو تم سمجھتے ہو بزمِ عادل میں
 اگر احکام قرآنی کو کچھ سیکھے سکھائے ہو
 تَوَلَّوْا مَلَقُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰتٰىكُمُ الْكِتٰبَ پڑھیے
 ہو غصہ فرو سازش پسند ان بناوت کا

کہاں غیض میں آیا زوال آہستہ آہستہ
 ہوا زائل دلوں کو اشتعال آہستہ آہستہ

تنہائی مسلم

بنیادت کے عناصر خود بخود چھٹنے لگے سارے
 جو بڑھ بڑھ کر چلے آتے تھے اب سٹن لگے سارے
 سحر سے دوپہر تک ہی رہی یہ شورش آرائی
 ہوئی جب دھوپ میں تیزی زیادہ چھگی کانی
 وہ کوئی حضرت مسلم کے جو اتناک فدائی تھے
 جو اب تک صبح سے آدھ خنک زبانی تھے
 ہوئے روپوش میاں سوشکت التجا کر کر
 مثل کوئی ولایونی کی صادق آگنی سب پر
 فقط تھے تیس کس مسلم کے گرد پیش مسجد میں
 تھے وقف طاعت حق مسلم ڈریش مسجد میں
 سیاوا گھیر لے مسجد میں افواج عدو ام کر
 نکل آئے لعلت مسلم ذی جو صلہ باہر

غلط سب دعویٰ اہل و نفا معلوم ہوتے تھے

مسلمان دشمن آل عبا معلوم ہوتے تھے

مکان طوعہ خاتون بینا گرنی

چلے اصحاب کندہ کی طرف بہر اماں خواہی
 علیحدہ راستے ہی سے ہوئے بے مہر سہراہی
 فقط تنہا تھے اب مسلم نہ کوئی یار و یار تھا
 امید و یاس میں لمجاؤ ماہ الطیف دادر تھا
 نہ کوئی مستقر تھا اب نہ کوئی اور منزل تھی
 قدم مثل ہو چکے تھے وقت رفتار زائل تھی

شکستے بھولتے پھر اکٹان رک گئے آکر
 زباں بھتی خشک جوش تشنگی تھا آپ کا
 یہ گھر طوعہ کا تھا جو بھتی بنی کندہ کی اک رت
 یکا یک گھر سے یہ خاتون باعزت بکل آئی
 کہا سلم نے ہوں لب تشنہ پہلے دو مجھے پانی
 در طوعہ پہ سلم رک گئے جب پی چکے پانی
 یہاں کیوں آپ ٹھہرے گھر کو اپنی جائیو صاحب
 تنہا نام کیا ہے گھر کہاں ہے کیوں پریشاں ہو
 ہا مسلم نے سلم ہوں ابو طالب کا پوتا ہوں
 اگھر در کہاں ہوں خاندان براء مدت سے
 اب ہر دو الفت کے ہئے سب بند دروانے
 معلوم جب طوعہ کو ہیں یہ حضرت مسلمؓ
 خاص دو واضح گھر کے اندر آپ کو لائی

غم و انکار نے ٹوکا کر دئے کیا کہیں جا کر
 صدائے ہر نفس بھتی قطرہ ہائے آب کی طالب
 شریف و نیک سیرت باجمیت حصار عزت
 جو دیکھا سامنے سلم کو پوچھا کون ہو بھائی
 مری صورت ہی شاہد ہوں میں کتے پر حیرانی
 کہا عورت نے نازیبا ہی بنا خاندانک ہمانی
 کیسے گھر زبردستی نہرگنا چاہیئے صاحب
 یہیں کی ہو سکونت یا کسی کے گھر پہ ماں ہو
 نہ پوچھو یہاں کس کا ہوں شرمندہ میں تو ہوں
 بلایا تھا مجھے ارباب کو ذلے نے محبت سے
 کسے جاتے ہیں مجھ پر میری تنہائی پر آوازے
 ہوئی خاموش دیکھی عوز سے پھر صورت سلمؓ
 اقامت آپ نے اک سمت تنہائی میں فرمائی

جیاسے موکھ چھپائے ہر خطا پویش محبت تھا

سو مردوں سے مستورات میں جوش محبت تھا

سُراغِ رسی

بلال اس نیک دل عورت کا اک بیباک تھا
 اسے مسلم کا اپنے گھر کے اندر چھپکے یوں ہنا
 ہوئی جب دوسرے دن ختم سب ہنگامہ آرائی
 ٹٹے آئنا و شورش ہو چکا امن و اماں قائم
 خطا بخشی کا ہر جانب کیا اعلان کونے میں
 گرفتاری ہو مسلم کی کیا انجام کا وعدہ
 بلال ماخلف نے دی جبرائیل حکومت کو
 عبید اللہ نے مظلوم مسلم ان کا پتہ پا کر
 محمد ابن اشعث تھا سپہ سالار لشکر کا
 ہر اک فوجی تھا اس دستہ میں غارتگر جفا آگاہ
 وفاداروں میں تھا منجملہ خدام شاہی تھا
 نہ تھا منظور لیکن تھا خلاف عقل کچھ کہت
 سکوں کی لہر سارے شہر میں یکساں نظر آئی
 کئے عامل نے ہر ناکہ پہ اپنے پاساں قائم
 منادی عفو و بخشش کی ہوئی ہر ایک کے ہیں
 گرفتاری پہ مسلم کی ہوا ہر شخص آمادہ
 مری ماں نے اماں دی ہی ایام پاک طہیت کو
 کیا فوراً مرتب فوجیوں کا مختصر لشکر
 یہ دستہ یہ گروہ فوج تھا گنتی میں ستر کا
 تھے قیس و بکر بن حمران عمر ابن عبید اللہ

بڑھے خنجر بکف تیغ آزمائی کے لئے دشمن

چلے تیر دستاں لیکر لڑائی کے لئے دشمن

جنگِ وفیہ جنگ

پشتِ کھر پہ طوعہ کے یکا یک آگیا چڑھ کر
 مکانِ طوعہ سے نکلے کہی تکبیرِ جستہ
 پاہی فوج کے یلغار کر کہ آپ پر لڑے
 بابِ کرنا بیشِ خنجر سے سجلی سی بھلتی تھی
 لئے تیغِ دستاں سے تین حملہ فوجِ دشمن نے
 میدانِ عجب جوشِ جہادِ مردِ میدان تھا
 خنجرِ کھفِ جب یہ برادرِ زاوہ حیدر
 ے کٹ کٹ کے سرِ زدل ہوئے سفورِ آگوسو
 لہوار کا اک وار اس شدت سے چہر پر
 ل کر آپ نے حملہ کیا جب ابنِ حراں پر
 تنا خوردہ سا تھی گھس گئے اندرِ کاناؤں کے
 ما پر چڑھ کے پہم خشتِ باری نیرِ باری کی
 نے سنگِ زینے کو پھٹوں سے آگِ سانی

مسلمان نے جب غوغا اٹھایا ہاتھ میں خنجر
 کہا فوجِ عدو سے چھوڑ دو اے بزدلورستہ
 شکوہِ جنگِ مسلم دیکھ کر پھٹے مگر چھوٹے
 صفِ دشمن الٹ جاتی تھی جلتا رہتی تھی
 مگر سب کر دیئے ردِ مسلم شمشیرِ افکن نے
 جلالِ ہاشمی زورِ یدِ اللہی نمایاں تھا
 مقابلِ چند ساعت بھی نہ ٹھہری فوجِ غارتگر
 لپک کر بکر بن حمران نے یکبارہ پیچھے سے
 کٹا جبر اگر سے دو دانت فوراً اڑٹ کر باہر
 گرا بحدِ جہاد ہو کر مٹھ کے بل میدانِ بیتِ خود سر
 کئے ان بزدلوں نے کام چھپ چھپ کئے ناؤں کے
 نکالی یہ نئی تدبیرِ جنگِ اعترار سی کی
 خلافِ شاہِ مرواں خوب نامردوں کی بن گئی

مسلسل زخم کھا کر دل کو جب سنج و قلق پہنچا
 صدر اللہ اکبر کی لب ششیر سے نکلی
 سنان و تیغ سے ٹکڑے اڑا کر نامرادوں کے
 تن نازک پر صدر ہا زخم تھے گو تیز و خنجر کے
 کوئی دم میں فنا ہونے کو تھے یہ سارے چھوٹے
 خدارا بن کر ناکھجے دیدی اماں ہم نے
 بنی ہاشم سے لڑ سکتا ہے کوئی کس کی بہت ہے
 ذرا دم لہجے چھپتے اتر کر آئے حضرت
 محمد ابن اشعث نے بہت کچھ جب لجاجت کی
 پڑھے اشعار کچھ حضرت نے جس سے صاف ظاہر تھا
 محمد ابن اشعث نے گزارش کی قسم کھا کر
 قسم پر مسلم قذسی حضائل کو یقین آیا
 بدن زخموں سے چکنا چور تھا قوت بھی تھی لعل
 حرارت کھتی رگ و پے چرخ خون گرم کی جاری
 کمال نافرمانی سے غشی کھتی آپ پر چھائی

تڑپ کر جب نہ پڑیں ہی تیر حق پہ
 دعائے فتح و نصرت لغماؤ تکبیر سے نکلی
 دکھایا جوش حق پھلے پھڑسے بد نہادوں کے
 مگر دم ختم وہی باقی رہے مرد دلاور کے
 محمد ابن اشعث نے کہا ادحق کے مولا ہے
 خود اپنی بے بسی تسلیم کر لی بہریاں ہم نے
 ازل سے آپ کی مہمت پہ تڑپاں فتح دلہریے
 میں خادم ہوں ذرا مجھ پر کرم فرمائیے حضرت
 ہوئی تسکین خاطر مسلم مہصوم فطرت کی
 یقیناً ابن اشعث آپ کو مل کر دعا دے گا
 نہیں دھوکہ نہیں دینا مجھے منظور ہے سرد
 قدم چوتھا علیٰ اوج پر سوئے زمیں آیا
 جہاد حریت کا جوش بھی تھا کچھ سکوں مال
 ہوا سرد سے وہ سچھ چکی تھی بالیقین ساری
 ہو اسکے کا عالم ہوگی زائل تو انانی

یہ سچہ یہہ بہتے ہیں کہ فوج کینہ پرورنے
 ہڈی کھا آپ کو بیہوش فوراً جوش میں آکر
 سی سکتے کے عالم میں شہادت اپنے پانی
 ہوئے واصل بحق جاں نذر کی ذوق شہادت ہیں
 دعائیں مغفرت دیگی ابد تک انکو جنت میں

نظر بندی مسلم

بعض ارباب تاریخ و سیر کو یہ روایت بھی
 سکتے کا عالم حضرت مسلمؓ پر جب طاری
 سے تیغِ مسلم کی چرائی ابن اشعث نے
 ہرے یا مسلم کو ظالم نے حراست میں
 آپ کو چرخہ لائے فقیرِ عالم تک
 نے راہ میں پیہم قبائے ناز کو چوما
 آپ کو حاصل ہوا سکتے کی حالت سے

ہی اطمینان کے قابل یہ تاریخی شہادت بھی
 ہو بے ساختہ زخموں سے جب ہونے لگا جاری
 سمجھ کر نیم جاں کی بیوفائی ابن اشعث نے
 ادب رکھا مگر ملحوظ پابندی کی حالت میں
 بیکر و حیلہ پہنچا یا کیا مسلم کو قاتل تک
 نسیم صبحِ جنت نے لبِ اعجاز کو چوما
 دماغ و قلب نے پایا سکوں کچھ استراجت سے

کھلی جیب نکھ دیکھا ہاتھ ہیں تلوار سے خالی
 کہا سرکار نے للکار کر یہ میر شکر سے
 محمد ابن اشعث نے دھوکہ دید یا مجھ کو
 عبید اللہ تک مجھ کو لئے جاتا ہے تو تاق
 نہیں کچھ ابن اشعث نے کہا سرکار اندیشہ
 کر گیا کیا بھلا ابن زیاد معصیت پیشہ

جو اغزدوں کو ہوتی ہے کہیں تلوار کی حاجت
 بنی ہاشم کے شیروں کو نہیں تلوار کی حاجت

تاثرات مسلم

جواب ابن اشعث پر ہوئی مسلم کو حیرانی
 کہا مسلم نے سے یہ ابن عبید اللہ نے سنس کر
 کہا مسلم نے میں رد ماہیں ردنا تو اس کا ہی
 چلا دنیا سے میں کہہ سہ وہ اب چلنے والے ہیں
 مجھے آتا ہے ردنا اس قیامت خیز منظر پر
 محمد ابن اشعث الے عمر ابن عبید اللہ
 رواں ہونے لگا چشم عتاب لود سے پانی
 ہو روئے کا سبب کیا لے برادر زادہ حیدر
 حسین ابن علی کو میں نے خط لکھ کر بلا یا ہے
 یہ رونا ہے کہ احکام قضا کب ٹلنے والے ہیں
 معصیت لے گی میری بد دولت آل اطہر پر
 شکست عہد کے باعترضا یقیناً ہو چکا مگر اہ

مے آگے عید اللہ کا تم نام لیتے ہو
 یہ مانا ہی عید ابن زیاد پر جفا ظالم
 ہمارے کہنے سننے سے حق و ناحق کو جانے گا
 اماں دیکر عرب کے لوگ جاں کھین جاتے ہیں
 عید اللہ جو رنار واپر گر او تر آیا
 یہاں آنے نہ دینگے لڑنہا لاین ہوت کو
 لگالئے انھیں باتوں میں یہ دار الامارت تک
 بن اشعث ہوا پیش عید اللہ خود حاضر

بن اشعث نے کہا اے حضرت مسلم
 مگر ہم نے اماں دی ہی ہماری بات مانے گا
 ہر کساں آپ کیوں تو ہیں کیوں صلہ اٹھاتے ہیں
 خدا نا خواستہ گریزنگ کچھ بد لانتظر آیا
 کھینگے ہم معصل حال لوشاہ امامت کو
 زبیر گفتگو جاری رہا باب حکومت تک
 ہرگز اگر ایں مسلم چن رفوچی ناظم و ناظر

مکمل روئے اد جنگ عال سے بیاں کر دی
 لڑائی میں جو صورت پیش آئی تھی عیاں کر دی

التجائے میر شکر

ہوں جان بخشی کا طالب پاپی دعاہم بجز ان کی
 محمد ابن اشعث ہی یہ عدا ری حکومت سے
 خلاف حکم باغی کی سفارش ہی یہ عدا ری

سب سے التجا کی میں نے مسلم کو اماں دی کر
 یہ اللہ بولا ترش روئی سے خشونت سے
 تھا میں نے تجھ کو بر ملا حکم گرفتاری

ابھی لاپتہ بچوں کو مرے آگے
 میرا جلاسی مسلمان کو سپاہی ہمارے لئے آؤ
 سلام اصلاح مسلمان نے کیا مغز و رجاہ کو
 عبید اللہ نے مسلمان کو چشم تہر سے دیکھا

سزا بھگت کو تیرے سے
 نظر ملے ہی کچھ وعدہ شکن بد عہد شہزادے
 نہ سمجھا آپ نے مسلم مسلمانوں کے قاتل کو
 علیحدہ آپ کو رسم و رواج دہر سے دیکھا

جلالتِ روزِ مسلمؐ سے علی الاعلان ظاہر تھی

سکون و صبر و تسلیم و رضا کی شان ظاہر تھی

گفتگوئے ابن زیاد و حضرت مسلمؐ

عبید اللہ بولام کو میں اب قتل کر دوں گا
 کہا عامل نے اب ہو جائیے مرنے کو آمادہ
 عبید اللہ بولام لبادت کے ہوئے بانی
 عبید اللہ بولام مخالفت ہو حکومت کے
 کہا مغز و رجاہ تم ہو بڑی شام کے دشمن
 کہا عامل نے تم نے کی نہ پروا کچھ حکومت کی
 کہا عامل نے تم نے بادہ نوشی کی مدینے میں
 کہا مسلمؐ نے میں راہِ خدا میں اپنا سر دوں گا
 کہا مسلمؐ نے مدت سے شہادت کا موٹا لڑاؤ
 کہا مسلمؐ نے ہو بیہ افترا اے دشمنِ جانی
 کہا مسلمؐ نے ہم تاج ہیں اسلامی شہریت کے
 کہا مسلمؐ نے ہم ہیں دشمنِ اسلام کے دشمن
 کہا مسلمؐ نے کی توہین تم نے دین و ملت کی
 کہا مسلمؐ نے ہے نارِ جہنم تیرے سینے میں

پر سے میرے ہی لئے نامختلف اجیار کو فہ پر
 تمہاری سلطنت میں خونِ مسلم کی ہوا رزانی
 ہمیں اربابِ کوفہ نے بلایا جب تو ہم آئے
 ہمیں دینا اور الزامِ بناوت اے ستم پیشہ
 ہیں تیری طرح تیرے کارکن بد عہدِ ظہنیت
 بیاد اللہ چپ ستارہا مسلم کی یہ باتیں
 واپوں نسل در نسل شہر افشانیِ غم سے
 ہر کھنچا اٹھائی تیغِ حکما ہاتھ میں خنجر

تھا کل تک خانداں تیرا شراب و نمر کا تاہر
 کھلے بندوں چلائے بے گناہ و بے سببِ خنجر
 ہیں تم میں قیصر و کسریٰ کے اندازِ سترانی
 کتاب و سنت و رشاد و ہدایت ساتھ میل کر
 ہمیں تجھ سے نہ تیرے جوڑ سے تھا کچھ بھی اندیشہ
 و گرنہ میں کہاں ظالم کہاں تیرا در دولت
 سنائیں بندہِ غصہ میں جل کر خوب صلواتیں
 ہو میں شعلے جیسے اٹھتے ہوں ناریہنم سے
 کہا جلا دے فوراً کرے مسلم کو قتل آ کر

سناں بردوشِ لقمہ بر بلاکت سامنے آئی
 شہادت لے کے پیغامِ شہادت سامنے آئی

وصیتِ مسلم رضی

اسلام نے عمر سعد سے گر حکم دے غالب
 بازتِ عمر ابن سعد کو غالب نے یہ دیدی
 وہمِ آخر وصیتِ تم مری سننے پہ ہوا مل
 سنیں وہ ہر وصیتِ مسلم رضی معصومِ فطرت کی

صمیم قلب سے باچہ تم ہم مسلم نے فرمایا
 اچھیں تم کو فیوں کی بے وفائی کی خبر کرنا
 ہیں مجھ پر قرض اک اہل شرف کے ساتھ درہم
 اجازت دے اگر حاکم تو میری نفس کو لیکر
 حسینؑ ہرگز مناسبان کو کو نہ کا سفر کرنا
 ادا کرنا اسے میری طرف سے اصرار سے ہدم
 شہادت کے موافق دفن کرنا قبر کے اندر

ہیں دشمن سے مخاطب پاک طہنیت لیکر ہوتے ہیں
 عدد سے صاف ہیں مصوم فطرت لیکر ہوتے ہیں

شہادت حضرت مسلمؑ

یہ کہہ کر ہو گئے مسلمؑ راضیناً بالقضائے اللہ
 دیا زمانِ قبلِ مسلمؑ مطہومِ عادل نے
 ابد تک تاکہ روئیں بام و در آن کی شہادت پر
 اٹھے خنجر بختِ جلا د شوریہ الاماں اٹھا
 صدائے قتل کو نجی ہر طرف ایوانِ شامی میں
 سبھی لالہ تماشہ بکر بنِ حمران نے خنجر
 ہر مسلمؑ پہ قاتل نے اُدھر تلوار کو چھوڑا
 ہوا مشغول یادِ کبریا قلبِ خدا آگاہ
 عبید اللہؑ کی لہنت عبید اللہ کے دل نے
 کہا لے جاؤ ان کو بامِ ایوانِ حکومت پر
 شہیدِ راہِ حق ہونے کو یہ ترشی جو اٹھا
 ہوئے مصروفِ مسلمؑ شہلِ تسبیحِ الہی میں
 ہوئی مصروفِ سجدہ روحِ مسلمؑ قبلہ رو ہو کر
 اُدھر دستِ فقہانے رشتہ روح و جسد توڑا

مرستہ توں میں تلک پر غل ہوا اللہ اکبر کا
 رہ حق میں کٹا یا سر حدان کے مقابل میں
 زمیں پر لاش اظہر بھینکد ہی عصیاں شکاروں نے
 لڑیں ذی الحجہ کی تاریخ تھی ستہ سحری تھی
 یہاں مسلم کو پیغام شہادت موت لائی تھی

بہ سادہ علم عدم کی سخت منزل میں
 اسلم کو بے گور و کفن ہی نابکاروں نے
 دتا ارض کو نہ میں ہوئی جس روز مسلم کی
 س صرف طوائف کعبہ جہنم سے لائی تھی

طوائف کعبہ تک حد ہے حدائی کی امیدوں کی

طوائف عرش اعظم کرتی ہیں روحیں شہیدوں کی

شہادت فرزندان مسلم وہابی

کیا دو دن کے اندر قتل فرزندان مسلم کو
 نہاں طوقہ کے گھر میں چار دن سو دو نوکسن تھے
 عبید اللہ احمیس بھی مار کر دل میں نہ شرمایا
 اگر ہو اذین جاں بخشی تو ہے یہ آرزو دلیس
 کہا اُس نے کہ ہو چہ تم عنایتا جانب ہانی
 کہا بیباختہ غیض و غضب ہیں ابن اشعث سے

چہین اس کے بعد بھی سفاک ظالم کو
 نوں بخت دل مسلم کے نابانے تھکسن تھے
 تیرہ باطن نے بھینس بھی منتل کروایا
 بن اشعث نے کہا در بارِ حائل میں
 تادی عبید اللہ نے باخترہ پیشانی
 سننے ہی ابن زیاد بے حیرت نے

خدا کی بار بچھ پر تو نے اپنی کی سفارش ہی
 سیر بازار ہائی کو کر یا قتل ظالم نے
 رفیق وہم سفر مسلم کے تھے مختار و عبد اللہ
 عبید اللہ کا یہ دیکھ کر جوش ستمانی
 سزا اسکو پہنچا دی تھی جس کے جرم سزا
 جگایا فتنہ خواہیدہ کو شورِ مظالم نے
 مڑے مسلم کی خاطر قید دلوں مرو حق آگاہ
 و فورِ خوف سے لوگوں کے پتے ہو گئے پانی

سکون و امن کو ہمیں ہو انلو اسے قائم
 ہوئی حدِ مظالم تیغ کی تھکار سے قائم

عزائم امامؑ

امامؑ دو سر اکعبہ میں اب تک جلوہ آرا تھے
 جلیل لغت در اصحاب ہی ہر روز آتے تھے
 ہو کرتے تھے اکثر تبصرے ملکی مسائل پر
 نہ تھا زہنا را اطمینان خاطر آپ کو حاصل
 حرم کی سرزمین پر عرش کی آنکھوں کا آنا تھے
 سرورِ صحبت شاہنشہ کو نین پاتے تھے
 ہجوم صدر شخیل تھا امام پاک کے دل پر
 کہ تھا آنا بگاہ فکر و اندوہ و مصائبِ دل
 عم و اذکار میں مصروف ہر دم طبع عالی تھی
 خدا نا آستنا حاکم طلبکارِ خلافت تھا
 مصائب کا نشانہ تھی رسول پاک کی عمرت
 بزمِ ہی سلطنت تھی مابل خوزیری امت

لکھا کرتے تھے اس کو دافعات نیک بد سے

عم من صورت یاد آئی تھی جدائی ادن کی اکثر قلب اطہر کو ستاتی تھی

صدائے گوش شویر نالہ و نسیر یاد پیہم تھا

نظر کے سامنے اک منظر بیداد پیہم تھا

عرفیہ مسلم بحضور امام

ت دن ہونچکے تھے بند تھی خیر و خیر ادنی
ما سر و غمہ مسلم امام پاک نے سارا
نظم میں تھی ترغیب کو نے کے بلانے کی
تھے خط کے اندر من د عن حالات کو د کے
پنا شوق استقبال بھی سحریر تھا خط میں
رہ لڑیاں اک اک ہزار افراد ملت کی
تھا بیشتر افراد خواہشمند بیت ہیں
ہم نمون خط میں کک شش اک جا ذیت تھی
سکے کہ کچھ حال ناصر نے زبانی بھی

توید خیریت لایا بیک ایک نامہ بر ادن کی
فنائے کو ذہ از خود بن گئی دزدوس نظارا
عمیاں تھی نفس خط سے کو فیوں کی بر بلانسی
عمیاں تھے رنگ جس سے ہر گلی کے ہر گو ذہ کے
قلم برداشتہ یہ حال بھی سحریر تھا خط میں
ہیں بیت کر چکی اب تک امام پاک طہنیت کی
بہت باشندگان شہر شتاق زیارت ہیں
غرض کو ذہ پہنچنے کی کھلے لفظوں میں عورت تھی
اثر انداز شاہد کچھ ہوئی چادو بیانی بھی

ہتھیہ کر لیا سرکار نے کوٹھے کے جانے کا پس پردہ کھسیرہ کار فرما آباد دانے

نضائے کر چلی ذوق شہادت نے سلامی دی

دیر فردوس سے حورانِ حبت نے سلامی دی

فضائل عبداللہ اربعہ

نضائے کعبین بھی چار چاند الوابر قدرت کے	یہ چار اصحاب تھے ارکانِ دربارِ نبوت کے
سپرِ فضل و دانش کے یہ مہر و ماہ تھے چاروں	بڑے اللہ والے تھے یہ عبداللہ تھے چاروں
تھے عبداللہ اک ابن عمر فاروق کے بیٹے	تھے جن کے ملیت اسلام میں بیٹھے ہوئے سکے
تھے عبداللہ بن عباس ابن عمیر پیغمبر	بلا شک علم تقویٰ میں نہ تھا جن کا کوئی ہمسر
تھے عبداللہ اک ابن زبیر صاحبِ عزت	سیاسی فضل میں حاصل تھی خلیفہ سمری شہر
صحابی ایک عبداللہ بن مسعود نامی تھے	جو علم و فضل میں سرورِ اصحابِ گرامی تھے

۱۰ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اہل صحابہ میں ہیں اکثر عزوات میں حضور کی صحبت کا شرف حاصل رہا تفسیر قرآن اور فقہ و حدیث میں آپ کا علم صحابہ کیلئے حجت تھا۔ آپ کے فتاویٰ فیصلہ ناطق سمجھے جاتے تھے ۱۱ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ حضور کے چچا زاد بھائی ہیں پلید موسیٰ نے آپ سے اپنا لہجہ بن چیا یا تخر علی کے سبب بحر اور خیر الامہ لقب تھا تفسیر حدیث کا علم بے مثل تھا بجز ۷۰ سال ہجرت طائفہ ۱۲ میں فوت ہوئے ۱۳ حضرت عبداللہ ابن مسعود فاروق اعظم سے پیشتر مسلمان ہوئے ۱۴ میں انتقال فرمایا

من سے یہ ملیتِ اسلام کے چاروں
مسلم مفتدا تھے اُمتِ اسلام کے چاروں

افہام و تفہیم

بار مکہ میں رونق نہ رہنے صحابی تھے
راک کو اپنی جان و مال و عزت کا تھا اندیشہ
نئے آگاہ جب سبطِ پیغمبر کے ارادے سے
بن عبد رَحْمٰن نے بعدِ موت گزارش کی
بارشاد عبد اللہ بن عباس نے آ کر
ہرگز آپ جب تک کو ذہ کو تشریف لے جائیں
برقتِ والی آپ سے اقرارِ بیعت کا
تھے ہے لے برادر آپ کی جانب سے اندیشہ
شہر والانے عبد اللہ سے یہ بات فرمائی
ئے جب یہ تو عبد اللہ فرزندِ زبیر آئے
یں خاطر شہ پہلے تائیدِ سفر کر دی

گرفتا مال و کیش ہے خرابی تھے
ہر اک سے بدگماں تھے حملہ حکامِ جفا پیشہ
لئے خدمت میں حاضر اپنے اپنے خانوادے
کمالِ بجز سے کو ذہ نہ جانے کی سفارش کی
کہ لے جان برادر ابن حنیفہ سبطِ پیغمبر
نہ جب تک اطلالِ عینِ قتلِ والی کی یہاں میں
سراسر اک غلط عنوان ہے اب سیاست کا
جلا کر دیں نہ دہوکا آپ کو وہ مصیبت پیشہ
کروں گا استخارہ شب کو میں لے محترم صحابی
سکون افزا تلی بخش چسند الفاظ فرمائے
مگر ذرا کہا آرزو ہو کیوں یہ بادیہ گردی

حفاظت کیلئے حاضر یہاں ہم سب فدا کی ہیں
 یہاں سے کیجئے وہ کام جو کو ذمہ کرنا ہے
 کیا ارشاد فرمایا ہو میرے جد امجد نے
 حرم کی ایک سیڑ سے کے سب سے حرمتی ہوگی
 انہیں بھی آپ نے داپس کیا کچھ اور کہ سن کر
 یکا یک گئے فرزند فاروقی منظم بھی
 تمام شرع کے احکام عبد اللہ اکبر نے
 گزارش کی ہے جابر حکمران چھے نہیں ہیں دن
 پئے سعی امارت جا بیٹے ہرگز نہ کئے سے
 دیا تھا اختیار اللہ نے یہ سرور دیں کو
 مگر دنیا کو محبوب خدا نے ترک فرمایا
 ہیں آپ ابن رسول اللہ فرزند پیر ہیں
 عمل نہاں بیئے اس پر عمل تھا جو پیسہ کا
 یہ کہہ کر حضرت ابن عمر بے ساختہ روئے
 تھے دربار سے ابن عمر روئے تھے داپس

وہاں کیوں جا بیئے وہی سہرا پائے دفائی
 سوز جا بگی ہر حالت ہیں پر جو سوزنا ہے
 رسول زب اکبر رحمت عالم محمد نے
 وہ سیڑھا خود بنوں میں کیوں یہ میری کجروی ہوگی
 رہی کچھ دیر غور و فکر میں تنہا مگر سرور
 شہ دالانے مسند پر بٹھایا نذر و عزت کی
 سند کی پیش قرآن و احادیث پیر سے
 فساد و جنگ سے بچے جہاں تک ہو سکے ممکن
 بلایا جا رہا ہے آپ کو گولا لکھ کونے سے
 کہ دنیا اور عیسیٰ میں جسے چاہو اسے لیلو
 پسند خاطر سرکار لطف احزنت آیا
 عبت اہل بد دنیا آپ کیوں آجان حید ہیں
 مگر ہوگا وہی جو حکم ہے خلاق اکبر کا
 اہم پاک بھی سن کر یقین سرہ بر ملا روئے
 کبیدہ خاطر و آرزوہ دل تھے حضرت اقدس

سیدنا

ابو سعید خدریؓ

لہا ترک وطن پر ہو چکے ہو گر کمر بستہ
وہاں کے لوگ مخلص ہیں بہادرین لادہیں
وہاں موقع ملیگا نشر و تبلیغِ امانت کا
امامِ پاک نے سنکر کہا یہ کیفیت ساری
وہ نیشگیوں کی ہیں جو سلطانِ رسالت نے
یقیناً سب کے سب نصیر ہیں صدقِ مصلحت کی
لئے جاتی ہی سونے کو فہ خود ٹھیکو فضا میری
موتے خاموش عبداللہ بن عباسؓ یہ سنکر

تو عبداللہ بن عباسؓ آئے دوسرے دن بھی
جو گذرا تھا حسن کے ساتھ کوفہ میں وہ دہرایا
بجائے کوفہ بہتر ہے مین کا لیجئے رستہ
وہاں پر گھایاں ہیں قطعے ہیں سامان دیگر ہیں
قرینِ عقل ہی قائم وہاں ہونا خلافت کا
یہ سب سچ ہی گھر ہی اور ہی کچھ حرفی باری
تساہی جن کو اکشر اس طلبگارِ شہادت نے
یقیناً ہیں وہی دنیا مے ارمان و حسرت کی
دعا کیجئے کرے آسان ہر مشکل خدا میری
کہا جاؤ خدا حافظ تمہارا سبطِ پیمبرؐ

نفا کی ہر ادا لغتویر احکامِ مشیتِ حقّی

شہادت بر ملا تفسیر احکامِ مشیتِ حقّی

حضرت امام کی کعبہ سے کوفہ کو روانگی

ابھی تک حج بیت اللہ میں مشغول تھی دینا حرم کے گلشنوں سے چن رہی کچھ پھول تھی دینا

مناسک حج کعبہ کے ادا ہوتے تھے ہر جانب
 کہیں سخی صفا مردا پہ بھٹی مخلوق آمادہ
 کہیں صحن حرم میں ماہل سجدہ نمازی تھی
 کہیں تھا شور و غل تہلیل و تبشیح الہی کا
 فضاؤں میں یکا یک ایک دافزا صد گونجی
 دل و جان خلیل اللہ کی کعبہ سے رخصت ہے
 امانت حق کی دامن حرم سے نکلی جاتی ہے
 قدم قبلہ کون و مکاں کعبہ سے جاتے ہیں
 یکا یک مجمع حجاج میں جب یہ خبر پھیلی
 ہو معلوم کعبہ سے گئے فرزند بہمنیہ
 اُداسی چھا گئی کالی گھٹائیں غم کی منڈلائیں
 در و دیوار کعبہ نے لباس ماتمی پہنا
 جگر پر فرط غم سے سنگِ اسود نے رکھا پتھر
 بنی شکل حطیم دل شکستہ صورت ماتم
 مثال اشکِ غم دریا ہے میرابِ رحمت سے

منا میں تھے کعبہ کے لیے زیب سجاد
 کہیں صرف عبادت مصری و ثامی جاری تھی
 اُجالا تھا کہیں حجرِ دین میں نورِ صبح گاہی کا
 ہوئی گم مرکزِ اسلام سے اسلام کی پونجی
 شہیدِ نبی سبیل اللہ کی کعبہ سے رخصت ہے
 متاعِ دین و دنیا آج ہم سے نکلی جاتی ہے
 ہمیشہ کو امامِ دو جہاں کعبہ سے جاتے ہیں
 مٹی تاریکی شبِ روشنی وقتِ سحر پھیلی
 بنی زادوں کے سے گویا ہو گیا خالی خدا کا گھر
 نضائے دہر پر رنجِ دالم کی بربانچھائیں
 عروسِ گل نے پھولوں کا اُمارا جسم سے گنا
 صفا مردہ بھی اس اندہ میں کھانے لگے چکر
 لبکل حشیم تم تھا اشکِ نشاںِ حشیمہ زحرم
 ہر اک سجدہ نے سر ٹکرایا محرابِ عبادت سے

پریشانی عیاں بھئی داویٰ بطحیٰ کی صورت سے
بھئی ذاتِ تجہ کی دس تالیخ ادر سن سٹھ ہجری بھئی
چلے جاتے تھے سب کو فد کی جانب کو قدم ڈالے

سواروں کی بنگلی

رام پاک کے ہمراہ تھے سب خانوں والے

شہادت کا تھا جہد بعورتوں میں در مردوں میں

خدا کی راہ میں گھر سے خدا کا نہاں نکلا

خود اپنے کارواں کو لیکے میر کارواں نکلا

پہلی منزل

تھے لب تشہ حضور ساقی تنیم میں ہو پئے
بہن سے جا رہا ہوشام کو سیم و طلا دیکھا
لبلاز سٹھ سردارِ عین نے جس کو بھیجا تھا
لصرف میں یہ سب مالِ غنیمت آپ کے آیا

جہاد سے نکلے منزل تنیم میں ہو پئے
یہاں ٹھہرا ہوا ملکِ عین کا قافلہ دیکھا
یہ سارا مال و زر پہریزیدہ نقتہ آرا تھا
رام دوسرے قافلہ کو قید فرمایا

ہوئیں دستواریاں حاملِ نرالی پہلی منزل میں

رکے آخر نہ خود سرکار عالی پہلی منزل میں

دوسری منزل

بڑھے آگے یہاں سے منزلِ سقاہ میں آئے
 نمازیں کہیں ادا مانگی دُعا مہبودِ برحق سے
 لبطورِ خود پناہ سید الاشباح میں آئے
 کیا دریافت اس سے آپ نے احوال کو ذکا
 امام دوسرا اس جاٹے شاعرِ فردق سے
 فلوبِ اہل کو ذکا آپ کے ہمراہ ہیں یکسر
 کہا اُس نے کہ اے لوزنگاہِ عالمہ زہرا
 ہیں اہلیت اگرچہ اُن کی دیوار دیکھے سایہ میں
 پے آبل اسیہ وقت لیکن من کے ہیں خنجر
 یہیں عون و محمد روکنے راہِ غلط آئے
 گر تیغِ اہل ہوا ان کی تلواروں کے سایہ میں
 کھاتا تھا خط میں ہرگز عزم کو ذکا زہرا
 یہ دونوں لیکے عبداللہ بن جعفر کا خط آئے
 وہاں ہو گرم ہنگامہ فساد و قتل و غارت کا
 ہو جتنی جلد ممکن راستہ سے لوٹ کر جانا
 خلافتِ آلِ حیدر ہے وہاں عالِ حکومت کا
 وہ جسکی عادت ثانی ہے خروبادہ آستامی
 وہاں ہو گرم ہنگامہ فساد و قتل و غارت کا
 جو باتیں ہونے والی ہیں وہ پہلے کہتا ہوں
 پیاسا ہے تمہارے خون کا غارت گر شامی
 مرایہ آنا جانا ہی ارادے سے مرے کہے
 زہ پلٹے آپ تو میں آپ کو پھر لینے آتا ہوں
 بڑھا جب خط شہ دین نے کہا جو مرضی رہے

کہیں مردانِ حق منزل سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں
 جو ہیں ثابت قدم انکے قدم کب ڈگمگاتے ہیں

بیسری منزل

نہ لکھا ابن جعفر کو جو اب خط شہ دین نے نہ ہونے دی طبیعت مصنعل کچھ صبر و تکلیں نے
 لیا عوزن و محمد کو بھی ساتھ اپنے بڑھے آگے یہاں تک چلتے چلتے منزل جا بڑھیں جا پہنچے
 یہاں سے خط لکھا کو قہ کے ارباب بیاست کو خبر دی اپنے آنے کی ہوا خواہان و دولت کو

انتظامات حکومت

حصین ابن علی کے تافلہ کی نقل و حرکت کا مکمل علم رکھتا تھا عبید آمر حکومت کا
 کئے عامل نے بزدلت خفیہ راستہ بھر کے کہیں کہیں چوکیاں قائم کہیں بھلا دیئے پھرے
 حصین ابن یزید اس مخمق دستہ کا افسر تھا جو راہ قادسیہ تک طلائیہ پر مقرر تھا
 یمنی خاندان کا تھا حصین اک نامور قائد ستم پرورد تھا جو تھا ضرورت کہ کہیں زائد
 بنایا صدر مرکز قادسیہ کو یمنی نے یہیں چھپ کر نکالے دشمنوں نے بھلا در کینے
 یہاں سے اک طرف خفان تک فوج کا پہرہ تھا سپاہی فوج کا ہر اک علدے آل زہرہ تھا

یہاں سے کوہ تعلق تک تھا اک اور دوسرا دستہ
 مقرر تھا سواروں کا وہاں بھی جنگجو دستہ

گرفتاری نامہ بر

جو خط لکھا گیا کہ ذکو تھا منجانب سرور
 لوارح قادسیہ کی طرف سے قیس جگن را
 عبید اللہ نے غصہ میں کہا قیس پریشیاں سے
 بیڑے حکم عبید اللہ سے قیس کو ٹھٹھے پر
 حسین ابن علیؑ ہیں فاطمہ کے راحت جا ہیں
 عبید اللہ کا ذب ابن کا ذب دشمن دیں ہی
 حسینؑ اب منزل حاجت سے ہیں کو ذمہ میں نیکو
 امام پاک نے خط دیکھے بھیجا تھا یہاں مجھ کو
 خلاف حکم عامل نے سنے جو وقت یہ فقے
 اسی صورت سے عبید اللہ یقیناً قاصد ثانی
 انھیں بھی حکم تھا دار الامارہ پر کھڑے ہو کر
 انھوں نے بھی یزید و ابن مرجانہ پر رحمت کی
 یہ یہ ایمان صادق نامہ بر یوں جان دیتی ہیں

بنا تھا نامہ بر جوش و فامیں قیس بن اشہر
 تمہی نے کپڑ کر باب عامل تک اُسے بھیجا
 حسینؑ ابن علیؑ پر کبرتر اسقف ایوان سے
 کہا آواز سے لے عاشقان حیدر و صفدر
 علیؑ شیر خدا خیر شکن ہیں شاہ مرداں ہیں
 یزید اخلت ملعون و طرد صاحب کیں ہی
 نشان چور و استبداد و بے دینی مٹانیکو
 یہاں آ کر ملا قرب الہی کا نشان مجھ کو
 غضب کو دہو کر قیس کو گردا دیا چھت سے
 حراست میں میر دربار اُسے مثل زندانی
 کہیں ہیں قابلِ نفرین حسینؑ و حیدر و صفدر
 انھیں بھی دستِ قاتل سے ملی دولتِ دنیا کی
 جسے وہ چاہتی ہیں دولتِ ایمان دیتی ہیں

چوٹھی منزل

چوٹھی منزل حاجت سے آگے سب سے پیچھے
 یہاں ابن مطیع پاک عبد اللہ نے دل کر
 خدا کے واسطے باز آؤ کہ وہ کے ارادے سے
 وہاں ایل اُمیہ کے ہیں بجز خون ہیں ڈبے
 سنا سرکار نے جو کچھ کہا اس کہنے والے نے
 رُکے کچھ دیر پہر آ بنوشی ایک چشمہ پر
 گذارش کی کہاں جاتے ہو اور لختِ دل حیرا
 وہاں بگئے فساد آتی ہو ہر منزل سے جانے کو
 بنی ہاشم کی خونِ زری کے ہر ساعت ہیں منجوبے
 بھری اک آہ خاموشی سے شاکر تھے والے نے

پانچویں منزل

مقامِ ثعلبہ پر یہاں سے قافلہ پہنچا
 خردی آپ کو قاصد نے مسلم کی شہادت کی
 مچی اک سنسنی سی قافلہ میں قتلِ مسلم سے
 نہیں بعدِ شہید ملت حق لطف جینے میں
 رام محترم نے قافلہ والوں سے فرمایا
 عزیز واقربا احباب کو منہم پاتا ہوں
 یہاں اک نامہ بر کوئی کسی کا مرسلہ پہنچا
 بیاں سب کو فیوں کے حالِ استقبال کی حالت کی
 کہا ان عمرزہ لوگوں نے کچھ جو سنل مسلم سے
 ہو جوش انتقام خونِ مسلم اپنے سینے میں
 ہو جب سے جو صلہ فرسا خبر بہ نامہ پر لایا
 خود اپنے دل میں دردِ فرقتِ مرحوم پاتا ہوں

طبیعت بے سکوں ہی مشعل ہی قتلِ مسلم سے
 مگر اے سرفروشانِ وفا میں تم سو کہتا ہوں
 نہیں اب واپسی کی میری جانب کے اجازت سے
 مے ہمراہ رہنے میں ہی خطرہ جانِ عزت کا
 عزیزانِ گرامی جن کو ہیں کچھ حاجتیں لاحق
 خوشی سے میں منادِ دنیا ہوں ہر نخلص کو جائیگی
 کہا ہر سرفروشِ عشق نے اے سرورِ والا
 اکیلا چھوڑ کر گر آپ کو ہم لوٹ جائیں گے
 ہر دُنیا چنرِ روزہ چار دن کی زندگی گانی ہے
 قدم سے آپ کے ہے زندگی کا لطف وابستہ
 قدمِ راہِ خدا میں ڈال کر پیچھے کو ٹھننا کیا
 شہادتِ فی الحقیقت مگر کہ سر کر کے ملتی ہی

مجھے ہے کوس پہنایا عبید اللہ ظالم سے
 اُدٹھاؤ تم نہ اس غم کو جو غمِ میں دل پہتا ہوا
 چلا جائے خوشی سے جبکو جانے کی ضرورت ہے
 یقیناً عزم کو نہ پیشِ جہنم ہے ہلاکت کا
 وہ پابندِ بلا ہوں دیدہ و دانستہ کیوں ناحق
 کہ جبکو کچھ ضرورت ہی نہیں جید بہانہ کی
 فنا ہونا رہ الفت میں ہی اک مفسدِ علی
 خدا کو مصطفیٰ کو حشر میں کیا موندکھا میں گے
 حیاتِ بے بقا کیا ہے جا پ بجز فانی ہے
 صلِ طِ مَسْتَقِيمِ و راہِ حق ہی آپ کا راستہ
 حضور آگے کو چلئے آگے منزلِ پلٹنا کیا
 حیاتِ جاوداں راہِ خدا میں مر کے ملتی ہی

چھٹی منزل

غرض یہ کاروانِ اہل بیت رحمتِ عالم
 یہاں سے جانبِ سرحد کو نہ چلے یا یکدم

خبر پہنچی وفاتِ قیس و عید اللہ لقیط کی
 بڑھے لگے شہیدانِ وفا کی فاتحہ پڑھ کر

ساتویں منزل

گذر کر لظین عقبہ سے ہر راہِ مشرف آئے
 یہاں سے اور آگے قافلہ جب ایک بار آیا
 ہوا معلوم جیسا بہت آ رہا ہے شام کا لشکر
 کہا رہہ رہنے چلے جانبِ ذو چشم کترا کر
 کہ سکون و صبر کا کرتے ہوئے سب اعتراف آئے
 مقابل سے نظر اڑتا ہوا اگر دو غبار آیا
 پریشاں ہو گئے سہراہیانِ سبطِ پیغمبر
 کہ چشمِ شکر و شمن نہ اس طرح پڑے ہم پر
 سپاہِ شام کو چاروں طرف پھیلنا دیکھا
 اُدھر تھی کامیابی کی خوشی اس سمت نا کامی
 سپہ سالار اس لشکر کا حُرّ ابنِ ریاحی تھا
 یزیدی اک ہزار افراد کا تھا سامنے لشکر
 بنے ابنِ رسول اللہ امامِ لشکر و عسکر
 نماز باجماعت ظہر کی سب نے پڑھی مل کر

صغیر اغیار کی راہوں میں کانٹے بونتی جاتی ہیں

ادارہ و تقنا میں بھی نمازیں ہوتی جاتی ہیں

وعظ امام

امام دوسرے نے فوج میں تقریر فرمائی کہ کتاب اللہ پر ہم آپ سب ایمان رکھتے ہیں
 کہا اے فوجیوں ہم آپ سب آپس میں بیچاری
 ولانے مصطفیٰ دل میں نہاں ہر آن کھتے ہیں
 ہمارے واسطے یہ عام تعلیم شریعت ہے
 مساوات و اخوت پر مدار دین و ملت ہے
 رسول حق محمد مصطفیٰ کو ہم نے مانا ہے
 ذریعہ سے محمدؐ کے خدا کو ہم نے جانا ہے
 محمد مصطفیٰ ہیں کون میرے ہے خبر تم کو
 میں انکا کون ہوں معلوم ہر اہل نظر ہم کو
 مے جد ہیں مے اب ہیں محمد مصطفیٰ لوگو
 تمہیں کیا ہو گیا ہے کیوں نہیں جانتے خدا کو
 مجھے خط لکھ کے جب تم نے بلایا تو میں آیا ہوں
 دینے سے پیام ہادی اسلام لایا ہوں

عبث آل رسول پاک پر بیدار کرتے ہو

ستم ایجا دکیوں ہو کیوں ستم ایجا د کرتے ہو

معروضات

سنی تقریر جیتے فوجِ شام و اہل لشکر نے
 کھڑے ہو کر کہا تو ظلم سے حر دلاور نے
 نہ ہم نے خط لکھا اصلاً نہ ہم نے نامہ بھیجے
 دیا سرکار کو دھوکہ کسی نے خط اگر بھیجے

جواب تک مطلقاً محفوظ سب دقتیوں میں تھو
 مگر ہی حکم حاکم ہم کو یہ اے سب طبعیمیر
 ہونے ماورہ میں جس کام پر اس کو سجالا میں
 اسی کے حکم سے لشکر یہاں ہم نے اٹا یا ہے
 یہاں سے عامل کو فہ کو ہم عرضی حیدر بھیجیں
 ارادہ دوسری جانب سفر کا پھر کیا جائے

سادیوں نے آپ کو ل کر
 یہاں آج کو ہم تا عبید اللہ سے جائیں
 حصین ابن نمبر اک افسر اعلیٰ ہمارا ہے
 یزید شام کو بہتر تو یہ ہے آپ خط لکھیں
 اجازت دونوں دربارہ دوسری ممکن ہے کہ آجائے

جواب امام

متانت سے امام دوسرا نے پھر یہ فرمایا
 امیر شام روگر داں ہے خالق کی طاعت سے
 مری نظروں میں ہیں دونوں یہ نا اہل و فرمایا
 نہیں اس کو نعلق دور کا بھی دین و ملت سے
 نہیں اس کی نظریں نہیب اسلام کی عزت
 اُسے اصلا نہیں رغبت شریعت سے عبادت سے
 اڈ سے فرصت نہیں ہے نفس شیطانی طاعت سے

اوالا مر اس کو میں تسلیم کر لوں غیر ممکن ہے
 مے نزدیک وہ غدار ہے خاص ہے خائن ہے

معروضہ

کہا کرتے ادب سے لے ایم مدیت برحق
مگر جنگ آزمانی ہی غلط ایسی حکومت سے
یہ مانا ہی مبارک جذبہ آزادی مطلق
جو ہوا مل پر استبداد ظلم و جور و قوت سے
نہیں ہی آپ کے ہمراہ کوئی فوج یا لشکر
نہرا روں سے لڑینگے چند ہمراہی بھلا کیوں کر
مفر ممکن نہیں آپ کو جز طاعت دشمن
سکون دامن سے رہنا بھی ہوا ک فعل محسن

ارشاد امام

امام دوسرا کو حرکی باتوں پر جلال آیا
کیا ارشاد کیا تو موت سے مجھ کو ڈراتا ہی
غضب سے چوٹوں پر بل ٹٹے دلمین ل آیا
قدم راہ جہاد حق سے میرا ڈمگاتا ہی
بگاہ تہریں وہ ہیبت پنہاں نظر آئی
کہ حر کو سامنے تیغ اجل عریاں نظر آئی
عزم و عصبہ کی حالت میں سفر کا عزم فرمایا
پئے فسخ عزیمت لشکر حر در میاں آیا

نہیں ہٹتے مجاہد جب قدم میاں میں ہوتے ہیں
دلادور صف شکن کر فوج سے لشکر کو دے رہے ہیں

نزل

عذرا بیجاں کی صورت ساتھ شامی بھیر آئے
 کہی کوفہ کی حالت حج و طراح نے اکثر
 عبید اللہ سے ہر آپ کا ہمد و خائف ہے
 مگر انکے ارادوں سے ہے رنگ بزدلی پیدا
 خدا کا راندہ سر جو نشی میں انداز محبت سے
 کیسے گا ہوں کو حاصل ہو وہاں کی یہ شرف حضرت
 نہیں اک روز اب تک ہو سکے ہیں حملہ آور بھی
 یقیناً ہونگے داخل بیعت سرکار والا میں
 مقابل میں بنے تھے کے یقیناً مونہ کی کھاگی
 خدام کو بڑے بڑے لئے مرد خوش اختر
 وہی ہو گا جو ہے روز ازل کی مرضی داد
 ہوا دیدہ تر با دل ناخواستر رخصت
 قضا دامن گرفتہ تا جدر راہ عدم لائی

رہاں سے آپ تاراہ عذیب لائے
 یہاں کوفہ کے چار افراد حضرت سے ملے اگر
 بنایا اکثریت قبلہ دین کی مخالفت ہے
 عوام افراد کو نہ ہیں بظاہر آپ کے شیرا
 کہا طراح نے اک بار بچھرن عفتیارت سے
 مے ہمراہ چلئے کوہ آجا کی طرف حضرت
 وہاں شاہان عثمان و حمیر و ابن منذر بھی
 بنی طے کے نہراہوں آدمی سلمی آجا میں
 وہاں فوج یزید نمنہ خوگر چپھ کے جانیگی
 کہا سرکار نے طراح کی یہ گفتگو سن کر
 مگر میں کیا کروں تا در نہیں ہوں لوٹ چلوں پر
 دل طراح پر ناکامیوں سے چھپا گئی حسرت
 منائے شہادت سب کو باہاہ و چشم لائی

آخری ستر

یہاں سے چل کے حضرت رگے قمر خاں ہیں یہی فوج عدد بھی خیمہ زن شب بھر مقابل ہیں
سکر ہوتے ہی نکلے قمر سے تا نینو آہو پیچھے یہاں سے جب قدم آگے بڑھایا کر لایا پہنچے

منجانب حکومت حر کی نگرانی

طاہر بن زیاد نامہ سزا کا حر کو اکتے ماں
حسین بن علی واپس ہونے پائین سداں سے
جہاں تک ہونہ ٹھہریں وہ کسی سر بندادی ہیں
ادھنیں محصور کر دینا کسی بے آب صحرا میں
کسی صورت نہ ان کے حال پر تم مہربان نا
لبطو ز نامہ بر جس معتقد کو ہم نے بھیجا ہے
ہمیں ہر قسم کی یہ شخص روزانہ خبر دے گا
ہوئی پر دانہ حال سے حر کو سخت حیرانی
سلوک اے شاہ دینا پاپ سے کہ نہیں سکتا

رقم محتاج میں یہ مضمون تاکید علی الاعلان
اٹھنیں محروم رکھنا لطف آسائش و احسان سے
نہ آنا تم فریب گفتگو سے اتحادی میں
ہنو انکی زبوں حالی کا پر ساں کوئی دُنیا میں
ہیں مشطو ہے ان کا جہاں سے بے نشاں ہونا
کمال مجھری میں حق جا سوسی میں یکتا ہے
مہنیں بھی تاہد امرکاں صلح سیر و قمر دے گا
کہا آ کر امام پاک سے باصبر پریشانی
خلافت حکم عال اک قدم بھی دہن نہیں سکتا

جہاں سرکار کا ڈیرہ جہاں فوجوں کا دھگل ہے

یہ پتہ پتہ فرما میں تو بہتر ہے

کہ یہ دشتِ بلا ہم صورتِ میدانِ محشر ہے

کر بلا میں داخلہ امام

ہوئی بنیا وقام انقلاب بزمِ عالم کی
سواری کر بلا میں سپید کونین کی پہنچی
کہا اک شخص نے ہو نام دشتِ کر بلا اس کا
ہیں پر آل زہرہ کا لٹے گا قافلہ شاید
ہیں پر قیل جیش اہل بیت مصطفیٰ ہو گا
اسی صحرا میں خیمہ زن ہوئے ڈیرہ ہمیں ڈالا
مکمل محشر ستانِ خردِ خاشاک صحرا تھا
قائمین و سادات کا کھی آیا نہ تھا اس میں
جسائے خاہِ محرابِ تیسرے و نشتر اس میں نہاں تھے
کھی تھی اس کی قسمت میں نہ سر نہری نہ شاہی

عنوانِ نبیامت است کشتن یک بھری
مار و بچہ پنہ دوسری ماہِ محرمِ غلی
بزمِ پاک نے اس سرزمین کا جب پتہ پوچھا
ماشہ نے ہی ہو منزلِ کر بلا شاید
ہیں پر چڑھتے سورجِ فتنہ محشر سیا ہو گا
ہنیا بالقضا اللہا کہہ کر سجیدِ والا
بھرا بے گیاہ و آب ہیناک صحرا تھا
بزمِ رہتی کے ٹیکوں کے کہیں سایہ نہ تھا میں
دل کے روز سے آندہ محشر اس میں نہاں تھے
راکِ ذرت سے اس کے تھی عیانِ خشکی بے آبی

یہاں ذلے بھی آبِ چشمہٴ خور کو ترستے سے
یہاں آتے تھے پر طائر سارہ کے جلتے تھے
کھٹی گوہر فرات اس وادی بے آب میں طاری
ازل سے آج تاکہ یہ دشت رسوائے زمانہ تھا
خدا کی شان اس صحرا میں وہ جنتِ کلبیوں کی
ہوئے اس خشک ریگستان میں وہ خیر زل کر
ادھنیں پتی ہوئی ریتی پہ ٹھہرایا گیا لا کر
نظارہ کر بلا کادشتِ خشک تھا بیا باں تھا
یہاں از خود ہوئے تھے کشتِ والا خیام ننگن
غرض کل خاندانِ اہل بیتِ سبطِ ہینمبر

سچا کہ آہوانِ دستِ ہی دامن سے
مگر کھٹی سر زمین اس دشت کی اگر کہہ ناری
یہاں شل عدم ناپید ذکر آب و دانہ تھا
کہ جن کے جدا محبتا میر عرش بریں ہو چکی
فلاحن پر ازل سے کھٹی بہا رحمت و کوشش
سمجھتے تھے جنھیں آنکھوں کی ٹھنڈک ساقی کو تر
بہا طن صبر و تسلیم در رضا کا خاص میرا تھا
برائے امتحاں لائی تھی قدرت کچھ نگر دامن
زمین کر بلا ہی میں زد کش ہو گیا ام کہ

یہاں اس کارواں کو سہی اہل کین نہیں لائی
مقدر ہو چکی مٹی جہاں کی کھٹی وہیں لائی

دعا کر بلا

زمین کر بلا نے ذاتِ باری سے دعا مانگی
برائے خود ابد آئنا عزت بر ملا مانگی

جہنم میں ہو چکی میری بہت کچھ ذلت و خواری
 لپکتا ہی ہو ذراۃ خون آسمان سے تھے
 یہ مانا میں ہوں مرکز دو جہاں کی نامرادی کا
 یہ مانا گوشہ دامن مراد و زخ بد اماں ہی
 عذابِ حشر کی مضمون یہ ہیں پر چھایا مئی
 یہ مانا آگ ہی میری نگاہ شعلہ انگن ہیں
 قبائے زلیست مانا تا بد اسن چاک ہی میری
 یہ مانا مجھ پہ ذلت اور جگر دس کی پرستی ہے
 بجا ہے مجھ پہ طعنہ لے خدا تیری خدائی کا
 رہے گی خوار و رسوا اگر بلا کی سرزمین کب تک
 مجھے تفریح جو مرصی ہو تیری لے خدا دیدے
 گر رحمت سے اپنی میرے مستقبل کو روشن کر
 مجھے عشق بتی لے خالق عزوجل دیدے
 الہی حاسن آل عبا کی مجھ کو لذت دے
 مجھے رکھ آل ہنیمہ کے ارمان زیارت میں

یہ مانا ہے جہنم ذرہ ذرہ میری دادی کا
 یہ مانا آتشِ خسرو و مجھ میں شعلہ انشاں ہی
 کوشتہ میری قیمت کی ہیں گور سو ایماں کی
 سفر برکت ہے، ریگستاں یہ مانا میری دہن میں
 ہلاکت آفریں بیٹک یہ مانا خاک ہی میری
 یہ مانا باعیتِ ننگ زمانہ میری ہستی ہے
 یہ مانا میں ہوں مجھوہ جہاں بھر کی پرمانی کا
 گر یہ ذلینِ اختر الہ العالمین کب تک
 ازل سے آج تک ساری خطاؤں کی مرادیشے
 مجھے منظور ہر پاداش ہی اے خالق اکبر
 مرتے مار یک ماضی کا مجھے نعم البدل دیدے
 بنی کا عشق اہلبیت کی سچی محبت دے
 رہبارت گر نہیں ہی رحمتِ عالم کی صفت میں

نشانوار آل اظہر کر بلا کا ذرہ ذرہ ہوا
 بنے ہرزہ میری خاک کا فردوسِ نظارہ
 ترے محبوب کے محبوب کی اولاد کے دشمن
 یزیدِ شام کے کوفی و شامی سنگدل فوجی
 عبید اللہ و عمر سعد کا جنگ آزما لشکر
 حسین پاک سے جب ہر میر پیکار ہو یارب
 مجھے ہو مرحمت اس وقت وہ جوشِ فداکاری
 اماں نے میرا ہرزہ نڈا کا رانِ حیدر کو
 جگر پارے رسول اللہ کے جینے مانا میں
 رہی ہر لال زہرا کا اہل تک میری داماں میں
 مجھے دیے خداوند شہیدانِ رسالت کو
 اہی اب یہ میری التجا مقبول فرم لے

قہر
 شہیدانِ سبت ہا
 عدوئے دین و ملت سید الازاہ کے دشمن
 حفا پیشہ قضا صورت بلائے مستقل فوجی
 ہلاکت آشنا لشکر خدا نام آشنا لشکر
 پریشاں جب سپاہِ عترت اظہار ہو یارب
 مری شہد فشانے سے ہو جگر خاک ہرناری
 غبارِ مٹھ کر چھپالے خیمہ ہائے آل اظہر کو
 مے آغوش کی زینت مے دامن ہستی ان میں
 مرا چہرہ ہو رنگیں شرحی خونِ شہیدان میں
 سٹ کر آئے دنیا تا ابد میری زیارت کو
 دعا کے کر بلا کو اے خدا مقبول فرمائے

حکومت سے

عبید اللہ نے دربار میں پہلی محرم کو دیا حکم خصوصی سلپنے اعوانِ منظم کو

بہر صورت نظام جنگ کو تھما مختصر کرنا
 بڑھایا پیشتر سے رتبہ و منصب بہت زیادہ
 بنایا دالی سے اس کو بیہ تکرمیم کی ادس کی
 سند دینا بڑھانا منزلت دربار میں طے کی
 ابھی نیکر سفری میں ہر اک اپنا پر ایا تھا
 گردہ اہل بیت مصطفیٰ تاکر بلا آیا
 وہیں ڈیسے لگے ہن شام اور کوذ کے لشکر کے
 کہا اے مونس من مخلص من یار غار من
 حسین بن علی سے جنگ کا ہر عزم مستحکم
 تمہیں لڑنا پڑیگا کر بلا میں اہل حیدر سے
 مال جنگ پر تھا سربز الا فرط غیرت سے
 حسین بن علی سے جنگ ہو بیجا و لا حاصل
 مسلمانوں کے دینی رہنما سردار است ہیں
 کہ ہو جائے گا از خود منتشر شیرازہ امت
 نہ ہوگا ایسا کوئی ناخلف تقدیر کا ہٹیا

سیارست پانچ ہزار نفر اور پر تسلیم کی سکی
 حکومت مرحمت کی عمر ابن سعد کو سے کی
 ابھی ولیم کو ابن سعد جانے بھی نہ پایا تھا
 کہ دربار عبید اللہ میں قاصد خبر لایا
 نواح کر بلا میں آگئے فرزند حیدر کے
 بلایا ابن مرجانہ نے ابن سعد کو فوراً
 نہیں ہو حاجت لشکر کشی اب جانب ولیم
 کر تنظیم لشکر جلد تر اب تم نئے سر سے
 سنی تقریر ابن سعد نے عامل کی حیرت سے
 کہا یہ عمر ابن سعد نے اے فتنہ خو عامل
 حسین بن علی فرزند سلطان رسالت ہیں
 ہو ان سے جنگ کرنا کہب رد اے دشمن ملت
 لڑے ابن علی سے سید و لاجاہ کا بیٹا

میں ہوں اس مسجد کا فرزند جو تھا فاتح ایران
 مجھے والد نے فتح و کامرانی کی بنا ڈالی
 عبید اللہ بولا عمر یہ باتیں پورانی ہیں
 امیر شام اربامت کا سردارِ مسلم ہے
 ہے یہ فرزندِ حیرت کا امیر شام کا باغی
 اگر لڑنا نہیں منظور تجھ کو ابن حیدر سے
 تو اعزاز و شرف جاہ و مناصب مسترد کر دے
 جو دیکھا منسوبِ اقلیم تیسے پر حروف آتا ہے
 کہا عاتل سے ابن سدر نے امیر صاحبِ نخوت
 پلٹ کر عمر ابن سعد جب دربار سے آیا
 بٹایا گھر پہ اہل الرائے اصحابِ سیارت کو
 ہے دنیا چند روزہ چند دن کی یہ حکومت ہے

میرے والد کا دنیا جاسی ہے رتبہ
 جو باتیں ہو چکیں کیا ذکر اٹکا وہ کہانی ہیں
 اطاعت سب پر فرعون اسکی باقرارِ مسلم ہے
 حسین ابن علیؑ لاریب ہو اسلام کا باغی
 اگر مرعوب ہے تو اقتدارِ آلِ اطہر سے
 نہیں واپس ابھی رے کی حکومت کی تذکرہ
 ملاحظہ بے طلب جو ملک اب وہ نکلا جانا ہے
 مجھے عوز و تدبیر کے لئے شب بھر کی دیکھ مہلت
 دل دنیا طلب کو حد سے زائد مضطرب پایا
 کہا ہر ذی شرف نے چھوڑ دے رے کی حکومت کو
 اب ہمارا لیکن اقتدارِ دین و ملت ہے

۱۰ حضرت سجاد ابن ابی وقاص آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جن کو جنت کی بشارت دی گئی آپ سے
 پہلے صرف چھ صحابی مسلمان ہوئے۔ فاتحہ ایران اور بانی کوثر ہیں عمیر فاروقی میا دو بار اور عمر عثمانی
 میں ایک بار عاتل کو فرما کر بھیجئے تیر انگن اور سنجاب لہ عوات تھے بمرہ ۷۰ سال ۵۵۰ھ میں فاطمہ پائی

نہ پایا دل کو خالی حُبِ جاہ و حُبِ دنیا سے
 مگر نگہ سیدہ کاری دبانے سے اُبھر آیا
 عجب تھا حسنِ کبریا خلفِ یہ سبِ اعظم کا
 چمکنا تھا نہ اس کا طالعِ قسمت ذرا چمکا
 نہ آئی نیند جاگا جنگ کی شب بھر مفت سے
 اٹھا وقتِ سحر گاتا ہوا یہ شتر بتر سے
 سزا نقیلِ حسینِ پاک کی دو رخ بلا شک ہے
 نہ چھوڑو رنگا میں آئے کوئے مری کھوئی ٹھنڈے سے
 اُمید اللہ سے قائم ہو جو توڑی نہیں جاتی
 حکومت آئے کی بجائے تو پھر چھوڑی نہیں جاتی

دوسرا دن

ہوا دربار میں عال کے حاضر معذرت کر دی
 ہیں وہ یہاں بھی مظلوم بھی تنہا بھی آئے ہیں
 حسینؑ ابنِ علیؑ سے جنگ ہوئی الجملہ نامروری
 عقیدت مند ہمراہی میں چند اپنے پر لے گئے ہیں
 اگر ان سے لڑائی ہر طرح منظور ہے سمجھو کہ
 فضائے امن سے نفرت ہی گرمخورد ہی تجھ کو
 معافی دے مجھے ہاورا صحابہ دیگر کو
 کہ شوقِ جنگ ہے اکثر شرفِ خواہاں لشکر کو
 سنی جب معذرت جھٹلا کے بولا ابنِ مرجانہ
 ابھی لاپھیر دے تھے کی جہا نبائی کا پردانہ
 حکومت مل رہی ہے اور تو حاکم سے خود سزا ہے
 عجب نا عاقبت اندیش ہے مردِ دلاور ہی

کہا کہ یہاں تھی ملک تہے کی سلطنت کی آرزو دلیں
 مجھے تہے کے لئے ابن زیاد انشانہ رسوا کر
 لڑا دنگا میں حسین ابن علیؑ سے کر بلا جا کر
 عمر تہے ساکتہ لیکر چار ہزار افواج کا دستہ
 لیا کہ نہ سے دست کر بلا کا دستہ راستہ

ڈیویا نام لالچ کی بدولت دین و ملت کا

برا ہو گیا بڑا انجام تھاتہ کی حکومت کا

نامہ و پیام

بروز جمعہ یعنی تیسری ماہ محرم کو
 کہ شاہ دد سہرا کی خدمت اقدس میں حاضر ہو
 عمر کا ایچی جب خدمت سرکار میں آیا
 گزارش کی کہ این سدا دیرینہ فدائی ہی
 ابھی موفتہ ہے جو ارشاد دالا ہو بجالائے
 کہا فاصد سے ابن سعد سے کہنا کہ اے بھائی
 بلا یا جب مجھے اشتران کو فہ نے تو آیا ہوں
 سیفر معتمد لوطا خیام اہل حیدر سے
 کیا ماہور ابن سعد نے اک شخص محرم کو
 کہے حضرت میاں فرمائیں جو رجحان خاطر ہو
 مراتب عزت و تقییم کے سارے بجا لایا
 مگر مجبور ہے آمان جنگ اہزمانی ہی
 کہے حتی الوسع تعمیل اس کی حکم جو پائے
 جماعت میری کب ہی عدم سے اپنی بہانہ آئی
 اجازت ہو اگر تو آج ہی واپس چلا جاؤں
 کہے پر جستہ سب فقرے سپہ سالار لشکر سے

بطور خود بھی کی تائید عزم ابن حشید کی
 خیالِ لطف و بخشش اسکو آنگاہت ایناں تھا
 حسین پاک کو بہر مصلحت میں تم نے گر پایا
 حسین ابن علی بہت یزیدِ شام کی کر لیں
 انھیں حاضر کر دنی الفور ایوانِ حکومت میں
 مطیع مرد فاسق ابن زہرہ راہنہیں سکتا
 رفیقانِ حسین ابن علی پر بند پانی ہو
 کوئی موقع نہ اطمینان کا ان کو دیا جائے

عرضہ سن کے ابن سہد کا یہ حکم لکھوایا
 کہو ان سے ذرا سی بات وہ یہ کام کی کر لیں
 اگر راضی ہوں سو بیت پر تو پھر لیکر حراست میں
 مگر یہ بات ناممکن ہے ایسا ہو نہیں سکتا
 میر میداں صف آلِ عبا پر تیغ رانی ہو
 انھیں بھوکا پیاسا دشتِ غربت میں کھاجائے

کٹے دو چار دن اس عذر و حجت خط کتابت میں
 رہے مصروفِ خدام رسالت سب عبادت میں

بندش آب

بحکم میر شکر عمر بن حجاج کا لشکر
 یہ دستہ پانچ سو افراد کا تھا سخت غارتگر
 صفت آرا ہو گیا خنجر بکف سونے فرات آکر
 کیا ان ظالموں نے بند پانی آلِ اطہر پر
 گھٹا دم تشنگی سے تو نہالانِ پیہ پیہ کا
 ہو جب ختم پانی خیمہ ہائے آلِ اطہر کا

علمیہ دارالامت حضرت عباسؓ بن حسینؓ
 تھے میں انسر اڈ ٹیکرے لئے خنجر کلف آگے
 بیکدم شہسواران عرب سونے فرات آئے
 جو انان عرب زورید اللہی کے پیکر تھے
 کہا جب لغزہ بیکر بل کر سب نے میدان میں
 ہو اصر ف نہر بیت عمر بن حجاج کا دستہ
 مبارکباد دی سرکار نے فوج حجازی کو
 کہا اھلاؤ وسھلاؤ مرحبا عباسؓ غازی کو

حفاظت کے لئے کھے ہیں رباب سرفات
 لب وریا یہ ایسے آئے جیسے لہجہ بات آئے
 پئے اعدا پیام مرگ یہ غازی دلا در تھے
 نہر بیت چھاگئی اعدا کی افواج پریشاں ہیں
 ہر اک غازی نے بھر کر مشک کو گھر کا یار تہ
 کہا اھلاؤ وسھلاؤ مرحبا عباسؓ غازی کو

حجازی ہاشمی جب ہاتھ میں خنجر اٹھاتے ہیں
 ترانے فتح و نصرت کے فرشتے ملنے گاتے ہیں

ملاقات ابن سعد

اثر قلب مبارک پر کیا اس جنگ میں کس نے
 پیام خاص ابن سعد کو اک بر ملا بھیجا
 ادھر سے سرور دیں اسطرح ابن سعد آیا
 اصول جنگ پر ہوتی رہیں کچھ دیر تک بائیں
 بنایا عمر بن قزظہ کو قاصد سرور دیں نے
 قریب سرحد جنگ ان کو وقت شب بلا بھیجا
 ملے باہم دگر وقت تکلم اس کے بعد آیا
 رہیں راز نہاں کی شکل یہ شب کی ملاقاتیں

لی کوئی نہ ابن سعد نے کی جاں نثاری میں
 خود اپنی عذر خواہی اپنی مجبوری عیاں کر دی
 نتیجہ گفتگو کا دوسرے دن یہ کھلا آجز
 خلاصہ گفتگو نے باہمی کا لکھ دیا سارا
 نہیں شکر خدا اب کوئی خوفِ شر و ہنگامہ
 ہوئی جاتی ہے ساری کشمکشیں ختم دم بھر میں
 اٹھیں دار الخلافت بھیجنے کا ہم کریں وعدہ
 اٹھیں طعنے نہ ان کے جوشِ ملت پر ڈیو جائیں
 ہتھیں اس صلح میں موقعہ کوئی حیلہ بہانے کا
 وہاں وہ پیش فرمائیں گے ہو جو عذرِ بہت میں
 بقائے امنِ امت کا سبب معلوم ہوتی ہیں
 سیکدم حسبِ قدر نفعی ہیں برپا سارے مٹ جائیں

طلوعِ صبح سے پہلے ہوئے دونوں جدا آخر
 عریفیہ عامل کو ذہ کو ابن سعد نے سکھا
 لکھا حمد و ثنا کے بعد مضمون یہ سیر نامہ
 نہیں اب اختلافات لئے ہم میں اور سرد میں
 حسین ابن علی اس بات پر ہیں صاف آمادہ
 جہاں سے یا وہ آئے ہیں ہاں داپس کو جائیں
 اٹھیں یا ہم جہاں چاہیں ہاں میں حکم جائیگا
 وہ ہیں تیار جانے کے لئے فقیرِ خلافت میں
 شرائطِ صلح کی معقول سب معلوم ہوتی ہیں
 قبول اس صلح نامہ کو اگر سہ کار فرمائیں

تاثرات ابن زیاد

عبید اللہ کو قاصد نے جب یہ خط دیا لا کر
 ہوا مسرور شاداں صلح نامہ کی خبر پا کر

اُس کے دورِ عیب رہا۔ میرا ہر
 بلا شک عمر ابن سعد کی یہ لڑکی ہے موزوں
 ازل سے تھا یہ ظالم اہل بیت پاک کا دشمن
 حسینؑ ابن علیؑ کی شان ارفع سی ہو تو غافل
 ایسے سلام سے ہونا پڑے گا ہم کو شرمندہ
 قلوب امتِ اسلام ہیں انکی طرف اہل
 ہی دنیا ان کی شکل پاک کی مشاق نادیدہ
 یہ بہتر ہے کہ نوزد انھیے احکام پاسندی
 حسینؑ ابن علیؑ کے لئے عرش کے تارے
 لولائی ہی ان کا چھپ چھپا کرانے ملتا ہے
 کئے احکام جاری ہو گیا غصہ سے بے قابو
 ہو آشام ہیں جو اُسے خونخواری نہیں جاتی

ابن زیاد کا جوشِ استبداد

مہبت پھر نہیں ملتی کسی کے سر جو پٹی ہو

کہا عامل نے ابن سعد کو ہے مرو فرزانہ
 مجھے یہ صلح ہی منظور میں اس صلح سے خوشیوں
 گر تھا حاضر روز بارِ عامل شمر ذی الجوشن
 کہا اس نے عبید اللہ سے اے بے خردِ عامل
 ہمارے ہاتھ سے گر بچ گئے اس وقت وہ زندہ
 یہاں سے ہٹتے ہی ہو جائیگی قوت انہیں حاصل
 خدائی ان کے اخلاق دشمن کی ہو گرویدہ
 غضب ہی جائے گا اگر صلح پر دیدی رضامندی
 مجھے معلوم ابن سعد کے حالات ہیں سارے
 وہ لشکر کے کنارے شب کو جا کر اُدنو ملتا ہے
 عبید اللہ پر شمر تمیں کا چل گیا جا دو
 شمر گرجو دشمن سے غداری نہیں جاتی

ہی یہ قدرتِ خدا کی بات یوں نیکر بگڑتی ہے

سدود در مغز رسنے ہر سنی ممکن کا
 دکھا یا قلب ابن سعد کو سفاک عال نے
 امیر شام کا حق نے کیا محکوم ہو سچہ کو
 ہو میرے حکم میں سب نظم عزل و نصب کا
 کہ ہو ابن علی کو زندگی میں زبیت سی میری
 مصائب پر مصائب پہے پہے انکو دیجے جائیں
 نکل جائے امامت کا تخیل انکے سینوں سے
 یزید شام کے آگے بھکا دیں گردن طاعت
 ابھی تک ابن حنیفہ سے ہے تم صلح کے طالب
 ہمارے سامنے ابن علی کی کیوں سفارش ہو
 بطور خود اماں نے کر اماں میں سے نہیں سکتے
 بالفاظ دیگر تو بہ نمود و نام سے کر لیں
 سنو ادنیٰ نہ بات اصلا نہ انکو کوئی مہلت دد
 کرو فی العذر ان کو بے تکلف قتل و غارت
 کچل دو انکی لاشیں ان کو بے نام و نشان کر دو

انفرمان جنگ سخت کا بے رحم قاتل نے
 غصے سے عمر ابن سعد یہ معلوم ہو سچہ کو
 میں حاکم ہوں امیر شام کی جانب سے کو فد کا
 تین تائی ہو دشنت کر بلا میں اس لئے میری
 جو ہوں ممکن نظام ان کے لشکر پر کئے جائیں
 یہاں تک سختیاں جھیلیں کہ تنگ جائیں جڑوں سے
 کریں مجبور ہو کر وہ ہمارے ہاتھ پر بیعت
 تعجب ہو خلاف مرضی و احکام اینجانب
 خلاف مصلحت در بار سے سیم نگارش ہو
 اماں ہرگز میری اماں اٹھیں تم نے نہیں سکتے
 اگر اقرار بیعت دہ یزید شام سے کر لیں
 تو ان کو پابجو لاں کر کے کو فد کی طرف بھیجو
 نہ مانیں اس ہمارے حکم کو گر وہ کسی صورت
 سران کے کاٹ کر در بارِ عال میں رواں کر دو

مے اس حکم کی تعمیل فوراً تم نے کر کر دی
 نہیں منظور کر لیا تاہم ان سے تو ہی بہتر
 کر و تعمیل فرماں آپ کو معز دل تم سمجھو
 رداں ہم کر رہے ہیں شہزادی الجوشن کو یہ نہیں
 اگر تم جنگ سے اعراض پر ہوا اب بھی آمادہ
 سپہ سالار لشکر شہزادی الجوشن اگر ہو گا
 رقم جب ہو چکا فرمان خون آشام یہ سارا
 اُسے یہ بھی ہدایت کی کہ جاسوسی کی خدمت
 دیا جب شہزادے لاکر یہ ابن سعد کو نامہ
 کہا افسوس ظالم فتنہ پرور ابن مرجانہ
 کہا لے شہزادے سب آگ تیزی ہی لگائی ہو
 گزارش شہزادے کی مصلحت سے بے خبر ہو تم
 بناؤ یہ برائے جنگ اب کرنا نہیں کیا ہو

عطا ہوئے نہیں تیار ہو سکتے
 رہو ہرگز نہ تم اب تینوا کی فوج کے افسر
 ہو پھر لفظ نہ اب بھی مرد نامہ مقول تم سمجھو
 نہیں امداد دیکھا وہ ہر اک کار بنایاں ہیں
 تو رکھ دو سامنے تم شہزادے کے تسبیح و سجادہ
 مخالفت پر نہ اصلا مہرباں وہ عمر بھر ہو گا
 کہا شہزادے سے اسکو لے جا بن کے ہر کارا
 بطور راز نے انجام لشکر میں بہ صورت
 ہو اعضہ سے لرزاں بے تحاشہ صورت خامہ
 نہ سمجھا صلح کے انجام کو آخر نہیں مانا
 تری فطرت میں پنہاں جذبہ جنگ آزمانی ہو
 ہو دشمن سامنے دشمن سے نادانف مگر ہو تم
 کہا فوراً ہی ابن سعد نے دشمن سے لڑنا ہو

زرد ہوتے نہیں فتنے زبان تیغ و خنجر سے

بلا آئی ہوئی ملتی نہیں ہرگز کبھی سر سے

سببِ جنگ

نمازِ عصر کا تھا وقت لڑنا و محسرم تھی
 تھے مہر و فوجِ ساجات و در عام و ان غازی سب
 امام دوسرا خیمہ سے باہر آ کے بیٹھے تھے
 گزارش کی یکا یک حضرت عباسؓ نے آ کر
 ایامِ پاک نے خنجر پہ رکھ کر ہاتھ فرمایا
 کہا عباسؓ نے سرکارِ مٹھریں میں ہی جاتا ہوں
 یہ کہہ کر چلے بیٹے عباسؓ گھوڑا اداب کر آگے
 ابھی کچھ دور چل کر عمر ابن سعدؓ تھا آیا
 یہ کیوں نادانت تم خیموں کی جانب و عمر آئے
 کہا عباسؓ از داسپ کو میرے قریب آؤ
 ایام دوسرا سے خط کا مضمون سن لیاں کر دو
 عبید اللہ کا خط جنگ کا اعلانِ مطلق تھا
 سنایا خط کا مضمون خدمتِ سرکارِ دالیں
 زمین دشت ہا بال خدام اہل ماتم تھی
 صفیں بانڈھے ہتھے تھے رو بقید تھی نمازی سب
 لگائے تھے مگر میں تیغِ راحت پا کے بیٹھے تھے
 شہا آتا ہوا ابن سعد کچھ بگڑے سے کہ ہیں پتور
 بڑھو عباسؓ آگے تم عقب سے میں ابھی آیا
 ابھی یا میں نہیں یا قتل کر کے اسکو آتا ہوں
 بڑھے سایہ کی صورت میں ہر اسی نفر آگے
 کہ روکار راستہ عباسؓ نے اور بڑھکے فرمایا
 یہ کیوں ہو مفضل چہرہ یہ کیوں بچید ہو گھبرائے
 پڑھو اس خط کا مضمون لے پاؤں لٹ کر جاؤ
 جو فرمائیں شہ دال مجھے آ کر عیاں کر دو
 پڑھا عباسؓ نے پڑھنے کو لیکن زمانہ خفق تھا
 اٹھائے ہاتھ شہ نے بارگاہِ حق تعالیٰ میں

دُعائی سکن و صبر سے ارشاد فرمایا
 ہیں شب بھر کی مہلت گر عطا کر دو تو اچھا ہے
 پیام شاہ دین عباس نے جدم یہ پہنچایا
 بتائے شمر ہے کیا لے ابن سعد نے پوچھا
 برابر سے کہایہ ابن حجاج زبیدی نے
 حسین ابن علی مہلت طلب کرتے ہیں بھر کی
 اگر اغیار ولیم میں سے مہلت مانگتا کوئی
 پکارا قیس بن اشعث کہ مہلت اکٹا نہ ہے
 یہ کہہ کر میر لشکر ہو گیا میدان سے رخصت

کہا عباس سے کہنا عمر سے اسے فلک پایا
 کہ ہم کو اپنے رب سے توبہ استغفار کرنا ہے
 تو شمر و ابن سعد و عمر بن حجاج بٹیک جا
 کہا اس نے کہ ہر سرکار ہی پر فیصلہ اس کا
 اثر کس درجہ ہم پر کر لیا ہے نا امیدی نے
 عبرت ہو مشورت اس میں سپہ سالار لشکر کی
 نہ کہتا ایسی مہلت کو یقیناً ناروا کوئی
 سحر ہوتے ہی طبل جنگ میدان میں بجانا ہے
 ہوئے عباس واپس سے تے خیمہ گاہ آنحضرت

نضا میں خون ناحق کی جہلک معلوم ہوتی تھی

ز میں سے ناامیدی تا فلک معلوم ہوتی تھی

خطبہ امام عالی مقام

نضائے کربلا میں دو سرا یہ پختہ نہ تھا
 ہر اک غازی تھا حیراں ہر مجاہد کو اچھا تھا
 منادی نے مذا دی خیمہ ہائے پاک کے باہر
 چلو اے سر فرود شانِ دنا خطبہ سنو چل کر

۱۰۰ - رس - جاری - لونی دستاوی
 بیک آواز گردِ خمیہ اظہر ہوئے حاضر
 رد اور دوش کملی پوش فرزند رسول اللہ
 ادب سے جھک گئے سرسبز دوشانِ محبت کے
 میاں حمد ثنا کی پہلے فرزندِ پیمبر نے
 ہی یارب یہ ترا بندہ ترے اوصاف کا تامل
 عطا کیں اپنے بندے کو جہاں کی نعمتیں تو نے
 بنوت میرے نانا کو عطا تو نے ہی فرمائی
 مجھے چشمِ خدا ہیں قلبِ حق آگیں دیا تو نے
 مجھے خادم بنایا تو نے یارب دین و ملت کا
 مرے ہمراہیوں کو جوشِ جان بازی دیا تو نے
 مشنِ حسنِ عمل کا میرے اہل بیت کو بخشا
 رفیقانِ سفر کو میرے یارب اجرِ کامل دے
 غلامی تم پہ رحمت لے مرے احبابِ دیرینہ

سنایا جا بیگا پیغام تم کو حق تعالیٰ کا
 قریشی ہاشمی ذی حوصلہ نام آدر و نامی
 ادب سے ساکت و صامت جبکا سر ہوئے حاضر
 برآمد صورتِ صد جلوہ خمیہ سے ہوا ناگاہ
 چلے چھوٹے فنکاروں میں نسیمِ شامِ غربت کے
 کیا ارشاد اوس کے بعد یہ محبوبِ داد نے
 تری رحمت کا شیدا تری تری انصاف کا قائل
 ترے قرباں مجھے غربت میں بخشیں احمیت تو نے
 انھیں پر ختم کی تو نے جہاں کی عزت افزائی
 کلامِ اللہ کا عرفان و علم دین دیا تو نے
 دکھایا راستہ صدق و صفا رشاد و ہدایت کا
 مجھے بخشے مرے نخلِ عصا عزیز و اتسار با تو نے
 نمایاں کر دیا مجھ پر مرے انجام کا نقش
 رہی محمود تیرے لوز سے جو انکو وہ دل دے
 تمہارے لطف و احسان کا ہی گنبدِ مرا سینہ

ہتھیں معلوم ہوکل صبح صبح روزِ محشر ہے
 یزیدی فوج کل ہم سب کو بیشک ذبح کر دیگی
 یزید پر شام میرے خون کا تنہا پیا سا ہے
 مری اک جان راہِ حق ہیں گرن ہو کل جائے
 منائے مرے ہمراہیوں ہو یہ مرے دل کی
 کر دو تم عیشِ مستقبل پہ اپنے غور لے لوگوں
 خوشی سے میں اجازت لے رہا ہوں تمکو جانکی
 جہاں جس کی خوشی ہو وہ مسرت ہو وہاں جائے
 ابھی موقع ہو شب بھر کی ہو مہلت تمکو جانکی

تمہارا دشمن جاں نثار ہے
 ہماری بے کفن لاشوں کو اس میدان کو بھرو گی
 حسینؑ اس کو یہ عزم ہو مصطفیٰ کا کیوں تو ہے
 بلا آئی ہوئی سر سے تمہارے آج ٹل جائے
 مری خاطر نہ تم پر زوڑے فوجِ مقابل کی
 رفاقت ترک کر دو ہاں مری فی لغز لوگوں
 نہیں دیگا ابد تک اسکے بدلہ میں خدا نیکی
 اعزا کو مرے ہمراہ لے لے جو جہاں جائے
 ہو کچھ دیر میں کیا جائیے کیا ہو زمانے کی

خدا حافظ رہنقان سفر ہاں جلد تر جاؤ
 بلا اندیشہ جانا ہو جد ہر ہاں جلد تر جاؤ

معروضاتِ فقائے امام

ادھر سرکار والا جاہ کی کھٹی گفتگو جاری
 بھٹی بھائی لڑکے اترتا اجاب بیگانے
 ادھر تھا دیدہ اہلِ محبت سے ہو جاری
 ہوئے جاتے تھے روتے روتے فطیم کو دلانے

ہوئی دنیا ہماری لہجہ مسلم کے تہہ و بالا

رہیں زندہ جہاں میں دردن دکھیں سر تک

کہاں جا کر رہیں گے چھوڑ کر ہم آپ کو تنہا

نہ جائیں گے قدم پر آپ کے سر کو کٹائیں گے

ہو تم لا ریب زندہ یادگارِ مسلم بے کس

ہو تم میرے جگر کا چین میری آنکھ کی ٹھنڈک

کہا ہر فرد نے بڑھ کر کہ ہم سرگز نہ جائیں گے

ملائیں گے عدد کو خاک میں یا سر کٹائیں گے

دکھائے دن نہ وہ ہم کو خدا ہم لہجہ حضرت

کہے گی کیا ہم انہائے عقیل پاک کو دنیا

کسی کو ہائے ہم کو نین میں کیا موٹھ دکھائیں گے

کہا سرکارِ دالاجاہ نے بس اہل مسلم بس

حذار اجاؤ تم جیسے رہو تم رہتی دنیا تک

حضرت مسلم بن عوسجہ خطیب کو فد کی جوابی تقریر

پڑھیں کچھ آیتیں آغاز میں آیاتِ مصحف سے

شہادت کا مکمل فلسفہ لوگوں کو سمجھا یا

مدارِ زندگی یہی جو پید رہا ہی وہ پنہاں ہی

عبث ہیں ہم جو احساسِ حق و باطل نہیں ہم کو

ہیں حق کی مدد کرنا ہے امکانی شجاعت ہی

خطیب کو فد ابن عوسجہ مسلم اٹھے صفت سے

نہایت جوش میں تقریر کی محفل کو گر مایا

کہا تخلیقِ انسان خود دلیلِ مرگِ انسان ہی

مشرق بے دہر مخلوقات پر حاصل نہیں ہم کو

مٹانا چاہتا ہے حق کو باطل زور و طاقت ہی

ہمارے ہاتھ میں جتنا سان دہج دہج رہا ہے
 کرینگے تیر بارانی پرستارانِ باطل پر
 جہاں تک دست و بازو کام دینگے کام ہم لینگے
 ہی اطمینانِ کامل ہم کو حاصل نصرتِ حق پر
 ہی مرنا ہی مفکر گر تو پھر اس آن سے مرینے
 ایم دوسرا کیا چھوڑ دیں ہم کو اکسلا ہم
 سمجھ کر آپ کو دشمن اکسلا۔ حملہ آور ہوں
 بچا کر جان اپنی ہم تو میدان سے چلے جائیں
 خدا شاہد ابھی ہم سرفروشنوں میں وہ ہمت ہی
 ابھی ہم نیزہ و تلوار اپنے پاس رکھتے ہیں
 نہ ہوں ہتھیار میدانِ دغا میں پاس گر اپنے
 کریں زخمی عدد و کوخشت باری سنگ باری کر
 دلائے آلِ زہرہ عین ایماں عین ملت ہے
 عجب پیور سے ابنِ عو سبھ تقریر کرتے تھے
 ہوا اک جوشِ تازہ آپ کی تقریر سے پیدا

ہمارے ساسے پاس
 چلائیں گے شان و تیغ افواجِ مقابل پر
 نہ ہرگز اک قدم ہٹنے کا پیچھے نام ہم لیں گے
 نگاہیں ہیں ہماری لطیف باری حیرتِ حق پر
 عدد کو مار کر راہِ خدا میں شان سے مرینے
 کریں دینائے اربابِ دنیا میں خود کو بروہم
 ہماری بزدلی کے تذکرے دنیا میں گھر گھروں
 اکسلی جان پر سرکار کی دشمن ستم ڈھائیں
 ہمارے جوش پر موقوف دشمن کی نہریت ہی
 ابھی خود داری و غیرت کا ہم احسان رکھتے ہیں
 دکھائیں لشکرِ امرا کو ہم یوں ہنرا اپنے
 کسی صورت نہ جیتے جی لیں میدانِ داری ہی
 رہیں سرکار شاہد ہم کو ارمانِ شہادت ہے
 نکل کر بوخندے سے فقرے قلب کو تسخیر کرتے تھے
 صدائے مرحبا کھتی خنجر و شمشیر سے پیدا

کہا مرنے کو ہم حاضر ہیں اے محنتِ دل حیار

عادی سرورِ دیں سے جبرائیلؑ فرمایا ہر اک خادم کو مشتاقِ شہادت بر ملا پایا

چمک کر خود بخود تلو اور تھوچی ہر مجاہد کی

شجاعت نے زبانِ تیغ چوٹی ہر مجاہد کی

حضرت زینبؓ کا اضطراب

رفیقانِ سفر سے ہو کے رخصت سبیلِ پینہر
گردہِ عسرتِ اظہار کو صرت بجا پایا
بود بھی زینبِ محسوم نے سرکار کی صورت
نورِ غم سے چمکی بندھ گئی رورو کے فرمایا
ماؤ تو یہاں کل کیا قیامت آنے والی ہو
سے ماں جائے بھائی کل تباؤ تم کہاں آگے
یا ماں فاطمہؓ نے جب بلکتا مجھ کو چھوڑا تھا
اے گودوں میں آبا جان خوش ہو کر کھلتے تھے
س جاتے تھے باہر گر امیر المؤمنین گھر سے

ہوئے تشریف فرما خیمہ پر لوز کے اندر
پریشاں زینبِ خاتون کو سب سو اپایا
بہے آنکھوں سے آنسو اسیر گوہر بار کی صورت
مرے بھائی مرے سر پر تھا انکس آپکا سایا
ہماری دشمن جاں کیوں یہ فوج لاؤ دہالی ہو
میں پہنچو گی وہاں کس طرح بھائی تم جہاں آگے
مجھے کس چیز کا باز پچھہ سستی میں توڑا تھا
فرشتے فلک سے آ کر مرا چھو لا جھٹلائے تھے
حسن نسکین دیتے تھے مجھے آ آ کے باہر سے

کبھی بھائی حسن گر پیار سے ٹھکڑا کرتے تھے
 مصیبت پائے مجھ پر کل یہ کیسی آنے والی ہو
 مرے نانا کے روضہ پرستے سے جلتے تھے
 علی وفا ظمہ کی طرح مجھ کو پالنے والے
 نہ میرا کوئی مونس ہی نہ میرا کوئی والی ہو
 ہوں گے تم کو کیا گیا ہائے گزریگی اے دل پر
 مرے سر پر دوزیر غم میں چاوردانے والے
 نہ دکھلائے خدا تجھ کو کبھی یہ خوشحالی نظر
 میں مذہ رہے کوئی ہائے غربت میں بھلا کیوں کر
 بیٹے گا کاروان آل الطہر چند ساعت میں
 بنی زادوں کا قتل عام ہو گا ہائے غربت میں

دکھا ہرگز نہ یہ دن زینب معصوم کو یارب

بچا اشرا سے یا موت سے مظلوم کو یارب

نصیحتِ امامِ عترتِ اہلِ ہار کو

امامِ دوسرا نے بہن کو فرطِ محبت سے
 مری زینب مری لحنیت جگر یہ کیا ہوا تم کو
 کلیجہ سے لگایا اور فرمایا یہ شفقت سے
 نہیں لا تَضْطَوْنَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ يَا كَيْفَ تَمُوتُ كُو
 مصائب پر نہ ہونا چاہیے قابو سب یوں باہر
 ہو تاب دم زدن کس کو رضا حق تعالیٰ میں
 ہوتی جانو بجز ذاتِ الہی ہے جہاں فانی
 یعنی جانو بجز ذاتِ الہی ہے جہاں فانی

ایش کسے حاصل ہو اس دارِ فنا میں حقِ آرائش
 تم چشم و چہرے خاندانِ فاطمہ زہرہ
 تین جہاں میں سے افضل فاطمہ بی بی تھیں
 لی شیرِ خدا و اللہ ہمارے سے بہتر تھے
 را سو چو تو ناما جان کی کیا شان شوکت تھی
 سن سانیکے احسن تھا کوئی انسان دنیا میں
 ری زینب تا وہیں کہانت صورتیں ساری
 نزارا قلب کو مضبوط رکھنا صبر سے رہنا
 نہ ہرگز قتل پر میرے ذرا لڑھکری کرنا
 کبھی اصلانہ سینہ کو بی و جامہ دری کرنا

خدارا صبر اے ریح روانِ خاندانِ کرنا

و فور غم میں شکر خانی کون و مکاں کرنا

تذکرہ شکر

سنتی دے کے مستورات و الاذات کو سرد
 حجابِ خیمہ سے بادلِ شکستہ آگے باہر
 بلایا ہاشمی جنگ از مودہ لوجوالان کو
 رموزِ جنگ سمجھائے دلاور پہلو اولوں کو

سیادت میتہ کی دی زہیر پاک دطاہر کو
 عطا کی حضرت عباسؓ کو بانوکت و بانر
 پیادوں اور سواروں کی صفیں باہر کر دیں
 طن پوں کو کیا جنموں کی باہم وصل میاں میں
 بجلت ہو چکی جو وقت یہ تکمیل و تیاری
 سواران شہید کر بلا بتیس ۳۳ غازی تھے
 سو اس فوج کے تعداد اہلبیت نل کیے
 راہر یہ مختصر مظلوم جانباڑوں کا لشکر تھا
 کیا تھا عمر ابن سعد نے یہ نظم لشکر کا
 بنایا سہیزہ کا عمر بن حجاج کو افسر
 تھا عزرہ ابن قیس انجسی قائد سواروں کا
 مدینہ والوں کا سردار عبداللہ ازدی تھا
 تھا مزحج کا قبیلہ عبدالرحمن کی قیادت میں
 غلام عمر ابن سعد جو ایک سنوخ دیدہ تھا
 فدائی افسران جنگ کے صد ہا سپاہی تھے

قیادت میسرہ کی دی حبیب ابن مظاہر کو
 سپہ سالاری لشکر علمبردار نئی لشکر
 قطار میں جنموں کی نزدیک سی نزدیک تر کریں
 علیہ خنقیں کھو دی گئیں سطح ہیا باں میں
 ہوئیں آتش بداماں دم کے دم میں قیساری
 پیادوں میں فقط چالیس کوئی و حجازی تھے
 بالفاظ دگر اللہ بس باقی ہو س کہیے
 ادھر حد نظر تک فوج دشمن کا سمندر تھا
 جدا تھا ہر سالہ ہر قبیلہ ایک افسر کا
 امیر میسرہ تھا شمر ذی الجوشن حفا پر در
 تھا امر شیت یر بوعی پیادے پہر و داروں کا
 سپاہ قیس بن اشث میں ہر کندی سبی تھا
 یثیمی اور سہانی تھے سب ححر کی قیادت میں
 علمبردار تھا لشکر کا نام اس کا دیدہ تھا
 تھے جتنے سب کے سب بائل بہ ذوق خیر خواہی تھے

شب عاشورہ

شب عاشورہ درشت کر بلا کا تھا عجب منظر
 لب نہر فرات افواج کو ذہ خیر انگن بھین
 مقابل تھا صفت اسلام سے اشتراک لشکر
 ادھر تھی شام سے تا صبح لڑ قہر کی بارش
 ادھر جیموں پر عمت عرش اعظم کی برستی تھی
 چراغ و شبت امین تھا ادھر مہر اکا ہر ذرہ
 ادھر کیف شہادت کی تھی مہر سنی و سر جوئی
 بلند اس سمت تھا جیموں میں شور و ندا کبر کا
 ادھر ذوق رکوع و سجدہ و شور و لڑا فل تھا
 ادھر تقاضے و تسبیح و تلاوت اور عبادت تھی
 ادھر دہل سجدت ہونے کو در پردہ بہانے تھے
 فضائل میں ادھر تھی گونج آیات الہی کی
 امام شہید کام اس سمت مصروف عبادت تھے
 یہاں تھے خیمہ زن دوست میں دو مختلف لشکر
 چٹانیں خشک ابن ساقی کو شکر اسکن بھین
 ادھر تھا لڑ کا لشکر ادھر تھا نار کا لشکر
 ادھر تھی شامیوں پر ظلمت شب صرف آرایش
 پر ستار این دوزخ کی ادھر آبا دستی تھی
 ادھر دیتا تھا شیطان ناریوں کو جنگ کا بہرہ
 ادھر تھی شامیوں میں بادہ آشامی و حو لوشی
 ادھر ہنگامہ حشر آفرین غوغا تھا لشکر کا
 ادھر بدستوں کی بنید تھی ہر شخص غافل تھا
 ادھر سر پر اجل آنکھوں میں تقویٰ نہر میت تھی
 ادھر رقص آشا چنگ و دت و نئے کے ترانے تھے
 ادھر تھی روح لڑناں خوب جاں جو ہر سپاہی کی
 ادھر سب افسران جنگ صرف استراحت تھے

اُدہر ہر لحظہ ارمانِ شہادت میں سزائی تھی
 اُدہر جویشِ جہادِ حریت تھا ہر نفسِ تازہ
 اُدہر تھا بے نیازِ اسلحہ و آلاتِ ہر غازی
 اُدہر تسلیمِ دھبہ و شکر سے معمور ہر سینہ
 اُدہر تھا سلسلہِ ورد و وظائف کا ابھی جاری
 اُدہر مسروق نے بڑھ کر اذال دی زور کر تھکے
 تیمم کر کے خمیوں سے اُدہر غازی نکل آئے
 تیار رہ چھپتے جاتے تھے فلک کے جیبِ داماں میں
 ہوئے فارغِ نیازِ باجماعت سے شہدِ والا
 بجا نقارہ طبلِ جنگ کی ہر جامدرا گونجی
 بزن بگرفت کی آوازِ پیہم کان میں آئی
 سپاہِ عمر بن حجاج و فوجِ شمر ذی الجوشن
 سواروں کے رسالے پایادہ فوج کے دستے
 بڑھے میدان کی جانب شہادتِ عروہ کی دینا
 صفیں آراستہ جہتِ گئیں افواجِ شامی کی

اُدہر ساعتِ بیاعتِ نورِ حسین سی سی
 اُدہر تھا منتشر سر جو شئی شکر کا شیرازہ
 اُدہر تھا مشقِ خنجرِ آزمائی نچپہ بازی
 اُدہر موجود و دور گذر و بختِ چار آئینہ
 اُدہر ہونے لگی لشکر کشی کی خاص تیاری
 اُدہر شعلے نفاق و دشمنی کی آگ کے بھڑکے
 اُدہر میدان میں دستے فرج کے مثلِ اہل آئے
 طلوعِ صبح کے آثار ظاہر تھے سیاہاں میں
 گلیمِ شب کو سورج نے نکل کر چاک کر ڈالا
 ہوائے جنگ نے امن و اماں کی لورٹ لی پونجی
 سواریِ عمر ابن سعد کی میدان میں آئی
 ہوئی دہنی طرفتِ بائیں طرفت آ کر قیام انگن
 پناہ و امن کے روکے ہوئے ہر سمت سہرستے
 جنوں جنگ ظاہر تھیں سو تھا جویشِ حریت میں
 ہوئیں تلواریں عیاں سرِ فزوشانِ گرامی کی

میں ہونے لگیں نہریں نئی خون شہیداں میں
ہر با بر پا قیامت کر بلا کے ہر بیباں میں

بریر بن خبیر و عمر ابن سعد کی ملاقات

بریر بن خبیر پار سا مرد خدا آگاہ
بامیانے امام پاک لشکر سے جدا ہو کر
سلام اصلا نے ابن سعد کو حضرت نے فرمایا
عمر نے رخ بدل کر ترک سنت کا سبب چھا
تجھے اسلام سے کیا کام نہ رہب سو علاقہ کیا
فرائت اک عام دریا اک رواں پانی کا چشمہ ہو
مگر تو نے خلاف ملت حق آل اہل سر پر
کوئی انسان کسی انسان پہ ایسا ظلم کرتا ہے
مسلمان خود کو تو کس معنی سے لے ظالم سمجھتا ہے
کہا مشرا کے ابن سعد نے اے عابد و زاہد
تہرا دل بار نفرت نفس پر میں اپنے کرتا ہوں

بزرگ ملت و شیعہ افرز مذ رسول اللہ
لے میداں میں ابن سعد سے بدلے ہوئے تیور
خلاف اسلام کے یہ فعل سب نے آپکا پایا
بریر آہستہ پڑے اے عدوئے ملت ہمیضا
تجھے ہو دشمنی سبھی پتیر سے سگ و دنیا
ہر اک ذی روح پانی بے تکلف اس کا پتیا ہو
کیا ہو تین دن سے بند پانی اے جفا پرور
ہو غرہ زور و زور کا پھر کھی کز دروس ڈرنا ہو
امام المسلمین سے ابن زہرہ سے لہجھتا ہے
مجھے تیرے کی حکومت کا وہ سودا ہو خدا شاہد
عذاب حشر سے نار سقر سے لاکھ ڈرنا ہوں

مگر ابن زیاد قہر و خفا کا حکم پاتے ہی بنا دیتی ہی لاندہرب محبت مجھ کو دنیا کی
 خلاف حکم عال کچھ میں اصلا کر نہیں سکتا
 انھیں آب و غذا پہنچاؤں ایسا کر نہیں سکتا

حضرت امامؑ کے ارشادات

ایام دوسرا لڑ بنگاہ فاطمہ زہراؑ
 حسین ابن علیؑ شاہ شہیداں سید و اولاد
 ہوئے خیمہ سے ہمراہ دلیران عرب باہر
 کیا ناکہ کو افواج عدو کے سامنے جولاں
 مسلمانوں کہو ہی کون تم میں میرا ہمسایہ
 سپاہ شام پر ہیبت نہ تزیجاہ کی چھپائی
 حقوق عبدیت اللہ کے بندوں کو سمجھائے
 نہیں یہ مدعا جو میں کہوں تم مان لو اس کو
 کہ تبلیغ امور دین حق فرض کفایا ہے
 نہ گرا الزام جو ر و ظلم اپنے سر لیا تم نے
 عطا کے کبریا لطیف بنی کے مستحق تم ہو
 رام دوسرا لڑ بنگاہ فاطمہ زہراؑ
 عمامہ صاحب معراج کا بازو ہے سر پر
 زرہ حمرہ کی پہنی جسم اطہر میں سرینداں
 زریب فوج آ کر فوج سے ارشاد فرمایا
 بلند آواز میں اس زور سے تقریر فرمائی
 پس حمد و ثنا نیت رسول حق بجالائے
 کہا اے فوج والوں میں جو کہتا ہوں سنو اسکو
 مجھے اتمام حجت کیلئے کچھ تم سے کہنا ہے
 اگر منظور احکام خدا کو کر لیا تم نے
 خدا شاہد جزائے اخروی کے مستحق تم ہو

تمہارا دین ہی اسلام امت ہو محمدؐ کی
 مے ناما محمدؐ ہیں مری ماں فاطمہ زہرا
 بتاؤ تو پیر کا نواسہ کیا نہیں ہوں میں
 خدا را سچ کہو میں نے تمہاری کیا خطا کی ہو
 کبھی میں نے کسی کو کر دیا ہو ذبح تم میں سے
 کسی کی سلطنت چھینی کسی کا ملک چھینا ہے
 عزیز دین یہاں لشکر کشی کر کے نہیں آیا
 کسب کا چاہتی ہے سچ کہو کیا خون بہا مجھ پر
 کیا ہو اگر کتاب حرم لے لوگوں اگر میں نے
 مجھے نذر پر دو وقف در مجلس مجھے کر دو
 بلا حرم و خطا کیوں قتل پر تم میرے مائل ہو
 امام پاک کی سختی پر انزہیہ گفتگو ساری
 عجب سکتے کا عالم چھا گیا افواج و لشکر پر
 جواب اصلا کسی کو اس بیباں کا جہنم بن آیا
 بتاؤ سچ نہ کھئے تم نے خط کیا دوستوں مجھ کو

قیامت ہو اگر تم میں نہ الفت ہو محمدؐ کی
 مے بھائی حسن بہن حبیبہ جان میں حیدر کا
 نہ لے ظلم سے بھوکا پیاسا کیا ہنہیں میں
 کبھی سختی کسی پر یا کبھی تم پر جفا کی ہے
 بدی کی ہو کسی کی میں نے شام صبح تم میں سے
 لقریب میں مے دولت کسی کی یا خزانہ ہے
 بلا یا تم نے خط لکھ کر تو منوم دھریں آیا
 نہیں کچھ بھی تو پھر جو رو جفا ہو کیوں رو مجھ پر
 نہ کی ہو خدمت دین بنی گر عمر بھر میں نے
 وگر نہ جانب ارض حرم واپس مجھے کر دو
 زمانہ کیا کہے گام کو کیسے بدخست اکل ہو
 ہوئی ٹھنڈی بیک ایک آتش جو رعد ساری
 مے مہبوط و صرف خامشی بیداد کے خوگر
 تو پھر قیس و حجار و زید سے حضرت نے فرمایا
 بلا یا بھیکر قاصد نہ کیا لے کو فیوں مجھ کو

بے کاذب یہ سب خط بھیجنے سے صاف انکاری
 کہا بے غیرتی سے قیس بن اشعث نے شرمناک
 یہ فقرہ سن کے چہرہ پر شہدیں کے جلال آیا
 نگاہِ غنیض ڈالی قیس پر غصہ سے فرمایا
 گوارا ناسق و فاحسہ کی طاعت کی نہیں جاتی
 مری یہ التجا ہو سبذگان کبر یا سب سے
 نظر آئیں جو سحر پرین حقیقت کھل گئی ساری
 اطاعت کیوں نہیں کرتے عبید اللہ کی سرد
 کینوں کی بد اخلاقی کا رہ رہ کر خیال آیا
 کروں میں لمحہ بے دین کی طاعت اور فرمایا
 اہانت ملت اسلام کی دکھی نہیں جاتی
 انان میں چاہتا ہوں اپنی رب کے آپ کے رب سے

مکمل و عطا اک عنوان محقا رشتہ ہدایت کا

کیا حق آپ نے پورا ادا اتمامِ حجت کا

تفسیر پریمہ ہیر

ذہیر ابن قین نے کیا ہمیز مر کب کو
 مسلمانوں یہ کیا آفت ہو کیا شورش مچائی ہو
 تمہاری مذہبیت سلب تم سے ہو گئی شاید
 اچھی موقع ہو دیکھو سوچ لو باہر گر مل کر
 حسین ابن علیؑ اب بھی ہیں تم سے امن کے طالب
 بزدق سرفروشی بڑھ کے آگے دی مذہب کو
 مسلمان با مسلمان صرف خنجر آزمائی ہے
 خدا کے دین کی عظمت نہیں تم میں ہی شاید
 کہ صلح و امن لے اہل وطن ہو جنگ سے بہتر
 مگر تم پر نسا و کثرت دونوں کا ہو جنوں غالب

نہیں ابن زیاد بدبھاد و خبث طینت سے
 سراط حق رہ نہ رہا ہوا بہکا دیا بے شک
 عبید اللہ عالم پر کر و لعنت پچو اس سے
 کر گیا مثل ہانی و حجر سوا نہیں عامل
 نہ ہیر شیر دل کی سن کے یہ خاطر شکن ہاتھ
 کہاں سے تیر چھوڑا شمر ذی الجوشن نے جھلا کر
 زہیر آگے بڑھے اور شمر سے غصہ میں فرمایا
 تجھے کیا دین سے مطلب ترا دوزخ ٹھکانا ہی
 بڑھی جب بات دونوں سمت کی فخر نکل آئے
 زہیر پاک کو آواز دی شاہ شہیدان نے
 شقی ابن شقی گم کردہ راہ دین و ملت نے
 ہو عقی میں تمہارا گھر مقام ہادیہ بیشک
 فدائی بن کے فرزند ہمیں کے رطو اس سے
 کمالی کار سائے لوگو و خادگیگا نہیں عامل
 سنائیں کو فیوں نے بھی بگا کر خوب صلو اتھیں
 کہا منہ بند کر اے ابن قین اے حفا پر ور
 کہ اے گستاخ تو ہے اک سیگس برض چو پایا
 مال بد سے تیرے باخبر سارا رزنا ناہی
 صفوں میں برہمی پیدا ہوئی لشکر نکل آئے
 بلایا شمر کو اسکے امیر مصلحت داں نے

مقابل فوج کے جب فوج خوں آشام آتی ہو
 زبان کی گتنگو دقت و غائب کام آتی ہو

آغاز جنگ

بڑھایا عمر ابن سعد نے میدان میں گھوڑا
 کہاں سے تیر کو سوئے شہید کر بلا چھوڑا

کہا لوگوں میں اس بات کا شاہد بنانا ہوں
 امیر فوج کو دیکھا جو مصرو بنی سترانی
 کیا انشراح نے خواہان امن و صلح پر حملہ
 یسار و سالم نو عمر فوج شام سے نکلے
 اخصین دیکھا تو انکے دیکھنے والوں نے پہچانا
 اجازت لیکے عبداللہ کلبی آئے میاں میں
 کہا سالم نے کیا نام و نشان ہو خانداں کیا ہو
 یہ بہتر تھا کہ مرنے کو نہ تم لے بد نصیب آتے
 کہا سالم سے عبداللہ نے خاموش بے غیرت
 یسار آگے کوچھٹا لیکے خجرا تھکے میں رن سے
 آدھرتلووار پرتلووار برسانے لگا سالم
 گرین غازی کے دریت چپ کی دو اک انگلیاں نکھر
 اٹھایا ہاتھ جب تلووار سر سے تاکر پہنچی

کہ میں ہی تیر پہلے ابن حنیہ پر چلانا ہوں
 سپاہ شام نے اک بار کردی تیر بارانی
 ہو مظلوم پر ظالم کا سب سے پیشتر حملہ
 کہاڑنے کو کوئی لشکر اسلام سے نکلے
 کہ ہیں دونوں علما ان زیاد و ابن مرجانا
 نضائے آسماں کی بجلیاں کو نذیرین یا باں ہیں
 نہیں کیا تم میں کوئی باد جاہت نو خواں کیا ہو
 سر میداں نہ پیر آتے، پر پرتے، جب آتے آتے
 علماوں پر اٹھانا ہاتھ ہو انشراح کی ذلت
 مگر اک وار میں غازی کے سر کٹ کر گراتن سے
 بچا کر اٹھکھ دار اک ہاتھ پر کر ہی گیا ظالم
 مگر حملہ مجاہد نے کیا سالم پہ وہ ڈٹ کر
 ہوانی انار سالم روح ناری تا مقرر پہنچی

سپاہ یمینہ نے حکم ابن سعد سے بڑھ کر
 کیا تیغ دشمنوں سے حملہ عبداللہ کلبی پر

امم وہب کا جوشِ جہاد

بزوقِ جنگِ امم وہب عبد اللہ کی بی بی
 عجب جوشِ جہادِ حقِ عجب شوقِ شہادتِ جفا
 کہا شوہر نے واپس جاؤ ایسا نئے باغرت
 شہدائے نبی نے بھی امم وہب کو شفقت سے کھجایا
 پڑا جوشِ شجاعتِ قلبِ عبد اللہِ فاری میں
 بہت سے کوفیوں کو شامیوں کو جانِ مارا
 میر میراں چلی آئیں مرد کو اپنے شوہر کی
 کہ مستوراۃ کو بھی عرصہ پیکارِ حریت تھا
 ہو میرے سامنے جنگِ آزما تم ہی مری ذلت
 سنا یا حکمِ فراسِ جنگ کے میدان کو طمایا
 رہا مصروف یہ جاننا زہیم بڑک تازی ہیں
 پھرے منہ دشمنوں کے جنگِ شانِ سوارا

رضائے حق میں کھا کر زخمِ رہ کر صابر و شاکر

سہیبِ رنی سبیل اللہ عبد اللہ ہوئے آخرا

آثارِ دعائے امام

سہوڑا اس جنگِ منلو بہ کا تھا کچھ سلسلہ جاری
 نہا لوگوں کہیں تم میں حسینؑ ابن علیؑ بھی ہیں
 جو اب اصلاہ اس ہرزہ سمرانی کا ملا اس کو
 صوفِ مسلم میں آیا ابن جوزہ مردِ ناری
 حصارِ نار کے قیدی جہاں کے مدعی بھی ہیں
 رہا مسلم کے اخلاقِ دمروت کا گلا اس کو

سمجھ کر ابن جوزہ کو کسی غازی نے دیوانا
 بیناری خدمت والا میں آ کر بر ملا بولا
 ہوئے سرکار محزونوں کی دُعا لے حضرت باری
 یکایک آگ کا شعلہ اٹھا ریگ بیاباں سے
 رکاب اکسیر کی ٹوٹی رکاب اکسیر میں لٹھی
 دلتی جھاڑ کر بھاگا جو گھوڑا وسط لشکر سے
 دُعا لے پراثر میں کس قدر رنگ اثر صہم تھا
 رفیق ابن جوزہ حضری سرفق بن دایل
 بغیر جنگ بھاگا گا کہہ کے یہ سرفق میدان کو
 دکھا دی شان تسلیم و رضا پھنک کر بلاوں میں

کہا وہ سامنے ہیں سرور دیں اُس طرٹ جانا
 خدا نے زندگی میں تپتہ ہو دوزخ کا در کھولا
 لوازہ کو ترے محبوب کے کہتا ہے یہ بیناری
 فرس بھڑکا گرا رکب نزلے ساز و سماں سے
 زمیں پر سہرتھا لیکن ساق پا رکب سے بھٹی ادبچی
 جدا تھا سر سے بھیجا سر جدا تھا جسم خود سر سے
 کہ ناری دم زدن میں کندہ نادر جہنم تھا
 ہوا ایسا دُعا کے سرور ذیجاہ کا قایل
 نہیں لڑنا مناسب خاندان شاہ مردان کو
 اجابت کا اثر تھا آئینہ ورنہ دُعاؤں میں

حضرت بربر کی شہادت

یزید ابن معقل چیخا لکار تا آ یا
 یزید آپے سے باہر تھا کہا کبر و رعوت سے
 بربر نیک دل بچے خدا کا لاکھ احساں ہے
 بربر ابن حنظلہ القسری کو بلوایا
 بربر احوال اپنا تو نے دیکھا چشم عبرت سے
 ہمارا حال اچھا لے عدوئے دین وایاں ہے

یزید نشہ و خویلا کہ لڑکا ذب ہے جھوٹا
 یہ کہہ کر کھینچ لی تلوار غازی کی طرف جھپٹا
 بجائے تیغ کے نیزہ لیا ابن مقل نے
 کہا اللہ اکبر تیغ چھوڑی سر پہ نوذی کے
 رضی فرزند منافذ نے کیا پہلو سے وار کر
 ارادہ تھا کہ خنجر سے رضی کا چہرہ دین سینہ
 کیا پشت پر پر پاک دل پر وار نیزہ کا
 پیر براد ٹھٹھنے نہ پائے تھے کہ فوراً کتب نے بڑھ کر
 رہی قائم نہ یہ زور آزمائی چن ساعت بھی
 ملامت کتب پر کی کتب کی بی بی نے جہلا کر
 کہیں مغلوب پنے آپ کو غالب بتاتا ہے
 مگر اس کو بھی غازی نے بہت ڈانٹا بہت پٹپٹا
 بریر پاک بھی خنجر کھنکھانے لگے چلنے
 کہے اک دار میں سر ادر خود سر کے دد مکر سے
 مگر غازی نے دے مارا زمین پر اسکو کتر کر
 کہ آ کر کتب بن جا بر نے پیچھے سو لہد کینہ
 غضب تھا جان تاں زخم جگر انگار نیزہ کا
 چلایا تیز دستی سو گلوئے ناز پر خنجر
 تھے وصل بہ حق آخر بریر پاک طینت بھی
 کہا میں عمر بھر تجھ سے ناب بولونگی غازی نگر

کیا نہ ہو کہ سے تو نے قتل اک غازی مجاہد کو

کہاں اب پائیں گے ہم ایسے غالبیے زاہد کو

شہادت عمر بن قریظہ

عمر بن قریظہ انصاری صحیفہ اسلام کو بڑھ کر گئے خنجر کھنکھانے دین دولت پر

بہت بے دین ملے نیزہ و شمشیر کی زد سے
 برادر ابن قریظہ کا جو تھا اسرار میں شامل
 کیا نافع مرادنی نے ادسے تلوار سے زخمی
 اڑٹھا کر لیگئے مجردح کو فی الفور میدان سے
 شہید آخر ہوئے خود بھی عدو کے تیر کی زد سے
 بڑھا لڑنے کو اہلیت سے باجذبہ کارل
 مگر ہراہیوں نے اسکے آگے بڑھکے یوزن کی
 بسر کرنا تھی کچھ دن زندگی اندوہ درماں سے

مکالمہ حر اور ابن سعد

کھڑا تھا قلب میں لشکر کے ابن سعد گھبرا یا
 پریشانی میں ابن سعد بولا حر سے اے بھائی
 خدا جانے مسلمانوں کی قوت کیسی قوت ہے
 ہماری فوج بہت باختر لڑنے سے عاری ہے
 آدھر کے چند اس جانب کے صد ہا مرچکے فوجی
 بلاتا ہوں میں جس سردار کو وہ جی چراتا ہے
 بس اے حر دلدار آج تم کچھ کام کر جاؤ
 کہا حر نے کہ ابن سعد دنیا تجھ پہ غالب ہے
 مسلمان ہو کے تو بہ ہم لڑیں سبیط پیہر سے
 سوار اک سمت سے گھوڑے پہ حر آن بیزیا
 ہی بزدل فوج کے باعث ہماری کسی سوانی
 آدھر زور ید اللہی آدھر پیہم نہریت ہے
 ہر اک شہ زور سلم با یقین سو سو پہ بھاری ہے
 شروع جنگ سے ہی پست بہت سارے لشکر کی
 غزن یہ ہے کہ لڑنے سے ہر کٹا من بچاتا ہے
 نہریت لشکر اسلام کو دور نام کر جاؤ
 تجھے تے کی حکومت چاہیے تو تو کا طالب ہے
 ہی بہتر یہ کہ سر خود کارٹا لیں شمشیر و خنجر سے

ہمارے ہاتھ شل ہو جائیں کاش اس دوز سے پہلے
 حسین ابن علیؑ کی کونسی درخو است بیجا ہے
 لڑیں ہم اپنے سلطان جہاں از دوز سے پہلے
 اماں دینے میں اذکو سلطنت کا کیا گڑتا ہوی
 بیانِ حر پہ ابنِ سعد بولا آہ کیا کہینے
 کسی سے فقہ جو یہ عبید اللہ کیا کہینے

وہ ظالم فیصلہ کی بات سنتا ہی نہیں کوئی
 نہیں نزدیک اسکے وقتِ احکام دین کوئی

خدمتِ امام میں

سنا جب حرنے یہ آہستہ آہستہ بڑھے لگے
 ابھی تک فوج کو دھوکہ تھا یہ لڑنے کو جاتے ہیں
 عقب میں آپ کے کچھ فوج کے جاسوس بھی لگے
 کہا اک شخص نے تیر نظر کچھ اور آتے ہیں
 کبھی دیکھا نہ ہم نے آپکا میداں میں یہ عالم
 پریشانی کا ہی اظہار کیوں افسردہ دل کیوں ہو
 لرزتا ہی بدن کیوں کیا تردد کیا لنگر ہو
 قدم کو تو لٹا ہوں آج میزانِ عدالت میں
 کہا حرنے نہیں لرزاں ہوئیں ہن حاصلت میں
 ہو میرے سامنے ذراں حاکم حکم ملت بھی
 مری زیر قدم اس وقت ہیں دوزخ بھی جہنم بھی
 براہِ راست منزل میں نے پالی آج عقبی کی
 نہیں پروا مجھے دنیا کی اور احکامِ دنیا کی

یکا یک تیز گھوڑا کر دیا حُبر دلاور نے
 ادب سے حُر رام دومرا کے سامنے آئے
 گزارش کی کہ اے سبطِ پیغمبرِ ہادی کا ریل
 یہ نکتہ دیدہ و دانستہ میں نے ہی اٹھائے ہیں
 میں ہی نصیحت کوشی پہ نام ہوں لہنچیاؤں
 رام پاک نے حر کو دعا میں تسی دی
 نصید آدابِ حر نے عرض کی اے قبلہ عالم
 اجازت ہو مجھے میدان میں جا کر جنگ کرنے کی
 باخلاق تو افح حر سے حضرت نے یہ فرمایا
 کہا ہر لمحہ اے سرکارِ مجھ پر زلیت بھاری ہے
 مبارکبادی سبخت رسادِ ج مقدر نے
 خطا ہائے گزشتہ پر ہوئے مجھ کو شرانے
 ہیں کیا کچھ لے جرائم میرے سارے عفو کے قابل
 مے باعث ہی دشتِ کربلا میں آ پائے ہیں
 خطا بخشی کا طالب مرثون بخشش کا خواہاں ہوں
 کہا تو بہ خدا معقول فرماتا ہے بندوں کی
 لایذ عفو سنکر ہے یہ میرا عزم مستحکم
 جوانانِ سپاہِ شام کو چورنگ کرنے کی
 اُسے اذن و غا ہو جو لطور یہاں آیا
 شہادت کیلئے بتیاب ذوقِ جان شاری ہے

خدا جس کا بنے ہادی ہر ایت اُسکو ملتی ہے

خدا جس کو سعادت لے سے سعادت اُسکو ملتی ہے

حُر عرصہ گاہِ جنگ میں

اجازت لے کے حُر میدان میں شیرازہ دار آیا
 سپاہِ کوفہ سے لڑنے کو کوئی شہسوار آیا

سچا سرت حرکی پہچانی ہوئی تھی دیکھی جالی تھی
 کوئی سروا تنہا حشر سے لڑنے پہ نہ تھا مائل
 پیام مرگ اس کے ہاتھ میں تیغ ہلالی تھی
 سپہ سالار نے لیٹار پر سب کو کیا مائل
 جو آیا زد پہ لپکے بارِ خنجر سے ہوا ریزہ
 کبھی برپھی مخالف کو اہل کی طرح تکتی تھی
 رادہ کشتہ ہوا کوئی اُدھر کوئی گرا کٹ کر
 نہ آئی کام دشمن کی سبکدستی و چالاک
 ہوانی النار لیکن دم زدن میں سر کے خنجر سے
 پیڑہ ابن ابی سفیاء بڑھا اعدائے لشکر سے

مزا حم بن حریت آیا اٹھائے ہاتھ میں جھنڈا
 مگر نافع اٹھالی نے کیا اس کو وہیں ٹھنڈا

عربین حجاج کی رجز خوانی

پکارا عربین حجاج نے اے لشکر شامی
 مہنتیں اے کوئیوں اے شامیوں کی کا ڈہری
 میرے میدان غلط ہے جوشِ یاسن خوفِ ناکامی
 مقال میں مہنتاے کیا کوئی شیروں کا لشکر ہے
 وہ ہیں بے ساز و سامان ہوتی ہمارے پاس ماں بھی
 تو اک لک کنگری سے خاک میں نگو چھپاؤ تم
 وہ ہیں نغزاد میں اس جہ کم گردل کو چاہو تم

مسلمان ہیں امیر شام کی طاعت سے انکاری
 مخالف جو خلافت کا ہے اس کا قتل واجب ہے
 نہ ان میں ہیں جو اب باقی نہ ان میں جوش نیکوں
 تساہل کیوں ہے دشمن کا مٹا دینا مناسب ہے
 مٹا دو خلق سے نام و نشان اولادِ حیاتِ رکا
 نبوت کی حرم کے جہانوں کو سزا دیدو
 بڑھو لے شہسواروں تو انوں کو سزا دیدو

جوابِ امام

کہا حضرت نے سن کر عمر بن حجاج کا خطبہ
 مجھے کہتا ہے تو باغی مجھے بے دین بتاتا ہے
 کہ لے بیگانہ دین ناسلمان مردِ کمِ رتبہ
 خدا نا آشنا ایماں کو میرے آزاتا ہے
 امارت سے ہے اسکی ملت برحق کو اندیشہ
 امیر شام تو کہتا ہے جسکو لے جفا پیشہ
 وہ ہے بے دین نادانف ہے احکامِ شریعت سے
 نہیں اسکو غرض اصلا وقار دین و ملت سے

بخیمہ ہامی اہل بیت پر پوش

امام پاک کو جب عمر بن حجاج نے دیکھا
 سواروں کو اشارہ کر دیا ظالم نے حملے کا
 لا فوراً سامنے سے دوسری جانب کو رخ پلٹا
 کیا رخ لشکرِ خو سوار نے فی الفور خمیے کا

مسلم ابن عوسجہ کی شہادت

ادھر سے مسلم ابن عوسجہ نے یا علی کہہ کر
یہ مسلم خیمہ ہائے آل اظہر کے محافظ تھے
دیم پیکار لیکن مرد میدان شیر غزاں تھے
ادھر سے پانچ سو افراد کی یورش تھی خیمہ پر
عجب دم خم سے کسی تیغ انگنی مرد لاور نے
جدہر فخر چلاتے تھے ادھر سر کٹے گرتے تھے
عباس شہ زدری مسلم کے میلہ میں لائے بوہر
ادھر بھاگے نہریت خوردہ غارت گئے ڈہب سے
زمیں پر پشت زین و آپ جب ہو کر جدا آئے
تھے مسلم جاں بلب بید ہونہ زخموں سے جاری تھا
حبیب ابن مظاہر بھی قریب شاہ دیں پہونچے
کہا حضرت نے رہنا ہے حبیب باصفا شاہد
رکھا ابن مظاہر نے سیر مسلم کو زالوں پر

دیا گھوڑے کو کاوا اور سمجھلا ہاتھ میں فخر
رام مسجد کو ذرتھے خوش تقریر داعظ تھے
عجب ذی حوصلہ تھے قوت بازو یہ ازاں تھے
ادھر تنہا تھے یہ جنگ آزما حق کے بھڑوسہ پر
کہ چھوڑا جنگ سے بچی ڈر کے مائے فوج خود ستر
کبھی گردن سے سر اکب کبھی مرکب گرتے تھے
بیکابک عمر بن جاج کا سپا ہوا لشکر
ادھر مسلم گئے کمزور ہو کر پشت مرکب سے
سر بالین سلم خود رام دوسرا آئے
بدن سب صورت غزاں تھا ہر زخم کاری تھا
زیارت کو شہید ملت حق کے فریں پہونچے
جناں کی ان کو دیتا ہے خبر یہ بندہ واحد
بشارت خلد کی دی آپ کو بجانب سرور

سناجنت کا مشرودہ آنکھ کھولی ہنسکے مسلم نے
 اشاروں میں کہا از خود حبیب بن مظاہر
 امام دوسرا کا حق جہاں تک ہو ادا کرنا
 سپاہِ شام سے لڑ کر خدا کی راہ میں مرنا
 یہ کہہ کر ہو گئے تشنہ دہن و اصل سخی مسلم
 غرض صبر و سکون کا دے گئے مسکو سبق مسلم

شہادت پائی آخر سر زدیش دین و ملت نے
 نوید مغفرت مسلم کو دی جو رانِ جنت نے

پہلا حملہ شمر ذی الجوشن کا خیمہ البیت پر

بن حجاج کا میدان سے جب سپاہ ہوا لشکر
 سپاہِ خاص کو اپنی دیا یہ حکم بر جستہ
 ادھر سے بھی مجاہد نیمچہ بر کف بڑھے آگے
 سوارانِ مجاہد گر چہ اب تینیس^{۳۲} سے کم تھے
 یہ ڈٹ کر جس طرف کرتے تھے حملہ فوج دشمن پر
 بڑھا خود میسرہ سے شمر ذی الجوشن جفا پر دور
 کرے حملہ امام پاک پر تل کے ہر دستہ
 جواب ایسا دیا مٹھ توڑ دشمن خون سے بھاگے
 مگر افواج بزدل کی نظر میں شکل ضعیف تھے
 مقابل میں نہ پڑتا تھا کوئی دستہ کوئی لشکر

کدو کا دوش بہت کی شمر نے لیکن نہ کام آئی

مال کار پیچھے کو الٹ کر فوج شام آئی

دوسرا حملہ خمیمہ اطہر پر

جو دیکھا عرزہ ابن قیس نے افواج کا نقشہ
سواروں میں ہو پیدا برہمی ٹہنیے بدول میں
پیادے اور تیر انداز فوراً بھیجے آگے
دیبا یہ حکم ابن سعد نے شدت رہی کو
کیا انکار لیکن جنگ سے ابن ربیع نے
حصین ابن نمیر تنہا جو حاکم کے ایما سے
کماں بردوش تیر انداز یہ آگے کو بڑھائے
ہلاک اکثر ہوئے گھوڑے جو انان جازی کے
اسی حملہ میں گھوڑا حضرت حرکام بھی کام آیا
مخافہ خمیمہ ہائے پاک کے جو چار غازی تھے
رطانی میں اگر چہ کھٹی بہت تیزی بہت سختی

سیر میداں سپہ سالار سے کہلا کے یہ بھیجا
ہزاروں ان میں خمی ہیں ہزاروں ان میں گھائل ہیں
سپاہ تازہ دم سے فتنہ خواہیدہ تاجا گے
کہ وہ فی الفور تیر انداز لے کر حملہ آور ہو
گوارہ تیر بارانی نہ کی اسفاک کے جی نے
پیادے پانچ سو نادک ننگن لے کر بڑھا آگے
بہت نزدیک سے پیچھ انھوں نے تیر برسائے
مگر دم خم ہے قائم وہی ہر ایک غازی کے
گردہ اشقیاتا سرحد فوجِ امام آیا
نہایت شدت سے ماہل صدر ترک تازی تھے
نہ کھٹی جرات عدد کو تاحد خمیمہ پہنچنے کی

رہا یہ جو رو استبراد بھی ناکام دشمن کا
ہوایہ خونچکاں حملہ شکست انجام دشمن کا

تیسرا حملہ ابن سعد کا خیمہ اطہر پر

ہوئی جب سہی تیر اندازی و ناوک زنی ہل
 کہا اے فوج و الو تم اگر لڑنے سے عاری ہو
 ہوئی آتش فشاںی پر سپاہ ناریاں مال
 ایام پاک نے نا دیدنی یہ رنگ جب دیکھا
 کہا اے عمر اے بزدل یہ کیا ہنگامہ و شر ہو
 نہیں تجھ میں وہ فطری جوش جو ہونا ہوا انسانیں
 سپاہ شام میں لڑنے کی تہمت گر نہیں باقی
 تو پھر کس منہ سے لڑنے کے لئے میدان میں آیا
 ہزاروں مل کے چند افراد سے تم لڑ نہیں سکتے
 ہو اٹھا موش ابن سعد فرط شرم و غیرت سے
 تو ابن سعد نے کی اور اک تذبیر لاصل
 ہی بہتر دور سے خیموں پہ فوراً شعلہ باری ہو
 مگر ان دو زخموں کے موئے اصلانہ ٹھنڈا
 پس خیمہ جو شعلہ ہائے جنگ جب دیکھا
 ہو مردوں کو گریزاں عورتوں پر حملہ آور ہو
 شجاعان عرب کی ناک کھو اتا ہے میدانیں
 تجھے احساس خود داری و غیرت گر نہیں باقی
 سپہ سالار اے بزدل تجھے کس نے بنایا جو
 قدم مردوں کی جانب کیوں تھا ہے پڑ نہیں سکتے
 جواب اصلانہ بن آیا کوئی پاس ندامت سے

چوتھا حملہ شمر کا خیمہ اطہر پر

مگر شمر نہیں ہرگز شرارت سے نہ باز آیا
 شمر برکت قریب خیمہ شاہ حجاز آیا

نشانِ اہلبیتِ پاک دُنیا سے مُداوں گا
 رہا قایم مگر اپنی ہی صند پر شمر ذی الجوشن
 مگر شمر نہیں آتشِ فتنائی سے نہ باز آیا
 بڑھے خیمہ کی جانب ردکنے ان سخت جانوں کو
 مٹایا بے شمار امترار کو دم بھر میں سستی سے
 ہوائی انار تیجِ ابنِ قین کا فرہ چکھ کر
 کہتا تھا ظالم نے خیمہ کو جلادوں کا
 امامِ پاک نے اس کی طرف پھیلائے روشن
 حمید و شیرتِ سردار ان کو ذلے بھی سمجھایا
 زہیر ابنِ قین سا حق لے کر دس جواؤں کو
 کیا حملہ سپاہِ شمر پر اس تیز دستی سے
 ابو عرۃ۔ حنیالی شمر کی افواج کا افسر

نہرِ بیتِ خورده شمر بے حیا میدان سے بھاگا

یہ شیطانِ مجسم سایہِ رحمان سے بھاگا

ابتداء جنگ کا پیام اور نماز جمعہ کا اہتمام

سحر سے تھا ابھی تک سلسلہ جاری لڑائی کا
 سپاہِ شام میں بے حد دہے پایاں سپاہی تھی
 کئی دس بسیں کے مرنے والے ان میں کچھ نہ اتنی تھی
 مگر ہمر اہلیانِ شاہِ والا کی شہادت سے
 نتیجہ تھا ابھی مستور خنجرِ آزمائی کا
 اجل کے ہاتھ میں تھی تابعِ احکام شاہی تھی
 جو مرجاتا تھا اسکی لاش تک پانی نہ جاتی تھی
 تھا لشکر دم پدم ہمدوش کمزور مٹیِ قلت سے
 نماز ظہر پڑھنے کا نشہ دین کو خیال آیا
 اسی دوران میں دن ڈھل گیا وقتِ نہ وال آیا

ادب سے پھر شامہ صاندی نے یہ گزارش کی
 نہ ہے جوش اوائے فرض و شوق اتباع حق
 نماز باجماعت ہو ادا میرا میں خواہ پر
 نہ تھا خوفِ عدو و خوفِ ہلاکت قلب پر مطلق
 شامہ نے کہا سرکارِ مصروفِ عبادت ہوں
 قداکارانِ ملت ہم گھبرانِ جماعت ہوں

یہ تو وقتِ قضا فرضِ خدا ہرگز قضا شاہا

ادا ہو فرض بھی وقتِ شہادت بہ ادا شاہا

شہادتِ حبیبِ ابنِ مطاہر

شامہ کو دُعا کے کرشمہ والا نے فرمایا
 کہو شکر لیں سے وہ بھی ہم آہنگ تھے جائے
 نمازِ جمعہ کا پیغام جب اشرار کو پہنچا
 نمازِ اصلا نہ یہ مقبول ہوگی حضرت حق میں
 حبیبِ ابنِ مطاہر نے ساجو فتیہ یہ فقرہ
 غلط ہے اے ساگ دنیا یہ تیرا طعنہ بجا
 نمازِ دشمنانِ دین تو ہو مقبول اے غافل
 حصین ابنِ یزید اس بات سے طعنہ میں جھلبایا
 صحابِ رحمتِ حق کا رتے سر پر رہے سایا
 برائے چند ساعتِ انقائے جگائے جائے
 حصین ابنِ یزید بہ فضائلِ طنز سے پولا
 کہ شامل ہی نہیں ہیں یہ نمازی ملتِ حق میں
 حصین کفر باطن سے کہا عضو میں برجستہ
 سلیقہ بات کرنے کا تجھے اب تک نہیں آیا
 نمازِ سبیط نہ پھرہ کہ قبولیت ہو حاصل
 اٹھایا نیزہ کھینچا تیغ کو گھوڑے کو دوڑایا

بن مظاہر نے بھی کھینچا چونچکاں خنجر
 ہوا گھوڑا الفت ناگھیں کہیں سر پر پڑا خنجر
 سر اسب حصین میں تیغ تھی پوہست غازی کی
 سپاہ شام نے یلغار کر دی دنقائل کر
 حبیب اللہ الابرکہ کے سنے فریح شام آؤ
 بدیل ابن صرم جنگ جو آیا مقابل میں
 سنبھلنے بھی نہ پایا تھا سر میدان یہ ناری
 عقب سے اک تھمی تیغ زن نے کر دیا حملا
 لپٹ کر ہاتھ نارا تیغ کا پشت ہتھی پر
 حبیب باصفا کا رخ پلٹنے بھی نہ پایا تھا
 حصین بے حیائے چھوڑ دی تلوار غازی پر
 ظلم سر کر دیا اٹل سر سے ناری تھمی نے
 شہادت ہو گئی حاصل حبیب ابن مظاہر کو
 کیا حملہ سر میدان حصین کینہ پرور پر
 حصین اد نہا گر اٹھہرانہ دم بھر پشت کپڑے
 نہ آنے پائی تھی نوبت ابھی تک نیزہ بازی
 حصین بے حیائے خاکِ ذلت سے اٹھایا سر
 تھمی فریح کے اکثر سپاہی رن میں کام آئے
 حبیب پاک کے حملہ سے تھا خائف گرد میں
 ہوا اصل بددوخ ضرب غازی وہ پڑی کاری
 گر فوراً ہی کھا کر زد حبیب شیر حق سنبھلا
 گرانا پاک فریش خاک پر گھوڑے سے دوہو کر
 ابھی جنبش میں خنجر تھا ابھی نیزہ اٹھایا تھا
 گر ایہ سر فریش عشق پشت زین سے غش کھا کر
 دیا بوسہ شہید عشق کو شانِ کریمی نے
 ہوا صد مہ رام دوسرا کی روح طاہر کو

پے شاہ شہید اں لے خدا لے خالق داد

ابو تک رحمتیں برسیں حبیب ابن مظاہر پر

شہادت

جب یہاں یہاں خاص جہاں میں کام آیا
 اٹھائی ذوالفقار حیدر کے ہاتھوں میں
 زہرہ حمزہ کی پہنی نینرہ عباس چمکایا
 یہ اللہ جل نے تباہے ناز کو چو کا
 فرشتوں نے کہا نظر سے اللہ اعظم پر
 کیا عزم و غام میدان کی جانب نظر ڈالی
 زہیر و حمر نے دامن پر چل کر التجا میں کیں
 کہا سب سے کہ ہم حاضر ہیں سر حاضر و جان حاضر
 تارے ہوتے کیوں سر کار والا جائیں میدان میں
 باضرار زہیر و نافع و حمر رک گئے حضرت
 یہ دونوں تیج برکت سے میدان دفاع آئے
 کیا دونوں نے فوج اشقیاء کو درہم و برہم
 نہاں جب زعمہ اعدا میں کوئی ایک ہوتا تھا

حسین ابن علی کے دل میں جوش انتقام آیا
 بنی بریق غضب تیغ نقصان تلوار ہاتھوں میں
 رگ ریشہ میں خون ہاشمی چھین کر اد بھر آیا
 شجاعت نے رکاب مرکب جاننا زکو چو جا
 ہو میں فتح میں کی صوفشاں آیا سنا چم پر
 نگاہ لطف خویش و اتر رہا اجاب ڈالی
 شامہ اور نافع نے ادب سے پیش راستی میں کیں
 ملول آقا ہوں کیوں جب تک غلام خاندان حاضر
 اجازت ہو تہیں تلوار ہم چمکائیں میدان میں
 زہیر و حمر نے چاہی رن میں جانے کیلئے رخصت
 کیا درہم صفوں کو فوج پر بن کر نقصان چھائے
 نخل تھے شامی کوئی ہر اک کا دیکھ کر دم خم
 نہ جب ایثار میں حساس نہ شہادت دیکھ ہوتا تھا

مہارے امداد فوراً دوسرا غازی
 طام جنگ ابن سعد نے جب منتشر دیکھا
 سواروں پر کیا غصہ پیادوں پر ملامت کی
 ہوئیں حکم سپاہیوں سے پھر مشعل فوجیں
 ہوئی یارش جاکے ہر طرف سے آہنگوں کی
 ہزاروں تیراک چکی سے ہو جاتے تھے سر یکدم
 جدا اک دوسرے سے ہو گئے جان بازیہ دونوں
 غضب ملینا کئی بارشش عجب تھی تیغ و خنجر کی
 اسی گھسان میں صفوں نے حملہ کیا حر پر
 بچا کر وارتھ سے سیزہ صفوں کو تاناکا
 تھے صفوں کے پھر تین بھائی حملہ در حر پر
 اٹھا کر پشت زین سے ایک میل میں دو مارا
 شکم پر تیرے کے وار نیزہ کا کیا ڈٹ کر
 عدم کی راہ لی دم بھر میں چاروں نے بہ ناچاری
 قدم میدان سے اٹھنے لگے افواج شامی کے
 غرض میدان میں تھے دونوں مجاہد صرف جان بازی
 ہوا منوم پہلے فوج کو غصہ سے پھر دیکھا
 بہت سختی سے پھر ملینا کرنے کی ہدایت کی
 ہوئی سحر شجاعت میں رواں یکبار پھر جو ہیں
 رواں نہریں ہوئیں منت و غامین بنی النہج کی
 ہنوتا تھا ذرا کم فوج ابن سعد کا و خمسم
 نئے گم جمع اشرا میں دم سازیہ دونوں
 نہ تھی حر کو خبر میدان میں اپنے تن و سر کی
 اچانک وار نیزہ کا کیا نیزہ کو لہر کر
 اٹھایا پشت زین سے نیزہ پر تاناکا کا لاشا
 کیا فی النار تیوں کو مگر اس تیرے بڑا حد کر
 کیا خنجر کی زد سے دوسرے کو صاف چو پارا
 گرا فریش زین پر دھڑ سے یہ بے شرم بھی کٹ کر
 رُسکے دوزخ کے چوراہے پہ جا کر چاروں دیہ ناری
 ہوئے آثار ظاہر بر بھی بد انتظاسی کے

بڑھے شہر و عمر غیرت دلائی سارے لشکر کو
 ہزاروں تم ہو وہ میدان میں تہا ہی اکیلا ہی
 جو تم چاہو تو دم بھر میں مجاہد کو فنا کرو
 دو بارہ مشعل ہو کر بڑھا یہ مشعل، لشکر
 اکیلے پر ہزاروں وارہر جانب سے ہوتے تھے
 غرض تاب تو انائی نے جب تک سنائی کی
 اکیلی جان پر حملہ تھا ایہم ہر سپاہی کا
 جس سے تاکت پازخم تھے پیکان و خنجر کے
 لہو پاشی سے تھا اس درجہ رنگیں جسم صد پارہ
 کئے جب شقیانے پے پے ہر پے ہر پے گلے
 قصور ابن کنانہ نے کیا حملہ برابر سے
 رام دوسرا بلیک کہہ کر بے قرار آئے
 مگر ابن کنانہ کی طرف سے کر دیا خنجر
 سبھا لآخر کو دست پاک سے آغوشِ حرم میں
 قریب خیمہ لائے سر رکھا زونے اقداس پہ

کہا زخمے میں لے لو بزولوں حُر دلاور
 تمہاری فوج دریا موج میلا ہے جھمیلا ہے
 اڑاؤ خاک گرل کہ تو جنگل خاک سے بھر دو
 اٹھے یکبار پھر تیغ و سان دینترہ و خنجر
 مگر اس شیر کے نعرے جو ان ہوش کھوتے تھے
 چمکتی ہی رہی تلوار میدان میں سرائی کی
 تھا چکنا چور تن زخموں سے حُر ابن ریاحی کا
 مگر گسبل تھے میدان میں وہی حُر دلاور کے
 کہ تھا ہرزخم بن خونِ وفا کا ایک خوارہ
 یہ غازی رو دلفنبلہ ہو کے مرکب سے گگا گرنے
 صدائے یا علی نکلی لب حُر دلاور سے
 پے تلمیق ہبر و ضبط سے جاں نثار آئے
 قصور پر قصور آیا نظر قضیر جہنم پر
 ہزاروں زخم پائے جسمِ شتان شہادت میں
 نظر آیا شہید عشق کو اب دوسرا منظر

سانی تسنیم فردوس نظر پایا
 شہدات پانی آخر عصہ پیکار میں حُرنے
 عطر دیکھتے ہی ہو گیا واصل سخن غازی
 شہادت نے پکارا سرِ فروش آیا شہید آیا
 تالی اللہ انجام جہادِ جوشِ جانبازی
 یہ اور حُر کے مصعب اور علی فرزندِ حردونوں
 جگہ لے لی حصویر سیدِ ابراہیم حُرنے
 جن میں خونِ بداماں آج حُر ابنِ یزید آیا
 شہیدِ آخر ہوئے لڑ پھڑکے یہ دلنیز حردونوں
 لڑا لڑا کہ ہو مقتول یہ اسلام کا حامی
 غلامِ حُر با تکین عسزہ جنگجو نامی

ابد تک پھول برسوں خلد سے ان نو نہالوں پر
 الہی رحمتوں کی ہو سچا اور مرنے والوں پر

شہادتِ پیرِ ابنِ القین

نہ پیر با صفا بلخار میں حُر سے جدا ہو کر
 شجاعت میں تھا کوئی عدیل انکا نظیر ان کا
 سپاہِ مسیرہ میں گھس گئے کھینچے ہوئے خنجر
 پے صد دشمنان تیر فضا گویا تھا تیر ان کا
 جہانِ صولت و نخوت میں سکے آج جہاں تیر
 صفا یا کر دیا اس سمت دشمن کا جہر آئے
 پکارا امیرانِ فوج کو سالار نے ڈر کے
 بو ذلتِ جنگِ میدان میں نہرا نہ پیر یہ بھاری تیر
 الٹ کر مسیرہ کو قلبِ دشمن میں یہ در آئے
 در تیبِ فوجِ ابنِ سعد جب لڑتے تھے پونچے

بڑھانے کو پہلے سامنے یا سامنے نامی
 زہیر پاک کے نینرے میں چھک کر رہ گیا مگر
 دوبارہ نصر ابن کعب نے حملہ کیا بڑھ کر
 یہ ظالم دار کرنے بھی نہ پایا تھا مجاہد پر
 کلیجہ چیر کر تلوار سر سے تا مگر پہنچی
 برادر نصر کا صلح بھی اک حملہ میں کام آیا
 جوے فی النار و دوزل باپ بیٹو دست غازی
 حجاز فتنہ ساماں کو بلا یا میر لشکر نے
 دغا دکر میں تھا شہرہ آفاق یہ کوئی
 مقابل میں زہیر پاک کے جاتے یہ ڈرتا تھا
 کہ اے عمر ابن سعاد میں دشمن ہوں دشمن کا
 میں اک باہ ہوں وہ شیر میدان شجاعت ہے
 میں سکے سامنے جانے کی جرات کر نہیں سکتا
 تختل میں مرے اس وقت اک تدبیر آئی ہو
 کہیں گاہیں بنائی تین جا میں قلب لشکر میں

یہ کوئی گو بہادر تھا گراے دانے
 ہتھے اک دار میں فی الغور دیکھنے پر خستہ
 دکھائے زور شہ زوری کے جو ہر گجا رجز پڑھ کر
 کہ سر پر پڑ گیا دھڑ سے زہیر پاک کا خنجر
 تڑپ کر روح اس نا پاک کی سٹے ستھر پہنچی
 پس صلح کا کوب آخستائے انتقام آیا
 نہ باز آئی مگر فرج مقابل ترک تازی سے
 بہت کچھ اس کو سمجھایا سمجھایا میر شکر نے
 تھی اس پر منطبق ضرب المثل کوئی دلاؤنی
 مگر تھا لالچی نادار تھا دولت پہ مرتا تھا
 مگر ہو خوف طاری میرے دل پر ابن قین کا
 مقابل اس کے ہم میں کون جائی کسکو جرات ہے
 میں اس سے دوید ڈرنے کی ہمت کر نہیں سکتا
 یہی تدبیر راز نصرت و شکر کشانی ہو
 سپاہی سو ہوں تین نہاں ہوں تیغ و خنجر میں

یہ دیکر سے اُن کو را دھراؤں
 یہ گھیر لیں غازی کو پہلے مورچے والے
 اکیلا آدمی سو سے پہلا کیا جیت پائے گا
 اگر ہنستی سے معرکہ پہلا وہ سر کر لے
 تو اگلے مورچے والے بھی خندق سے نکل آئیں
 زہیر اس دوسری منزل پہ آکر ہار جائیگا
 مبادا کامیابی ہو یہاں بھی ابن قین کو،
 کہاں تک اک مجاہد لڑ سکیگا ہم نہراؤں کو
 بچھا کر جال یہ میدان میں ہجر اٹھا آ یا
 کہا لے ابن قین میں نہیں آیا ہوں لڑنے کو
 کہا غازی نے لے مکار کیوں باہت بنا تا ہر
 حجار آہستہ بولا لے بہادر لے قوی ہوت
 حسین ابن علی ناوار ہیں بھوکے پیاسی ہیں
 عبید اللہ کا طوطی بولتا ہے آج دنیا میں
 عبید اللہ سے لے ابن قین رسم کر پیدا
 کہینگا ہوں میں حملہ آوروں کو مستعد پاؤں
 نکل آئے سپاہِ خفیہ سب تانے ہوئے بھالے
 کہاں پکڑ نکل کر زرخند دشمن سے جائے گا
 یزید رتیخ فوجِ خفیہ کو زیر دزبر کر لے
 سنان و خنجر و تیغ و تبر کا بیٹھ ہر سامنے
 یہاں خالی نہ ہرگز کو فیوں کا دار جائے گا
 نکل کر تیسری چوکی سے گھیرے فوجِ دشمن کو
 کہاں جائے گا پکڑ شہر نر دباہ کاروں کو
 زہیر پاک کی تعظیم دھوکے سے بجالایا
 نہ کوئی فوج لایا ہوں مخالف کے پکڑنے کو
 یہ میدان ہر یہاں ہر شخص قسمت آزما تا ہر
 ہو تیجہ سا شہر کمزوروں کی خاطر ہفتے کے عزت
 نہیں کچھ پاس اُن کے ہاں زباں پر دم دلا ہے
 یزید شام تک کو نہ کا ہے محتاج دنیا میں
 کہ وہ تیری شجاعت تیری شہزوری کا ہوشیدا

زہیر پاک نے تلوار کھینچی سن کے یہ فقرے
 مجھے میدان میں دسوکہ دے رہا ہوں کھیل ناری
 نکل کر تیغ کی زد سے حجار تند خو بھاگا
 صفوں کو کاٹتا غازی بڑھا آگے کو میدان میں
 زہیر تیغ زن ہر پوچھے کو کر کے سر نکلا
 ہزاروں نیزہ و تلوار پڑتے تھے مجاہد پر
 سر و پا دست و بازو چور تھے زخمی کثر تھے
 بدن زخمی تھا سارا خون کے چشتے ابلتے تھے
 زبان تھی خشک غالب تنگی تھی رک ہاتھ قائم
 کبیر ابن عبید اللہ شجعی تیرہ باطن نے
 نہا جرابن اوس روسیہ نے بھی مقابل ہو
 بیک ساعت ہوئے دو درغاری پر مجاہد پر
 صلوات خون پڑھ کر جھکے فارغ شدہ والا
 جگر کھٹامے ہوئے سرکار معنوم و حزیں آئے
 اٹھایا نیم مردہ نقش کو خیمہ میں لے آئے

کہا اوبے حیا مکار یہ نہا پاک منصوب
 جہنم میں پہنچنے کے لئے کربلہ تیاری
 مثال نقتنہ خوابیدہ غازی کا زین صاحب
 پڑی اہل چل کینگا ہو میں غل تھا فوج پنہا میں
 لیے سینہ کے اندر شیر پیچر کا جگر نکلا
 تھا ترغہ سیکڑوں اشرا کا اک جان و احد پر
 گزر سار تھا غازی جیسے جام شہادت کا
 سنان و تیغ غازی پر کھنڈ افسوس ملتے تھے
 مگر تیغ و دم جنبش میں مثل برق تھی پیہم
 کیا غازی پہ حملہ بے ستا شام کے پہچھے سے
 چلا دی تیغ خون آشام نکلی آہ ہر دل سے
 رے کے لطف آدو ہاں اللہ اکبر کی صدا دے کر
 خبر پائی کہ اعدا نے انھیں بھی ذبح کر ڈالا
 سیر بالیں زہیر پاک کے سلطان پر آئے
 پیام مغفرت جاں باز کو افلاک سے آئے

دامن شاہ شہید راں جب دزا پائی
 سوں کی سانس آئی آنکھ کھولی سر کو جنبش دی
 تین بیجاں میں روح تازہ گویا عود کر آئی
 قریب پائے ناز شاہ والا آکے کر دٹی
 غرض یہ بھتی دم آخر ہو سر آقا کے قدیوں پر
 شہادت کے بنیں شاہد حضور شافع محشر
 کہا سر کار نے اے مرنے والے آرزو کیا ہے
 کہا پیاسا ہوں کو تر کے سو اب جستو کیا ہے
 زباں آئی بوں تک جنبش لیگے ہوا ظاہر
 طالب تشنہ کو جام طہور طیب و طاہر
 کہا الحمد للہ جان دیدی مرنے والے نے
 جہاں کی راستہ لی معرکہ سر کرنے والے نے
 ہو امیت پر سایہ رحمت عالم کے دامن کا
 تقالی اللہا یہ ترسہ زہیر ابن قین کا

ہو بارش عرش سے جلووں کی حبت سے بہا روئی
 ہوں قائم یادگار میں تفل ان جاں نثار و نجی

شہادت رفقاءِ امام

شہادت سے رفیقوں کی رفیقانِ شہد والا
 اشگیں حصی دلوں میں لوسے پونہیں تھے
 بچوشیں تازہ تھے نائل بہ سیر حبتِ عالی
 شہادت کیلئے بیتاب تھے مرنگے خواہاں تھے
 صفیں کھٹیں سرزوشوں کی حضور شہد میں تادہ
 ہر اک شہیدانی اسلام عقا مرنے کو آمادہ
 سپاہ شام سرزادانِ مسلم کی شہادت سے
 زخو زنتہ ہوئی جاتی تھی میدان میں سر سبک

خوشی اُن کی پے گفتن برائے نام ہوتی تھی کہ سہی جنگ و قت جنگ سب ناکام ہوں۔
 اے چہذ ساعت کچھ سکوں ہوتا تھا لشکر میں ظہور تہنیت جویش جنوں ہوتا تھا لشکر میں
 نہ میر و نہ کے مرنے کی مسرت شامیو نہیں تھی خوشی اس کامیابی پر انھیں ناکامیوں میں تھی
 رفیقان زہیر و حر میں نافع اور شمامہ تھے یہ دونوں تیغ زن منجملہ اصحابِ خاتمہ تھے
 صیف دشمن میں یہ بھی لڑے تھے آگے بڑھ کر جد ہر ملتا تھا موقع حملہ کر دیتے تھے چڑھ چڑھ کر

شمامہ نے سنجالا دیر تک گڑھی لڑائی کو

کیا مقتول اپنے ہاتھ سے عم زاد بھائی کو

شہادت نافع بن ہلالی مرادی

جناب نافع جب میدان میں لڑنے کو آئے تھے بھجا کر زہر میں تیزوں کو اپنے ساتھ لاؤ تھے
 لکھا تھا نام اپنا آپ نے ہر تیز کے پھل پر انھیں تھا ناز اپنے دست و بازو اپنی کس بل پر
 بہت سے آدمی اغیار کے مجرد کر ڈالے ہر اک زخمی کو تھے میدان میں پہچان کے لئے
 اکھٹوں نے تاک کر میدان میں بارہ آدمی مارے تھے انکے تیز دشمن کیلئے دوزخ کے انگارے
 لڑے شدیدے بازو لڑتے لڑتے جنگ میں ٹوٹا مگر اُن کی لڑائی دیکھ کر دشمن کا جی چھوٹا
 گمناد انداز کچھ چھپ دیکے نافع کی طرف آئے بچا کر آنکھ یہ خدام ستر ناخلف آئے

یہ شیرِ زخم خوردہ سامنے رویاہ کے آیا
 مگر پایا نہایت پختہ ہمت بے مگر ان کو
 قلم میں نے کیا ہے تھے بارہ فوجوں کا سر
 گرفتار لے بیٹوں تم مجھے ہرگز نہ کر پاتے
 پا نڈازِ تحکمِ شتر سے غصہ میں فرمایا
 کہا نافع نے شکر اللہ کالے صنا شتر ہو
 مے باعث سے قاتل پر عذاب بکراں تا
 ازل سے شتر و زرخ آشنا شیطان کالے
 ہو حاصل شہید حق کو قربِ خالق اکبر
 عطا مجوم کو فردوس کی جنت کے والی نے
 یہ غفاری جاحد دوزخ تھی لختِ دل عروہ
 رہو جنگ آزادی میں سے با صد شانِ عنانی
 سعید با سوادتِ خطہ کے نوجوان بیٹے
 مہاجرِ حقیقی و مسروق بن حجاج حق آگاہ
 عمر ابن حناوہ عمر ابن قسطلہ الصاری

عمر ان کو عمر ابن سعد تک لایا
 سپہ سالار شکر مسکرایا دیکھ کر ان کو
 کہا نافع نے ہمت کیا ہے ابن سعد تو مجھ پر
 مے باز دنگ تہڑتے گڑبہ جاتے
 کلام تلخ سن کر عمر ابن سعد جھلایا
 کہ نافع کو فوراً قتل یہ گستاخ خود مراد
 کوئی مسلم مجھے گمراہتا مجھ پر گراں ہوتا
 خدا کا شکر اک مرد و کافر میرا تال ہو
 یہ سنکر شتر نے رکھ دی چھری نافع کی گردن پر
 شہادت گاہ میں ہی جان یوں نافع ہلائی نے
 لڑے میدان میں ڈٹ کر عبد رحمان اور عبد اللہ
 سرسبی خاندان کی سیفت و مالک نوجوان بھائی
 جنابِ خطلہ اسعد علی کے راز داں بیٹے
 عمر فرزند خالد عبد رحمان اور عبد اللہ
 حناوہ ابن حارث قرۃ ابن قرۃ غفاری

کماں بردوش شیحی بن سلیم نازنی غازی
 اش کا تختِ دل مالکِ دلیر و مرد تیغِ لگن
 بہادر عابس ابن یوسف شاکری ذیشان
 یکے با دیگرے دادِ جماعت دیکے میدان میں
 رط اس ٹھاٹھ سے جی توڑ کر ہر صفا غیرت
 قدم سو سو دفنہ اکھڑے سپاہِ تیرہ باطن کے
 رفیقوں میں جو سب پشتر میدان میں بکھے
 یہ تھے ہمراہیانِ عمر ابن سعد میں شامل
 صدائے صلح ابن سعد نے جب مسترد کر دی
 ملامت کر کے ابن سعد کو وزِ اچلے آئے
 بوقتِ جنگ سب سے پہلے میں ایں قدم رکھا
 چلائے تیر تو گن کر سپاہِ اہلِ باطل پر
 عجب انداز سے یہ کر رہے تھے قادرِ اندازی
 سو یادِ حقیقی وہ آخری مردِ دلاور تھے
 دیا خطبہ جنابِ خطبہ نے عین میدان میں
 عمر ابن متاعِ بعضی وقفِ قادرِ انداز
 ابو شیشہ یزید ابن زیاد دوما ہر ہر فن
 بہمراہی شود ب خاص خادمِ خاص و عزیزِ اجاں
 ہوئے واصلِ سخن داخل ہوئے بزمِ شہیدان میں
 لگے کشتوں کے پشتے چھاگئی اشرا پر ہیبت
 لڑے حق کے بھروسے پر پیاسی یہ کمی دن کے
 ابو شیشہ یزید ابن زیاد اک مرد کنی تھے
 فن تیرا نگینی میں تھے نہایت ماہر و کاہل
 پسند آئی نہ ان کو اس کی بے رحمی و بیدردی
 مجاہد بن گئے اسلام کے جھنڈے تلے آئے
 لڑے جی توڑ کر رخِ جانبِ مالکِ عام رکھا
 پڑا ہر تیر و ناک بے خطا فوجِ مقابل پر
 دُعا دیتے تھے شہ یاربِ فزوں ہو وقتِ غازی
 ہوئے سیراب سب کے لب و جامِ شہادت سے
 مگر جنبش نہ پیدا کر سکے انو ان شیطان میں

پیرے سارے رفیقانِ شہ والا ہونے حجت میں داخل پا کر سب سے مرتبہ اعلیٰ
 الہی جوشِ مسلم کو عطا کر ان شہیدوں کا
 بھرم رکھ ہم غریبوں دل شکستوں کی امیدوں کا

شہزادگانِ اہلبیت

رہا باقی رنجب کوئی مددگار ان نامی میں
 بھیتے بھانچے، فرزند بھائی سامنے آئے
 بھٹا ہر اک نو نہال ہاشمی مرنے پر آمادہ
 ہر اک میراں میں جانے کیلئے ماںِ سبقت تھا
 خلیلی یہ چین تھا ان گلوں کا عطرِ مجموعہ
 قریشی خاندان کے یہ حسین محبوب شہزادے
 بظاہر بے غرض تھے سخنت و انسر لاؤشکب سے
 بلاشک ان جوانوں میں کا بھٹا ہر صاحبِ عتبت
 ہر اک لوزع میں شیرِ خدا کی شانِ شوکت کھلی
 ابو بکر و محمد، جعفر و عثمان و عبد اللہ
 ہو جوشِ عزا پیدا عسزیزانِ گرامی میں
 زباں پر ماجہ کراشوق و حوت مدعا لائے
 شہادت کے لئے بے چین بھٹا ہر فاطمہ زادہ
 ہر اک کونشہ مردانگی جوشِ شہادت تھا
 کھتی جن کی آبیاری کر بلا میں امرِ ممنوعہ
 ابو طالب کے لال اللہ کے مطلوب شہزادے
 بہ باطن بیش قیمت تھے بہائے ہفت کشور
 جوان سال و جوانِ نجات و جوانِ ناز و جوانِ نجات
 ہر اک کے دست و بازو میں یہ اللہی شجاعت کھلی
 علمبردارِ لشکر حضرت عباسؓ و الامام

یہ گویا شش جہت تھے گلستانِ ہند
 ابو بکرِ دل آرا قاسمِ قدرتِ ناطقت
 حسن کے چاندِ دونوں مہر و ماہِ عشرتِ نعت
 قریرِ جانِ زینبؓ زوبرِ انِ باغِ عبد اللہ
 جو انانِ جہاں عوانِ دُعا محمدی شرفِ بیجاہ
 سرِ ابا نورِ لقتویرِ جہاں سبطِ پیغمبر
 عمید اللہ و جعفرِ عبد رحمان صاحبِ ایماں
 عقیلؓ ابنِ ابی طالب کے فرزندِ انِ دانشاں
 محمد بن سیدِ پاک و عبد اللہ بن مسلم
 عقیلِ پاک کے دونوں نبیرے دین کے خادم
 اٹھارہ شانہ رے یہ قریشی خالوادے کے
 شجاعت کے دھنی دل کے قوسی پکے ارادے کے
 ہرے تھے منتخبِ ہزیم موالیدِ ثلاثہ سے
 جو اس عمر تھے پیشِ جہتِ اربعِ عناصر کے
 اٹھ اغلِ مرجا کا آسمانِ فتح و نصرت سے
 لٹے اس سرِ فردِ شانہ سخیلِ ہوجلاست سے

موسے شہزادِ گانِ دینِ حق یہ جاں بحق سے

بھلا بیٹھے مسلمانِ دینِ دولت سے سب سے

میدانِ کارزارِ کافرتہ

وہ منظرِ عرصہ گاہِ جنگ کا الخطبۃ اللہ
 بلا شک تبصرہ ہی غیر ممکن جس پہ خاطر خواہ
 شکستہ چنڈ خیمے ایک جانب ہیں سرِ میدان
 ہیں کج جانب سپاہِ وحیمہ و تر گاہِ بے پایاں

سایت کے چلتے ہوئے ٹیلے پہ اک لشکر
 غضب اک سمت کچھ مہو کے پیاسے ناز کے پالے
 وہ ریگستاں وہ جو نیشنگی وہ پیاس کی شرارت
 حفاؤں پر حفاوہ تین دن کے بھوکے پیاسوں پر
 لفظ وہ قتل پر قائم امیدیں نا امیدوں کی
 پھر ایسے میں لڑائی اور لڑائی دشمن دیں سے
 مگر صل علی اس بہت مردانہ کے صدقے
 رضائے حق میں خویشی افزا قریاں کر ڈالے
 یہ شان حریت ہے جو شہادق اسکوتہیں

درختوں کے تلے اک سمت شاہی فوج کے بہتر
 صراحی درخشاں اک سمت مے آشام سوا لے
 ہوا وہ گرم سو بچ کی وہ تابش دھوپ کی حدت
 علی کے بیٹے پوٹوں پر ہمیشہ کے روزاسوں پر
 نظر کے سامنے وہ مینیں باؤن شہیدوں کی
 خیال صلح گویا نقش باطل فوج پر کیں سے
 توکل کے تصدق مولت شاہانہ کے صدقے
 بیہ جوش ملت و ایشاد کھین کھینے والے
 ہی یہ پاس شریعت عہد دانت اسکو کہتو ہیں

حضرت علی اکبر کا عزم و نوا

قریشی ہاشمی ہر لوجواں ہر مرد تیغ انگن
 ہوا جنگ آزماسو سے ہر بے سار بے ساما
 حرم کا ہر مجاہد مرد میدان شجاعت تھا
 گل باغ جنان لخت دل شہر علی اکبر

کیے بادگیرے لٹنے کو نکلا جانب دشمن
 ہر اک شہ زور نے داؤ شجاعت ہی سر میدان
 ہر اک لب شہ گویا شہ جام شہادت تھا
 جواں بہت حسین صورت قمر طلعت مہ الزور

پئے اذن و غا پہلے جو انان حجازی سے
 یہ نور العین لیلیٰ بنت مرہ وہ خوش اختر تھا
 حسین بن علی کا لاڈ لایٹیا یہ مہ پارا
 تھا نشہ آنکھ میں جوش شجاعت کا سوا حل سے
 شگفتہ شل گل باغ و بہار زندگانی تھا
 کیا ہر ہم سن و ہم عمر سے غم و غا پہلے
 لصد آداب والد سے اجازت چاہی میری
 نہاں اس جذبہ اخلاص میں جوش ملت بھی
 تقصیر سے بری یہ جذبہ اخلاص کامل تھا

حضور شاہ میں آئے ادائے بے نیازی سے
 کہ جس کی آنکھ میں نور الہی جلوہ گستر تھا
 یقیناً تھا عروسانِ جناب کی آنکھ کا تارا
 ملا تھا جذبہ زور ید اللہی اب و جد سے
 اٹھارہ سال کا سن عنفوان نوجوانی تھا
 بدوق و شوق میدان شہادت سر کیا پہلے
 توجہ اپنی جانب منطف کی لطیف نرداں کی
 تھا اس ارمانِ جان بازی میں انداز سیاست بھی
 تنائے شہادت دل میں تھی ٹوٹا ہوا دل تھا

حضرت سیدنا خلیل علیہ السلام کی قربانی

خلیل اللہ کو لاریب تھا یہ حکم ربّانی
 رضائے حق پہ ابراہیم فوراً ہو گئے راضی
 لٹایا خاک پر نحت جگر کو اپنے ہاتھوں سے
 یہ قربانی تھی پہلی امتحانِ گاہِ محبت میں

کہ خود فرمایاں اپنے ہاتھ سے بیٹے کی قربانی
 کیا مطلق نہ کچھ اندیشہ مستقبل و ماضی
 کیا ذبح پرنے خود سپر کو اپنے ہاتھوں سے
 ہے دو محترم ثابت قدم راہِ محبت میں

ناب تک سرخی انسانہ خلعت یہ تر بانی
 جہاں میں مدتوں کے بعد پھر اک انقلاب آیا
 مگر دنیا نے دیکھا کہ بلا میں منظر ثانی
 اُلٹ کر پھر وہی دورِ خلیفۃ بے حجاب آیا
 ہوئی گلزارِ ابراہیم میں تازہ کلی پیدا
 ہواں خلیل اللہ میں ابنِ علیؑ پیرا

حضرت علیؑ کی کبریا کی جازتِ طلبی

نشانِ شانِ خلعت کر بلا میں پھر نظر آیا
 علیؑ اکبر نے شہ سے التجا کی یہ لہجہ منت
 پدر کے سامنے پھر ذبح ہونے کو پسر آیا
 خدارا مجھ کو یا جانِ اب کر دیجئے حضرت
 وہاں تھی ثبوتِ مہرِ نخبِ دل و اللہ کی عرضی پر
 یہاں بیٹا مگر ہی باپ سے اس بات کا خواہاں
 وہاں بیٹے کے بازو سے دست و پا دار نے رکھی
 بنائے جا رہے ہیں خیر سے دو لہ علیؑ اکبر
 رہا آب و شہرِ باؤنِ رنج و یاس بھیٹی ہیں
 لباسِ جنگ سے جسمِ منور کو سجاتا ہے
 شہِ خیر کے چمکے سے مگر باؤن ہی گئی کس کر
 سوا کی جوشن و چار آئینہ سے شانِ رعنائی
 یہاں اللہ اکبر اندرونِ خمیرِ اطہر
 بکینہِ خاطر، کلنوم و زینب پاس بھیٹی ہیں
 شہادت کا پسر کو باپ خود جوڑا پہناتا ہے
 عبائے رحمتِ عالم پہناتی جسمِ اطہر پر
 سرِ اوز پر رکھا خود اپنی زردہ پہنائی

بجائے دست و بازو نیزہ و شمشیر و خنجر سے
 الہی یہ مراخت بگر ہے راحت جاں ہے
 خداوند جہاں مقبول ہو یہ میری قربانی
 الہی صبر و ضبط و جوش استقلال دے اس کو
 دعائیں دین کہا لوزنظہر جاؤ خدا حافظ
 دعائیں اٹھا کر دست رحمت رب اکبر
 یہ تیری راہ میں سو جاں دے نیکو قرباں ہے
 عطا ہو صبر اس کو جب ہو اس پر تیرا رانی
 ہوا شب نہ کئی دن سکون فی الحال دے اس کو
 رہ حق میں عدو سے جنگ فرماؤ خدا حافظ

انذارِ جہادِ اظہارِ زورِ بیدارِ الہی

قدم باہر ہو اخیمہ سے جب لوزنظہر کا
 کیا جو لاں فرس کو دم زدوں میں آئے میدان میں
 چکاشمشیر برق آسا کی تہرق کی بجلی تھی
 رجز بربک کہا ہم صدر بزم اہل عالم ہیں
 ہو حسن کو جو صلب ہاں وہ ہمارے سامنے آئے
 جلال و دبدبہ وہ تیغ و ابرو سے نمایاں تھا
 نگاہ تہر سے کچھ دیر تک سوائے عار و دیکھا
 کیا ہمیں اس برق و دش کو فوج اعدا میں
 حجاب مشرقِ انوار سے مہر میں چمکا
 مچی تل چل سپاہ دشمنانِ فتنہ ساں میں
 کرن نیزہ کی یا تیغِ فضا کی اک سجلی تھی
 بنی زادہ علی ابن حسینؑ ابن علیؑ ہم ہیں
 ہوا بابِ جہنم جس کا جی چاہے چلا جائے
 بہر میدان ہر اک مرد و غامسہ درگرمیاں تھا
 مقابل کو مگر ہرگز نہ اپنے رو برو دیکھا
 غضب کی بجلیاں کوندیں نگاہ تہر آسا میں

سے بیخِ خونِ آشام کی لہلہاں بپا کر دی
 ۱۱ سر اسلمیہ تھے سب فوجی نہ کلفی تھی نہ شملہ تھا
 صفیں تھیں درہم و برہم ہر اسل سب سے تھے
 نہایت شدت و تیزی سے اکبر نے کیا دھاڑا
 قیامت دو پہر کی دھوپ تھی حملہ کی شدت تھی
 ذوقِ شنگی سے ہو گیا بے تاب شہزادہ
 لب تشنہ سے جرتے صدائے لعطش نکلی
 گزارش کی اگر تھوڑا سا پانی بھی میسر ہو
 تسلی دی لگا یا شاہ نے بیٹے کو سینے سے
 بہت نزدیک ہواے لختِ دل وہ وقت آنیکو
 یہ کہہ کر سر در کونین نے انگِ شتری اپنی
 ذرا اس طرح شیر ہاشمی کو جب قرار آیا
 سپاہِ شام کو لکارا تھا شہزادیِ الجوشن
 حصین ابنِ عینرک سمت فوجوں کو بڑھاتا تھا
 مرتب ہو چکے تھے مہینہ اور میسرہ دونوں

سپاہِ شام کی سب جرت بہت فنا کر دی
 یہ حملہ حیدر کرار کے پٹے کا حملہ تھا
 کہے بندوں اجل نے پاؤں میدانیں نکالے تھے
 ہوارم خوردہ ابنِ سعد کا لشکر تہ دبالا
 بدن پر اسلحہ میں آتش سوزاں کی جدت تھی
 ہوا خیمہ کی جانب داپسی پر رن سے آمادہ
 کہا اے قبلہ دینِ شنگی یہ روح کش نکلی
 خدا چاہے تو دم بھر میں فنا اعدا کا لشکر ہو
 کہا فوری نظر محروم ہیں ہم کھانے پینے سے
 کہ آئیں خلد سے جو رین تہیں پانی پلانے کو
 علی اکبر کے موٹھ میں بہر تسکین و سکون کھدی
 بڑھا کر رن میں گھوڑا پھر یہ ترشی شہسو ار آیا
 تھا ابنِ سعد بھی ہر افسیر فوجی پہ طعنہ زن
 سبق کچھ عمر بنِ حجاج اک جانب پڑھاتا تھا
 پئے یورش تھے مائل فوج و افسر بر ملا دونوں

دوبارہ شیر عزاں کی طرح آئے علی اکبر
 وہی جاہ و جلال ہاشمی رخ سے نمایاں تھا
 رہا ناکام عسکر صرف گفتگو ہو کر
 بہت چنچا پکارا رن میں جب شمر عین سارق
 کیا یکبار حملہ بلکہ دونوں پٹیوں نے
 ہنر نیزہ زنی تیغ انگنی کے خوب دکھلائے
 قلم سر ہو گئے دو ہاتھ میں دونوں کے گردن سے
 لپک کر سامنے مضرب نامی پہلو اں آیا
 ہوئی ہرگز نہ ہمت پھر کسی کو آگے بڑھنے کی
 کہاں سے تیر پھر گویا پھینکے جاتے تھے
 دوبارہ پھر نہایت دی علی اکبر نے لشکر کو
 پھر آئے عرصہ پیکار سے پیش شہر والا
 حسین ناز کو سرکار نے چو ما محبت سے
 عیار قامت اظہر کو جھاڑا اپنے دامن سے
 باطنیان خاطر صبر کی تلقین فرمائی

چلایا اک طرف نیزہ اٹھایا اک طرف
 اسی صورت سپاہ شام کا ہر فرد لرزاں تھا
 مقابل پھر نہ آیا کوئی لڑنے دو بدو ہو کر
 بڑھے آگے کو طارق ابن شیبہ طلحہ بن طارق
 بجز ذلت نہ پایا کوئی پھل قسمت کے مہیٹوں نے
 مگر کمال کے آگے بے ہنر کی پیش کیا جانے
 بھے میدان میں یکدم دو کبے خون کے تن سے
 جہنم میں اسے بھی ایک ہی نیزے نے پہنچایا
 ر دش سوچی نہی پھر بزدلوں نے لڑنے مرنے کی
 اماں لیکن نہ پھر بھی موت کے چنگل سے پاتے تھے
 بہت بتیاب پایا پیاس سے پھر قلب مضطر کو
 کہا تاب دوواں ہیں تشنگی سے پھر تہ و بالا
 بحیثیم علم ہوا دی جنبش دامن رحمت سے
 بلائیں رخ کی لیں پونچھا پسینہ روئے روشن سے
 غرض جس طرح ممکن ہو سکا تسکین فرمائی

یہت خور وہ لشکر کو سپہ سالار لشکر نے
 بہت بغیرت ولانی مال دولت کا دیا لالچ
 کیا ہے عہد و پیمان تم نے ہم سے لڑنے مرنے کا
 تعجب ہی کہ اک نو عمر لڑاکا پختہ کاروں کو
 نہ اصلاً خود غرض نے درگزر کی حرف طلب سے
 سہ بادہ حملہ آور پھر لڑنے بڑھ کر علی اکبر
 ذرا گھوٹے کو دی پھر اڑ پھر مرکب کو چمکایا
 جہادِ عرصہ کو بونہ پھر اصغوں میں برہمی ڈالی
 سپاہِ شام کو بلنار کا موذتہ نہ ملتا تھا
 بڑھے جاتا تھا پیہم اس پنازی پر یہ مہ پارا
 لگادہ زخیم کاری نیزہ کا پشت دلا در پر
 زیں پر گرتے گرتے بزدلوں نے جسم اظہر پر
 کیا بے باطنوں نے پارا پارا ماہ پارے کو
 رام و دوسرا تھا مے مئے دل لاش پر آئے
 اٹھا کر پارہ ہئے دل کو غیمہ کی طرف لائے
 کیا پھر جمع کی تنظیم لشکر پھرنے سر سے
 کہا اے بات دالو بات کی ہوتی ہی سب کو لالچ
 بس اتنی بات ہی پھر عہد کر لو کام کرنے کا
 ذرا جب حملہ کرتا ہی جھگاتا ہے ہزاروں کو
 لئے اقرار و پیمان عمر ابن سعد نے سب سے
 سپاہِ شام کو پھر لڑکھ لیا تلوار کی زد پر
 کسی کو تیغ سے کاٹا کسی کو محض دم کھایا
 سنبھالی تیغ جب تیروں سے ترکش ہو گیا خالی
 کہ رعبِ شہسوار ہاشمی سے دل دہتا تھا
 عقیب سے مرہ بن منقذ نے نیزہ تان کر مارا
 گرا لوزنگاہ شاہ دیں گھوٹے سے تیوراکر
 چلائے دفننا پھپھے سے آکر پیسوں خنجر
 چھپایا خاک کے وزوں نے زہر آگے تارے کو
 عزیز واقربا جروح و سبیل لاش پر آئے
 صدف میں جمع کرنے کے لئے درجعت لائے

اسی رخ پہ صبر و ضبط کی چہرہ پہ بگمکتی
 ہوئی یوں باپ کے پیش نظر بیٹے کی قربانی
 وہاں بیٹے کے بدلے گو سفند خلد آئی تھی
 روحی میں فنا یوں مرد حق آگاہ ہوتے ہیں
 جگر پارہ حسینؑ ابن علیؑ کا پارہ پارہ ہے
 ہولناکی ان ناریوں پر تفت کے اعوان حکومتی
 الہی بہر زہرہ بہر حسینؑ دے چھے حیدر

فرزدان الہیت کی یکے بعد دیگرے شہادت

شہادت سے علی اکبرؑ کی ہر محنت دل حیدر
 کیا اکہمت سے چلے ابو بکر و محمد نے
 بڑھے عثمان جب خنجر بکت میاں داری کو
 صفیٰ امیر میں جب آئے حفصہ اور عبداللہؑ
 کھانغولی بن یزید اصبحی عثمانؑ کی زد پر
 بنی آبان کے اک شخص نے چھپے سے عثمانؑ پر
 زخورد رفتہ بڑھا میدان کوتانے ہوئے خنجر
 چلائے تیراں پر اشقیائے لشکرید نے
 ہوئی قتل عمد کی فکریہ افواج ناری کو
 لڑائی ابن ثبیت حضری نے کر دیا حملہ
 نکل بھاگا مگر بہرہ روسیہ تلوار سے بچکر
 کیا حملہ نہایت چابکی سے کھینچ کر خنجر

دئے علیؑ پانچوں سوئے مقتول میراں میں
 بہادر عبد الرحمن بن عقیلؑ و دبیر حبندر
 انھیں بھی اُس رسالے نے ہر جانب سے آگھرا
 اسی صفت بچوش انتقام و قہر سامانی
 کیا دو لوں نے حملہ و فتال کر دلا در پر
 جو دیکھا عرصہ پیکار میں مقتول بھائی کو
 کمی اعوان حضرت میں مگر ابنتی جاتی تھی
 سوئے فوج عار و جو وقت جعفر بن عقیل آئے
 کیا عبداللہ بن عروہ نے حملہ پخت غازی پر
 ہوئے یہ بھی شہید راہ عن اسلام کی خاطر
 محمدؑ اور عبداللہؑ بھی میرا نہیں کام آئے
 خزاں آئی رام دو مہر کے پاک گلشن میں

جبکہ پانی شہادت یاب ہو کر نصیر رضواں میں
 ر کے بہر قتال استقیما میراں میں جا کر
 کیے گا ہوں میں جو ڈائے ہوئے تھا دیر سے ڈیرا
 بڑھے عثمان بن خالد لبشر بن سوط سہدانی
 پڑیں تلواریں دو یکبار اس فرزند جیگر پر
 بڑھے فوراً اجازت لیکے جعفر بھی لڑائی کو
 لڑائی سخت سے بھی سخت تر ابنتی جاتی تھی
 حریفان جفا ہر سمت سے بے قال ذیل آئے
 پڑا اس خشمی ناپاک کا اس زور سے خنجر
 اٹھیں بھی گلشن فردوس میں جانا پڑا آخر
 شہیدوں میں عقیل پاک کے پوتوں کچھم آئے
 علیؑ کے باغ کا ہر پھول مر جھا کر گراں میں

شہادت عبداللہ بن مسلم

عقیل ابن ابی طالب کا جب گلشن ہوا ویراں
 حضورِ شہ میں آیا بہرِ رخصت اک گلِ بجاں

یہ نورس بھی گل بابغ عقیل گل بداماں تھا
یہ عبد اللہ بھی جنگ آزما مرد دلاور تھے
انھیں میاں میں تا دیکھ کر ہی شام کا لشکر
ڑکے یلغار سے فوجی یہ جب میاں میں آئے
قذامہ بن اسد نٹھرو ریکتا، پہلو اں نامی
مقابلہ کیے آیا سامنے اس مردِ غازی کے
کئے حملے پہ حملے پہ پے پے مرد دلاور پر
کہا غازی نے ہاں ہتیار ہو جا اے قذامہ اب
یہ کہہ کر تیغ چھوڑی دفعتاً فرق قذامہ پر
تغاقب ابن مسلم نے کیا مرکب کو دوڑایا
سوار وارن پے فوں ناؤاں بے آہنا تھے
اتر کر اس پے پیرل چلے مغزور کے پیچھے
قذامہ نے کیا گھوڑے سے پھر کر دانہ نیر کا
سے مجروح عبد اللہ پھر اسوار گھوڑے پر
ہوا میں کلمہ جبراً اڑ گیا ناری سیہ روکا

یہ نورس مسلمِ حنبلت مکین کا راحیت جاں
یتیم و یدل نکستے تھے مگر لڑنے کے جوگر تھے
ہوا ہیبت سے غازی کی نہایت مضطر و شہدار
کہا جو صاحبِ بہمت ہو امیدیاں میں آئے
بہادر، جنگجو، شمشیر زن، نام آور شامی
دکھائے خوب جو ہر جنگجوئی نیزہ بازی کے
مگر خالی گیا ہر دار کام آیا نہ کچھ جو ہر
کہ ہر خنجر مرا تیغ فقنا برقی جلالِ رب
مگر میاں سے یہ نامرد بھاگا پیچھے دکھلا کر
فوس کو قوتِ رفتار میں کمزور سا پایا
مگر غازی مجاہدِ رب قوی تھے دل تو لانا تھے
گریزاں بھی فضا نے ناگہاں مغزور کے پیچھے
بچا یا پڑ گیا لیکن جگر پر وارہ نیزے کا
لگائی کلہ ناپاک پر تیغ دو دم بڑھ کر
بھیاناک ہو گیا چہرہ سر میدانِ بد خو کا

یہاں تھوڑا لاجپھر اٹھا یا پشت مرکب سے
 تڑپ کر خاک پر فی النار فوراً ہو گیا ماری
 قدامہ کا لیانی الفور عبد اللہ نے گھوڑا
 سلام ابن قدامہ سے کہا سالار شکر نے
 سلام آہستہ بولا میں یہ ہمت کر نہیں سکتا
 بہادر میں نے ایسا کوئی دنیا میں نہیں دیکھا
 پکڑ کر تیغ عبد اللہ نے پھر دوڑ لیا تھوں میں
 لڑے کچھ دیر تک میلن میں شان شوکت سے
 سپاہ شام نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر
 قلم گھوڑے کے سان و پائے افواج دشمن نے
 عقب سے آیا عمر ابن سعید مروی حدیث انی
 شہادت پائی آخر اس جوان خلد سا مان
 ہو ابراہاد سار اسلم مرحوم کا گلشن
 سر ہانے آئے عبد اللہ کے باچشم نم حضرت
 شہید راہ الفت نے حیات جاوداں پائی

زمیں پر کر کے ادبچا سر سے لے مارا تھوڑا دم سے
 نئے احسانت کے نئے زبان تیغ جو جاری
 غنیمت کا ملا جو مال اسکو بھی نہیں چھوڑا
 کہ لے مرو دلا اور باپ کا قاتل ہی بدلے
 جو ان ہوں دیدہ و دانستہ لیکن مر نہیں سکتا
 نہ اس جاہ و جلالت کا کوئی انسان کہیں دیکھا
 کیا ان بزدلوں پر حملہ جو بیٹھے تھے گھاؤ میں
 ہوئی فوج مقابل ہم عساکر عزم نہریت سے
 لگایا بزدلوں نے موت کے اطراف میں ڈیرا
 کیا مجروح عبد اللہ کو اعدائے پرفتن نے
 پیارے فرق و پشت و دوش پر کی تیغ آبی
 بلا یا گلشن حنبت میں عبد اللہ کو روضا کے
 ہوئے مرجان صحرا صرف آہ و نالہ و شیون
 جزا اک اللہ کہہ کر ہو گئے مائل بہ غم حضرت
 پناہ دو جہاں کے پاک اس میں اماں پائی

شہادت حضرت عونؓ و محمدؓ رض

محمد بن عبد اللہؐ زینب کے جگر گوشے
 حضور والدہ میں آئے منیت گزارش کی
 کہا زینب کے ماموں جان سے جا کر اجازت لو
 ہوا حاضر ادب کا بھانجہ ماموں کی خدمت کیا
 نظر الفت ڈالی لڑنے تا بان محمدؐ پر
 ہوا دل مضرب کھوں میں سو ڈبڈبا آئے
 اجازت بادل ناخواستہ دی رن میں جانکی
 یہ سبھی کی طرح خنجر بکھن میدان میں آئے
 یہ پہنچے لڑتے لڑتے دم زدن میں قرب لشکر تک
 شہید آخر ہوئے تلوار خون آستانم دشمن سے
 جو دیکھی عونؓ نے بھائی کی کنش پاک میدان میں
 کیا اک وار میں بھائی کے قاتل کو سقر وہیل
 بڑھے خود رکھ لیا فوج عدو کو باڑھ کے آگے
 نواسہ فاطمہ کے جھڑپار کے پوتے
 لہو عجز دادب میدان میں جانے کی اجازت لی
 وہ فرمائیں تو بیاسر کٹا دو جاؤ رخصت ہو
 امام دوسرا مردن تھے شغل عبادت میں
 کہی تحسین پیہم جوش ایمان محمدؐ پر
 مگر فوراً زبان پر کلمہ ضبط سکوں لائے
 کہا نور نظریاں جاؤ مے تم کو خدا کی
 شان دیران پر ہر طرف سے برسائے
 مسلسل زخم کھائے سان پاپے سینہ دستر تک
 ٹہنات چھپے نہ اصلا ہر گھنٹن بھی قدم رن سے
 اجازت لی بڑھایا مرکب چالاک میدان میں
 بہت سے نامرادوں کو جہنم میں کیا داحسبل
 سپاہی سامنے سے ہر طرف بے ساختہ بھاگے

دستارہ دور سے فوجوں کو ابن سعد کرتا تھا
 بچا کر انھیں عبداللہ ابن قطن طائی
 کیا جو بنی مہین مدینہ اسلام پر حملہ
 والا ہو گئے اور ان کو مجروحاً جہاں سخن دوڑا
 مگر خود سامنے آتے ہوئے میاں میں ڈرتا تھا
 حسین ناخلف بیدار اگر شیطان کے بھائی نے
 کیا جانبا زحق فتاح فوجِ شام پر حملہ
 ہوئے ہر شہ شہید ایمان ماسبق دونوں

شہادت حضرت ابو بکر عبداللہ بن حسن بن علی رضی

ابو بکر گرامی یعنی عبداللہ بن حسن آگاہ
 چچا کے سامنے اذین دغا کے واسطے آئے
 کیا ان کو بھی سینہ سے گالا اپنے حضرت
 یہ فرزند حسن و جمال و نکل و صورت ہیں
 غرض یہ ہی کہ تھے ممتاز تر فرزندہ سیرت تھے
 نہایت تیز دستی سے نہایت سر فردی سے
 وہاں پہنچے جہاں تھا عمر ابن سعد اتنا وہ
 اٹھا کر نیزہ و خنجر کیا یہ عنزم مستحکم
 مگر یہی گرگ باران دیدہ فوراً پشت مڑ گئے
 برادر زادہ و ابن حسن سبط رسول اللہ
 لہذا کریم آداب امامت مسیحا بجائے
 بڑھے یہ بھی سوائے میدان بجاہ و شوکت و جنت
 فضائل میں فضائل میں شجاعت شہادت میں
 پھر اس پر طرہ یہ سرسخت صہلانے شہادت تھے
 قلم کتے ہوئے سر اشقیاء کے گرم پوستی سے
 اٹھا کر تیغ لپکا میسر لشکر پر بنی زادہ
 کہ ابن سعد ہی کا خاتمہ کر دیکھے بیکے م
 اتر کر جا چھپا پیدل رسالہ میں کسی ڈھب سے

چلی باہم گر تلوار اس موقعہ پہ شہادت سے بہت مارے گئے فوجی ہوئے مجروح کثرت سے
 نہ پایا قلب میں لشکر کے جب تلوار لشکر کو لٹپھیر آپ نے بھی سوتے میدانِ خوشِ اطہر کو

بختری شامی و حضرت عبداللہ کا مقابلہ

سپہ سالار کو جب پیدلوں میں مضطرب پایا تو اک شامی بہادر تیغ بر کف سامنے آیا
 یہ شامی بختری ابن عمر قزاق فطرت تھا نہایت سرکش و مغرور تھا مائل بہ نخوت تھا
 بہ کبر و ناز ابن عمر سے بے ساختہ بولا کبھی جنبش کماں کو دی کبھی تلوار کو لولا
 کہا لے میرے لشکر کیا ہوا وہ تاج سالاری نہیں زیبا تجھے زہنہار دعوئے سپہ داری
 دکھانا ہے سپہ سالار ہو کر پشتِ غازی کو کھتا ہے قضا اپنے لئے مردِ حجازی کو
 کہا یہ عمر ابن سعد نے فرطِ ندامت سے بلا شک بختری میں بچ گیا اس دم ہلاکت سے
 اگر بیچ کر نہ میں اس وقت میدان سے نکل آتا یقیناً پنجہ تیغ قضا میں آپ کو پاتا ہا
 اگر تو اپنی قوت اپنی شہ زوری پہ نازاں ہے اگر تو اپنی قوت اپنی شہ زوری پہ نازاں ہے
 تو لیکر ایک ستہ پانچ سو فوجی جو اولوں کا برائے قتل عبداللہ فوراً دن کی جانب جا
 بہنڈی تاریخ میں لیکن میر کی اک شہادت ہے رقم یہ ردھتہ الاحباب کے اندر روایت ہے
 صوفی کا حوالہ بھی دیا ہے کھنے والوں نے کھے ہیں افغان کر بلا اکثر رسالوں نے

مے پیش نظر اس وقت ہی مطبوعہ مخزن
 کہ یہ تصنیف پاکیزہ ہی بارہ سوا اٹھتر کی
 کہ میں نقاش ابن خلدون دیو جا ہوں
 سپاہی پانچ سو سہرا لڑنے کے لئے لایا
 کیا محصور عبداللہ کو مہر بد اختر نے
 بلا یارن میں حاصل حجاب کو شیر مجازی نے
 میرا مخدوم تیرا سیر سے بے بعیت ہوں
 با پلٹے سپہ سالار رن میں بختری آیا
 بنا یاد ابرہ ان فوجوں کا فتنہ پرور نے
 کھڑا دیکھا جو خود کو زغہ اعدا میں غازی نے

فیروزان اور بختری کی جنگ

پکارارن سے فیروزان مولائے یگانہ کو
 یہ تینوں نامور آواز عبداللہ پر آئے
 بجز آل عبا اعیار کہنے کو نہ تھے باقی
 غلام خاص فیروزان تھا غازی دلاور کا
 نہایت بے جگر لڑنے میں تھا صمد ہار تھا
 محمد بھی اس بھی دونوں کیتاے زمانہ تھے
 مقابل بن کے عبداللہ کا خود بختری آیا
 محمد بن السن کو اور اسرار بن دحانہ کو
 تمام آلات حرب و ضرب کو خود ساتھ میں لائے
 مگر یہ تین خدمت کیلئے تھے رکھے باقی
 بجائے خویش مرد و منتخب تھا یہ عرب بھر کا
 مخالف بچ نہ سکتا تھا یہ جب بخر پکڑا تھا
 شجاعت میں تھے لاثانی مگر بے ادب داندھے
 مگر فی العود فیروزان نے گھوڑے کو چمکایا

لیا نیزہ کی زد پر بخت سری کو ڈانٹ بتلانی
سواروں پر گئے تینوں لاہر برقی کی صورت
کمال فن سے فیروزان کے تھا بختی حیران
بہت گھمان کا تھا معرکہ میدان میں جاری
ہوا میدان میں اب بختی کا بخت برگشتہ
مکک جب تازہ پہنچی پیشتر کے لڑنے والوں کو
بڑھایا بختی و شیت نے فوجی سواروں کو
قیامت آتے آتے سامنے ناپاک پر ڈھائی
کیا ہر ایک نے استرار پر حملہ لہبار شدت
بچا کر جان بھاگا سامنے سے بے سرو سامان
بہت تیزی سے تھے تھخہ جہنم کو روانہ جاری
مکک کو لایا شیت ابن ربیعہ کی اک نیا دستہ
دلانی بختی نے اور غیرت بدسگالوں کو
لیا نغے میں پھر لشکر نے چاروں نامداروں کو

شہادت اسد و فیروزان

اسد شیر نستان شجاعت رن میں کام آیا
تھا سارا جسم فیروزان چکنا چور زخموں سے
سکت باقی نہ اعضا میں ہی قوت ہی زائل
یہ منظر دور سے جو وقت عبداللہ نے دیکھا
صفوں کو صاف کئے آپ فیروزان تک آئے
ٹھہرایا نیچاں کو اپنے آگے اپنے توشن پر
پیاسے جان فیروزان کے تھے سارے فدا کیا
مال کار غازی ہو گیا مجبور زخموں سے
ہوا معلوم اب گرنے کو پشت نہیں سو گھائل
بڑھایا سوتے فیروزان فوراً آپ نے گھوڑا
قبیل راہ الفت صاحب ایمان تک آئے
یہ چاہا خیمہ تک پہنچادیں خود غازی کو بچا کر

مگر تو سن سو بار اٹھانہ اصلاد و سوار و نکا
 بہا و تیغ زن مرکب سے اپنے خود ترا یا
 قضا کا حکم لیکن بے نیاز پاسداری ہو
 ابھی کچھ دور فیروزان کو لائے تھے عبداللہ
 ہو اہی شہید عشق فیروزان جنت کو
 رہن جنتی کی بخش کو پہنچا کے عبداللہ
 اس کے قابل یکیش کو فی النار فرمایا
 اگرچہ سترہ تھے زخم کاری جسم اطہر پر
 ہوا مجروح زخمی بختری بدبخت میاں میں
 امیر فوج کے ہمراہ بھاگی فوج بھی ساری
 پریشاں ہوئے ابن سعد میاں میں چلا آیا
 پسر آجگار کا یوسف بہ شکل سامنے آیا
 کہا یوسف نے تم کیسے سپہ سالار شکر ہو
 بگڑ کر عمر ابن سعد بولا مرد نادان و اقف
 نہیں لڑنا ہمارا کام ہم تم کو لڑاتے ہیں
 تقاتب بھی کیا اعلانے دونوں جانثار و نکا
 چلا مجروح کو ہمراہ لے کر صورت سیا
 کہ لا یستقدکون ساعتا از شاد باری ہو
 کہ حکم حق سے آپہنچا فرشتہ موت کا ناگاہ
 گیا دار فنا سے صاحب ایمان جنت کو
 سونے فیج عار دہکتے ہوئے پھر آئے داسفہ
 فرس کو بختری کی سمت پھر میاں میں دوڑ آیا
 مگر پھر بھی کیا اس شان سے حملہ بد اختر پر
 بچا کر جان بھاگا چوٹ کھائی تخت میاں میں
 ہوئے لڑنے عاری چند ساعت تاکتیا ناری
 کسی فوجی کو ڈانٹا اور کسی امیر کو دہمکایا
 ہوا ناراض الثامیر لشکر پر یہ بے مایا
 کہ خود لڑنے سے ڈرتے ہو مگر ناراض ہم پر ہو
 سپاہی ہو کے تو اتنا نہیں لے نامر و اقف
 دہی کرتے ہیں ہم اوپر سے جو احکام آتے ہیں

عبداللہ عالم نے دیا ہر حکم یہ ہم کو
 بس اے یوسف ابھی میدان میں جا کچھ کا کچھ
 پئے گفتن ہی کہتے گفتگو یہ لب پہ آئی تھی
 لبہ اکراہ یوسف عرصہ پیکار میں آیا
 کلیجہ کا پتتا تھا دل پر اسانوں لرزاں تھے
 ابھی میدان میں یہ آکر سنبھلنے بھی نہ پایا تھا
 کہ عبداللہ کی تلوار چلکی اور پڑی سر پر
 بڑھا یوسف کا بٹیا اور بھتیجہ متحد ہو کر
 کوئی تہنا نہ لڑنے کو بڑھا مرد مجازی سے
 لڑائیں ہم جلد سے ہر معرکہ ہر منظر کو
 کیا جا بیگا ورنہ بے گماں سمجھ کو ہنہر خجہ
 پکڑ کر یوسف بے کارواں کو موت لائی تھی
 اجل کے ہاتھ بکنے جنگ کے بازار میں آیا
 فرشتے موت کے میدان میں خنجر بدمال تھے
 ابھی پیش مقابل نیزہ و خنجر اٹھایا تھا
 زمیں پر سرگرا اکیبار گردن سے جلا ہو کر
 مگر دوزخ میں پہنچے یہ بھی دونوں کشت خود کر
 سپاہی اور افسر سب لڑزاں خوف غازی سے

حضرت عبداللہ کی تشنگی اور تعاضلے آب

بہہ نازک رنا زمین شد زور لقبویرید الہی
 قریب حضرت عم العطش کہتا ہوا آیا
 کہا اے عمی قبلہ پیاسا ہوں ملے پانی
 کہا اے لختِ دل کو تڑسا غسائی کوثر
 حسن بن علی کا چاند تنویر ید الہی
 جہلم سے خود و بکتر سے ہو بہتا ہوا آیا
 کہ ہو لطفِ خدا سے مگر کہ یہ سر پہ آسانی
 کہڑے ہیں دیر سے ہمراہ حیدرِ خلد کے در پر

وہ دیکھو بھائی صاحب سامنے وہ جلوہ آ رہا ہے
 وہ دیکھو اٹھ رہی ہیں قلم تو حیرت میں ہیں
 وہ دیکھو راہ تسلیم درخشاں سب کے سرخ نہیں
 کہ آبِ تیغ دیکھاں سے ہیں تسکین پانی ہی
 کلیجے سے لگا کر ہر طرح کی تفت افزائی
 کہا محل من مبارک زچہرے کے سامنے آ کر
 کوئی افسر نہ آیا سامنے لڑنے کو لشکر کا
 چلے ہر سمت سے تیغ و سنان و نیزہ و خنجر
 یہ سب جنگ آزما میدان میں قہرٹا ماتے تھے
 تو عبد اللہ بن عقبہ سپاہِ شام کا پیادہ
 ہوئے آمادہ دیگر اشقیاء بھی ترک تازی پر
 کہ اس در سخت کو جس نے بزم دہر سے کھویا
 ہو اگم آسمان معرفت کا ماہ میدان میں
 شہادت پائی فردِ دُحٰن سب بٹ پھینے
 مگر شکر خدا بن کر یہ آواز نہاں نکلی

رو اور دوش اماں جاں بھی تشریف فرما ہیں
 رواں ہیں سامنے وہ کوثرِ تسلیم کی نہریں
 غمناک منتظر سارے بزرگانِ مکتوم ہیں
 حرام اے نختِ دل ہم پر یہاں نیا کا پانی ہے
 غمِ صبر و سکون و ضبط کی تسلیم فرمائی
 بٹھے میدان کو عبد اللہ پھر دریں سکوں پا کر
 مگر لڑنا عار و جانے ہوئے تھے اس دلدار کا
 ہوتی بلخار و دیورش ہر طرف گم و غازی پر
 قریب آ کے ناری دور سے نیزے چلاتے تھے
 ہوا زخموں سے چکنا چور جب مجروح شہزادہ
 بڑھا تیر و کماں لیکر چلائے تیر غازی پر
 کھانا دک غنوجی ناپاک کا تیر و قنا گویا
 ہوئے واصل بحق بوکر عبد اللہ میدان میں
 جہاں کا رخ کیا بزم جہاں کی ابن حیدر نے
 حسین سید کو نین کے لیے فناں نکلی

الہی روح عبد اللہ پر ہوں رحمتیں نازل مدام اس مرد حق آگاہ پر ہوں رحمتیں نازل

حضرت سیدنا امام حسن کی شفقت و محبت کیسا تھ

حسنؑ کو زینب کا یہ خاطر یہ محبت دل حیدرؑ
 بجائے حسرت و تشریف فرما تھے مدنیہ میں
 سلامی نو بہا لان چن آگے ہوتے تھے
 مٹنے پر کبھی اظہار شفقت تھا عطا میں تھیں
 کبھی ہوتی تھیں عبد اللہؑ کو کچھ پیار کی باتیں
 بجا یک مسکراتے کھیلنے فائزؑ نظر آئے
 کلیجہ سے لگایا، حلق چوہا، پیار نہرایا
 دینے سے لب عارض کو لٹکا لکھتے تھے
 کہا اے محبت دل سے راحتِ جاں کو مرچے
 نہیں لکھ کر نیا تو یذہم اک آج دیتے ہیں
 مگر اے راحتِ جاں نقش یہ وہ اسمِ اعظم ہے
 کبھی اس کو نہ ہرگز کھولتا تم اپنے بازو سے

امیر نوجوانانِ جہاں نسر زینبؑ
 نمایاں رحمت و رافت کا تھا اک جاشِ منیہ میں
 شگفتہ آپ بچوں کو شگفتہ پاکے ہتے تھے
 کبھی اکبرؑ کبھی عونؑ و محمدؑ کو دعائیں تھیں
 کبھی ہوتی تھیں حاجبِ اقارب سے ملاقاتیں
 قریب سبط زہراؑ راحتِ جاں دگر آئے
 محبت کا نئے انداز سے اظہار نہرایا
 جگر کے کرے آنسو بن کے دامن پر نظر آئے
 میں قریاں مٹپہ عند اللہ ہوں تم کس قدر اچھے
 نویدِ قرب یزدالِ مردہ معراج دیتے ہیں
 اثر جس کا بطور راز پنہاں رازِ محکم ہے
 حیدرؑ نہ اس کو بھول کر کبھی اپنے پہلو سے

کرنا فکر یہ کھنڈے سے اسکے مدعا کیا ہے
 نہ اصلاً مثل شکل کی کوئی صورت نظر آئے
 گرفتار ہجوم خطرہ و دسوا س ہو جاؤ
 بلا شک کھونا اور یاد کرنا پیشتر ہم کو
 مطالب جو تخیل میں مناظر گر آئیں
 جو شکل پیش آئی ہو اسے اس طرح حل کرنا
 کیا کچھ پڑھنے کے دم قلب دہیں پر چشم و ابرو پر
 کیا حضرت اباخرق قائم حضرت ابا ماں کو
 سراپائے جمال صورت خیر البشر قائم
 محسم لوز نقیویر جمال مصطفائی کھفا

سمجھی پڑھنا نہ اس کو اس وقت سے کھنا کیا ہو
 مگر جب کوئی شکل پیش تم کو سخت تر آئے
 دغور فکر و غم سے تم اگر بے اس ہو جاؤ
 تو اسے نور نظر اس وقت تم اس نقش اعظم کو
 حروف اس نقش پر کھنڈے ہو کچھ نظر آئیں
 انہیں پڑھنا انور و منکر پیران پر عمل کرنا
 یہ کہ کچھ لکھا پھر کھکے با مدعا نقش بازو پر
 لگایا پھر کلچر سے دوبارہ راحت جاں کو
 حسن کا ماہ پارہ راحت جان و جگر قائم
 جہان دہری جان جہان در یابی تھا

حضرت قائم کی حر و صفا و اجازت طلبی جنگ

خیال انتقام آیا یکا یک قلب روشن میں
 کہاں عجز سے میدان میں جانے کی خواہش کی
 کہاں سے راحت جہاں زندگی کام ہو سراپا

شہید باغ اعظم ہو گئے قائم کے جبارن میں
 حضور شاہ میں آئے بصیرت گزارش کی
 امام دوسرے نے فریاد سے منع فرمایا

ہو تم کو زلفِ رقصیہ پر ہوتم میرے بھائی کی
 میں تم کو سر کٹانے کے لئے کیونکر اجازت دوں
 اعزازِ افسانہ سب دیکھ لے جائیں وہ حق ہیں
 نہ اگر ہیں نہ جعفر ہیں نہ عبداللہ باقی ہیں۔
 فقط اب تم ہو یا بیہودا اک سجاد باقی ہو
 نہیں دل کو گوارہ تم بھی داخل ہوتے ہیں

نظر تم میں جہلک آتی ہے شانِ مصطفائی کی
 طبیعت مضطرب ہو کس طرح اذینِ شہادت دوں
 مٹے اجناس سارے اللہ خلاقِ مطلق ہیں
 نہ اب عونؑ و محمدؐ بھی جہاں میں آہ باقی ہیں
 تمہیں دونوں سے فریجِ عالم ایجاد باقی ہو
 تمہیں روحِ رواں ہو لختِ دل میری اُمیدیں

حضرت علیؑ اصغرؑ کی شہادت

ابھی جاری تھیں یہ باتیں چچا کی اور بھتیجے کی
 علیؑ اصغرؑ کے رونے اور سکینے کی صدا آئی
 کہا دیکھو تو بابا جان ان کو ہو گیا کیا ہے
 کہا زینبؑ نے بھائی اب تو اصغرؑ پیاس کے مارے
 کوئی لیجا کے حال اٹھا سترگاردوں کو دکھلانے
 رام دوسرانے ان کی نازک بچکر حالت
 زباں اپنی چھائی فرطِ رحمت فرطِ اذیت سے

ابھی سنو رہتی صورت نگاہوں سو نینتے کی
 سکینے نغمے بھائی کو اٹھا کر گود میں لائی
 یہ کیوں روتے ہیں بچا کیوں نہ جی ہو جاہرا کیا ہے
 کوئی دم کے ہیں جہاں اپنی آنکھوں کی تارے
 سپاہِ اشقیاء کو اپنے شاید رحم آجائے
 لیا فوراً ہی آنسو شہادت میں لید شہادت
 اٹھا یا دونوں پر باہر کولے آئے مہبت سے

کہا ہے عمر ابن سعد نے افواج سنگینوں
 یہ مانا میں مخالف ہوں نہیں مجھ سے عداوت ہے
 یہ سچے شیر خوار بے زباں مہصوم و کسن ہے
 مخالف ہوں نہ تم اسکے نہ یہ دشمن تمہارا ہے
 جفا و جور بچوں پر نہیں جائز زمانے میں
 فضائے عالم انسانیت کا واسطہ متکو
 عطا اس کسن مہصوم کو دو گھونٹ پانی ہو
 شقاوت لے معاذ اللہ شقاوت بہنہاد دہکی
 بجائے آب انبائے اسد نے بڑھکے میدان سے
 چلایا تیر ظالم حرمہ زہر زند کاہل نے
 گلوئے ناز کو تیر ستگر کاٹ کر نکلا
 کیا اظہار بیدردی و بے رحمی ستگر نے
 زیادہ اس سے کیا ہوگی ستم کوشی و خونخواری
 دردن خیمہ لیکر نشنہ پتھے کی امام آئے
 خواہن منظم صرف شیون وقف تام بھتیں

یہ سچہ ہی و فورت سنگی سے بنم جاں بسیل
 تمہارے دل میں مجھ کو بے سبب سنج دکھ دیرت ہے
 کہ وہ اس پر تو کچھ لطف و کرم گرم سے ممکن ہے
 رو اس پر تشدد ہو نہ ظلم اس پر گوارا ہو
 کھلونے فذر رتی ہیں یہ زبانی کار خانے میں
 رواج و رسم و راہ قومیت کا واسطہ متکو
 کہ شاید از مسر لڑاس کو حاصل زندگانی ہو
 ہوئی اصلانہ کم کچھ بربریت نامرادوں کی
 تو اضع اصغر مہصوم کی کی آب پریاں سے
 نشانہ حلق اصغر کو بنایا ہے قاتل نے
 لب پریاں ہو اس نازنین کا چاٹ کر نکلا
 ٹرپ کر جان دی دوش نشہ والا پڑھنے
 رہے گی تا ابد تازہ یہ رو واد جفا کاری
 نکتہ خاطر و نمکیں شہ عالی مقام آئے
 مگر اللہ کی مرضی پہ شاکر خوگر غم بھتیں

الہی ہم پہ کرتے ہیں مظالم جو فرد مایا
مگر امہاد کا طالب ہو کچھ سے تیرا یہ بند
ہیں تو نیت صبر و ضبط و استقلال مولا سے

اٹھا کر رخ کو سوائے آسمان حضرت نے فرمایا
نہیں شکوہ ہیں کیا ہو رہا ہے خدا و ندا
الہی ان حفاؤں کا شکر گاروں سے بدلہ لے

حضرت قاسم کی دوبارہ اجازت طلبی

ابھی ڈوبے ہوئے اٹک لے واں میں یدہ تر تھے
ادب سے عرض کی اے قبلہ عالم جہاں پر در
مجھے اب زندگی بارگراں معلوم ہوتی ہے
پیا سا ہوں مجھے جاہ شہادت و محبت کیجے
طلب کی نصرت و امداد پیغمبر مہینے سے
غشی ہی ہو گئی طاری و فور غم میں لڑوں پر
فرشتوں نے نضائے عرش اعظم سے دعا میں دیں
نظر کے سامنے والد کا حسین بے مثال آیا
عیان ہوتی رہا کرتی ہیں جسکی برکتیں اکثر
بہشت شوق نیکر سامنے دل کی مراد آئی

ابھی تسکین مستورہ میں مصروف سرور تھے
قدم پر گر پڑے قاسم باذوہ عالم آ کر
مجھے تار یک اب بزم جہاں معلوم ہوتی ہے
خدا را مجھ کو لڑنے کی اجازت و محبت کیجے
بیتجہ کو شہ دیں نے لگایا اپنے سینے سے
ادھر پہنچی بندھی قاسم کی روتے اس طرف سرور
عروس رحمت باری نے دامن کی ہونہیں میں
اسی دوران مدہوشی میں قاسم کو خیال آیا
بندھا تھا عالم طفلی سے جو تعویذ بازو پر
ادنی نقشب حسن کی آج شہزادہ کو یاد آئی

فشی زائل ہوئی سمجھلی طبیعت چین سا پایا
 حیدرانی العزیز نقشب پاک کو باز دستے مزایا

حضرت امام حسن کی قائم کو وصیت

پڑھی تھی سر پر تنہائی میں سب نقش منظم کی	ہمارا تباہی کی جان بکے بیٹے کو وصیت تھی
اس نے صاف اپنے تختی قائم کو کھٹا	کہ لے جان نما عنقریب کہ وقت آبرگیا
ہاں ہے بعد محشر کربلا میں اک بپا ہوگا	ہمارا خاندان کا خاندان سب میں فنا ہوگا
حسین پاک کا دشمن یزید نا خلف ہوگا	ہمارا خاندان بھوکا پیاسا سب تلف ہوگا
تباہی آئے گی بیٹا ہی کے خانوادے پر	چلیں گے تیغ و خنجر دشت میں ہر شاہزادے پر
مے تخت جگہاں لے لے مے تخت جگہ قائم	مری آنکھوں کی ٹھنڈک سا مے نور نظر قائم
چچا پر جب تھا سے دشت میں وقت بدائے	اٹھیں جب قتل کرنے لشکر اہل حسد آئے
چچا پر تم بھی اپنی جان کو قربان کر دینا	خدا کی راہ میں جان قربان کر دینا
پڑھی جو وقت یہ تخریر شاداں ہو گئے قائم	پہلے کے وصیت علی پہ حیراں ہو گئے قائم
یہ تھا وہ علم جو اللہ نے بخشا تھا حبیب کو	یہی وہ علم تھا حاصل تھا جو شیر و شہر کو

یہ تھا وہ علم جس کے شہر اعظم خود پیر تھے
 یہ تھا وہ علم جس کے حضرت مولانا علی دہلوی تھے

سہ پارہ حضرت قاسم کی اجازت طلبی

امام دوسرے سے کہتے ہیں کہ کون آیا
 لبیبہ خاموشی پر ہرگز نہ حرفت مدعا آیا
 حسین ابن علیؑ نے خط حسن ابن علیؑ کا سب
 کہا تخت جگر نشا رحن میں کہ کو چارہ ہو
 کہا ہے لوز دیدہ فی انان اللہ لا جاؤ
 نظر کے سامنے قاسم با ناز و گر آیا
 اسی توفیق کو قاسم نے لیکن نذر نہ آیا
 پڑھا اول سے آخر تک سمجھ کر معنی و مطلب
 مے بھائی کی یہ سحر تیرا کہ غیبی اشارہ ہو
 مری آنکھوں کے تارے ہاں مری آنکھوں کو کھو جاؤ

حضرت قاسم کی میدان داری

یہ شیر ہاشمی شہزادہ یوسف نقا قاسمؑ
 نام آلات حرب و ضربی و آراستہ ہو کر
 نہایت ٹھاٹھ سے میدان میں آیا تیغ چکائی
 زس نے دہریا پاؤں پہ اعلیٰ ستارے کو
 ابھی خیمہ پہ نوسن تھا ابھی میدان میں در آیا
 سارز خواہ شہزادہ رہا کچھ دیر میدان میں
 بیٹھ شیرید اللہی یہ خنجر آرزو قاسمؑ
 اجل اور دشمنوں کے درمیان کا واسطہ ہو کر
 چمکتی دھوپ میں بجلی سی اک ہرست لہرائی
 اڑا یا جنشش تیغ و قضا نے عداوت ہر سر کو
 غناں پھیری جد ہر اکب نے سگ وہ دہر آیا
 مگر تھا مرد میدان کون فوج فتنہ ساماں میں

۵۔ پر اشارہ کر رہا تھا شمر ذی الجوشن
 نہیں اشتعال انگیزیاں کچھ کام میدیں میں
 ہر قاسم کی ضرب تیغ اپنا کام کرتی تھی
 با اس زور سے قاسم نے فوج شام پر حملہ
 واراک سمیت ایک سمت پیدل بھاگے جاتے تھے
 بہادر تیغ زن نے حضرت دوطر اویا گھوڑا
 تھا ابن سعد کا دل بھی لہریں خوف کا مسکن
 پریشانی نہر میت تھی نمایاں عام میدیاں میں
 اوسرا مذیشہ لڑنے سے سپاہ شام کرتی تھی
 ہوئے میدیاں میں صدر ہاشکری بے کلخی دشملہ
 تھے بزدل ہوئے کچھ پنجہ سب جان جاتی تھے
 جو زور پر آگیا ہرگز اسے زندہ نہیں چھوڑا

ارزق شامی کی لڑائی

کیا قاسم نے ابن سعد کی جانب بڑیاں مرکب
 بہادر باپ کے تم کس قدر نامرد بیٹے ہو
 ولادگر سپاہ شام میں باقی نہیں کوئی
 ہزاروں فوجوں سے کتنے ہو بلینا کیوں ہر
 ہمیں بھوکا پیاسا جان کر بھی ہم سو ڈرتے ہو
 اوسر شہزادہ ذبیحہ تھا صرف رجز خوانی
 نجل کربل سے لشکر کے سونے سمیت پہونچا
 بنا از ستخل اس سے فرمایا کہ لا مذ سہب
 قضا سے منہ چھپاتے ہو بڑی قسمت کیسے بیٹے ہو
 منہر میدیاں میں آکر خود دکھاوا ب نہیں کوئی
 اٹھاتے خود نہیں میدیاں میں تلوار کیوں ہر
 ہو میرے سے گریزاں دولت دنیا پر مکتے ہو
 اودھر تھا عمر ابن سعد کا دل خوف سے پانی
 صفوں میں ارزق شامی کو پشت استپ کے دیکھا

کہا ارزق سے ابن سعد نے اے مرد نام آور
 تعجب ہے کہ قائم تیرے ہوتے ہی ابھی زندہ
 دکھا جو ہر سنان دینے کے اے ارزق شامی
 کہا ارزق نے ابن سعد سے بزدل توڑتے ہو
 میں اک کمن پہ ^{دول} لاکھ یہ میری ہانت ہے
 مقابل ہوں میں اک چھوٹے ہیٹے سے فضل نور کا
 کہا ارزق سے ابن سعد نے تو یہ غلط سمجھا
 علی شیر خدا کا قائم شہزور پوتا ہے
 بنا پائیں نہ اب ہاں جلا جارتے کو میدا نہیں
 کہا ارزق نے قائم سے میں لٹنے خود نہ جاؤنگا
 کرٹک کر چاروں بیٹوں کو بلا یا سامنے اپنے
 لبطا ہر تیغ زن چاروں اسپر معلوم ہوتے تھے
 بٹے بیٹے سے ارزق نے کہا اے جنگجو لٹکے
 ابھی میداں میں جا سرتن سے قائم کا جا کر دے
 دلاور بلیتن یہ چھو متا میدان میں آیا
 سپاہ شام میں بیشک کسپین تیرا کوئی ہمسر
 مجھے اس لوجواں سے کر نہ ای شہزور شرمندہ
 مٹا نام عدد دنیا سے اے نام آور و نامی
 سہر میداں مے آگے مری توہین کرتے ہو
 شجاعت سے مری لڑاں ہر اک اہل شجاعت ہے
 لگا برحبتہ اس توہین سے دل پر مے دہسکا
 نہیں سمجھا اگر قائم کو کس ہی فقط سمجھا
 یہ وہ ہے جس پہ دہو کا حیدر صفدر کا ہوتا ہے
 نمایاں کر جو دم خم ہے تڑپتی شیر عریاں میں
 مگر سر اس کا گردن سے اتردا کر منگاؤنگا
 امیر فوج سے سب کو ملایا سامنے اپنے
 جری و فتنہ خوب یاد گر معلوم ہوتے تھے
 سنان دینے کے جو ہر دکھا قائم سے تو لٹکے
 قیامت عصہ پرکار میں تازہ بپا کر دے
 اکھٹائی تیغ گھوڑوں کو کیا ہمیںز چلا یا

سپر اک ہاتھ میں ~~دست~~ شمشیر عریاں بختی
 مقابل کو تنگ دور سے لدا کار تا آیا
 اٹھایا ہاتھ کھینچی تیغ چاہا چھوڑ ڈھے خنجر
 فنون جنگ سے واقف تھا آگے کو سپر کردی
 شکستہ پا کے نیزہ کو اٹھائی تیغ قاسم نے
 سپر پر شاہزادے نے مگر تلوار کو روکا
 بڑے تیغ عدو نے پلین سے ڈھال کے ٹکڑے
 عتب سے ڈھال لاکر دوسری ابن انس دی
 عامہ بچھا کر ابن انس نے زخم کو باندھا
 بچا پہلو بچا کر شاہزادہ تیز دستی سے
 ڈھلک کر خود سر سے گر گیا چوٹ آئی کچھ میں
 جٹائیں کھینچ کر پٹا دیا گھوڑے کو غازی نے
 زمین پر دھڑ سے لے مارا گھا کر ابن ارقم کو
 سپر کے قتل ذلت خیز پر دیا بہت ارقم
 بڑھا قاسم سے لڑنے کے لئے مقتول کا بھائی

شجاعت رخ سے طاقت دست دبا زونما بختی
 فرس کو ہر دم پر پھوڑوں سے مارتا آیا
 کہ قاسم نے کیا نیزہ کا فوراً دار سینہ پر
 انی نیزہ کی توڑی ڈھال کو فوراً بہ پار دی
 بدل کر پیتڑہ چھوڑی ادب تلوار ظالم نے
 بجلت رخس کو پیچھے سٹھایا دار کو روکا
 بڑھے قاسم اڑانے دشمن بد حال کے ٹکڑے
 گر دکھا کہ پشت دست شہزادہ کی ہے زخمی
 دوبارہ کر دیا فرزند ارقم نے پھر اک حلا
 گرا قاتل زمین پر چھونک کھا کر بوش مستی سے
 لٹیں بلوکی لیکن آگئیں دست و لا در میں
 دیا خود سر کو چکر ہر طرف مرد حجازی نے
 کیا فی النار یوں آخر عدوے دین برحق کو
 ہواناری کا رنج ویاس سے منہ نق کلچہ شق
 سیر میراں سے بھی کھینچ کر دامن فقنا لائی

ہنز اکثر دکھائے نیزہ دشمنی و خنجر کے
 بھڑک کر تیسرا بھائی بہ چوہن انتقام آیا
 ارادہ کر دیا ارزق نے خود میدان داری کا
 بڑھا چو بھتا پس میدان کی جانب باپ سے پہلے
 کیا شہزادہ ^{نیزہ} پر حملہ مقابل سے
 کٹا شانہ سے دہنا ہاتھ گھوٹے سے گراناری
 نضائے لوز میں گونجیں دعائیں فتح و نصرت کی
 ادھر ارزق لعین و غضب میدان میں آیا
 کئے نیزہ کے بارہ وار چوہن غم میں غازی پر
 ہوا میلانہ اک متھے بدن اس مرد میدان کا
 کیا نیزہ سے حملہ فتنہ جو لے اسپ غازی پر
 محمد بن اسن میدان میں لائے دوسرا مرکب
 ہنر صد ہا دکھائے جنگ کے ارزق نے گورن میں
 نتیجہ کچھ نہیں نکلا گر زور آزمائی کا
 کہا غازی نے حربے اور چاہے جتنو اب کئے

مگر پہلو میں کھا کر نیزہ ساری گرام کے
 اجل کے ہاتھ یہ ناکام بھی میدان میں کا آیا
 تماشا کر رہی تھی فوج اسکی آہ و زاری کا
 پادر سے کہہ گیا میں جان دوں گا آپ سے پہلے
 پٹری تلوار حسب تلوار چھوٹی دستہ قاتل سے
 جہنم آشنا پہنچا جہنم تک نصیب خواری
 بجائیں جھک گئیں سجدے کو مشاق شہادت کی
 زباں پر گفتی ناگفتی الفاظ کچھ لایا
 یہ قدرت مگر آما دہ تھا بندہ لوزی پر
 گیا ہر دار خالی ارزق خنجر بہ اماں کا
 گرا گھوڑا زمین پر زخم خوردہ کاٹ کر چکرتا
 تماشا دیکھتے تھے جنگ کا فوجی سپاہی سب
 رہو آلات حرب و حرب بھی گودست ہنر میں
 نظر آیا خلافت آرزو نقشہ لڑائی کا
 ارادے جو نہاں سینوں میں ہوں پورے وہ سب کئے

یہ کہہ کر سن کے پینچ جب قاسم نے میدان
 چمک سے تیغ کی جھپکی نگاہ ارزق شامی
 کہا قاسم سے یہ تلوار تو میں نے خریدی تھی
 تعجب ہو کہ پہنچی آپ کے ہاتھوں میں کیونکہ
 سمجھ کر یہ بزمِ جنگ تیار ہے مجھے دشمن
 بہت شہرہ ہو سنا ہوں تری میدان داری کا
 جبکہ ارزق سہل کر تنگ کی جانب نظر ڈالی
 مگر یہ تیغ ماری کہہ کے **إلا اللہ** غازی نے
 گرا ارزق کا لاشہ پشت زین کی ہو کے دکھڑے
 رام دوسرے بڑھ کے قاسم کی جبین چومی
 کہا قاسم نے عم محترم مل جائے گر پانی
 طہورِ خلد کی شہ نے بھتیجے کو بشارت دی
 رام پاک کے دست کرم کو چوم کر قاسم
 نہرِ عمیت خوردہ فوج شام لٹنے کی گریزاں تھی
 کئے ددین حملے پہ پہے غازی نے دشمن پر

شجاع مہربن کر برق سی کو ندی بیاباں میں
 بچایا وار کو چھائی مگر ظالم پہ ناکامی۔
 دیئے تھے لاکھ درہم زہر میں بھوکے کلمی تھی
 کہا قاسم نے بیٹے سے تھے چھینی کی اور دوسرے
 مجاہد مسکرا کر یوں ہوا **آن** پہ طعنہ زن
 مگر ہو تنگ ڈھیلا بے خبر اب تک سواری کا
 بجلت وار کرنے کو بڑھا شہزادہ عالی
 دکھائی صولیت شہزادہ کی واہ غازی نے
 ہونے نام دم کھڑے تھے شامیوں کے سر میں جھٹکے
 مبارکباد و اوج آسماں نے دی زمیں چچی
 باذن اللہ ہو فوج عدد کا زور سب فانی
 نویدِ حاضر کی بزم سلطان رسالت دی
 بڑھے پھر تیغ برکت تاصفوف لشکر ظالم
 سپاہِ نیجاں ہیبت زدہ سردگر بیباں تھی
 بہت سے زخم تلوار کی کھائے پٹ پٹ گردن پر

مگر پیچھے سے آکر دابر سے تھے بے بہت
 پہ سالار نے پیچھے سے فوج آگے بڑھائی تھی
 عقب سے فوج حملہ کے لئے ہوتی تھی آمادہ

کسی کو سامنے سے حملہ کرنے کی نہ تھی جرات
 شباب جنگ تھا جاری لہر شدت گرائی تھی
 صفوں میں حسید آگے کو بڑھ جاتا تھا شہزادہ

شہادت حضرت قاسمؓ

چلا دی بے جیانی تیغ فوراً پشت قاسمؓ پر
 سیہ کار دوقوی ہیکل مجسم روسپاہی تھا
 گرا شہزادہ پشت زین سے یا عمامہ فرما کر
 مگر روکا سیہ باطن نے فوراً ہاتھ پر خنجر
 گرا دھڑ سے زمین پر خون کا چشمہ ہوا جاری
 کیا پائے اجل نے ریزہ ریزہ جسم سالم کو
 زمین پر قبلہ رو تھا جاں بحق کو شہزادہ
 بدن سزنا بپا زخموں سے چکنا چور تھا سارا
 زباں سے حالت رقت میں الفاظ جاری تھی
 نہ کھاپا رحم قائل نے تمہاری لوجوانی پر

یکایک عمر ابن سعد نکلا لڑنے کر خنجر
 یہ عمر سعد از دی خاندان کا اک سپاہی تھا
 لگادہ زخم کاری تیغ کا پشت مبارک پر
 لپک کر شاہ دین نے تیغ ماری عمر کے سر پر
 گٹا کہنی سے دہنا ہاتھ چیخا زور سے ناری
 کچل ڈالا خود اسکی فوج کے گھوڑوں نے ظالم کو
 امام دوسرا قاسمؓ کے بالیں پر تھے استادہ
 ہو کاہر بن موسے رواں تھا ایک نوارا
 حصور اندوہ کے عالم میں صرب انکباری تھی
 ہو لطف اس ظلم رانی اس ستم اس حق چکانی پر

مے لختِ جگر ~~بزرگ~~ کے طالب ہو تم مجھ سے
 میں چاہوں بھی تو اب کوئی اعانت کر نہیں سکتا
 ہو تم اے نوز دیدہ اوجِ علیین پر ناز
 چچا اب تک تمہارا اے عزیز اذہاں ہو دنیا یا
 تمہارا منتقم لادیبِ خلائقِ دو عالم ہے
 ادھر لب پر رام پاک کے نعے یہ جاری تھے
 ہوئے واصلِ حق آخر شہادت پائی قاسم نے
 ہوئے قاسم بھی شاملِ اہل حق میں حق رسد میں
 گیا نوزِ نکاہِ حضرت شیخِ حنبت میں
 حسن کا لاڈ لالختِ جگر فردوس میں پہنچا
 الہی واسطہ روحِ شہیداں جانِ قاسم کا
 مسلمانوں کو ذوقِ حریت جو شایاں دے
 محبتِ ملتِ برہینا کی ہاں سچی محبت دے

مگر ہیں تو میں امداد کی سب آج گم مجھ سے
 جہاں تم ہو وہاں جانے کی ہمت کر نہیں سکتا
 مقامِ قرب میں ہو مسندِ تکلیف پر ناز
 مگر تم جلوہ آرا ہو چکے فردوسِ عقیقی میں
 دہی بے شک لصرہ ~~وفا~~ پیر ادیبم ہے
 ادھر قاسم ہم آغوشِ رسالت باری تھے
 جو انانِ بہشتی کی سیادت پائی قاسم نے
 ابھیں بھی لاکے رکھا شاہِ اولائے شہیدوں میں
 ہوئی پہاں سبھی کی چاندیِ تصویرِ حنبت میں
 پد کے سامنے جانِ پدر فردوس میں پہنچا
 الہی واسطہ رنگینے و امانِ قاسم کا
 عطا کر جذبہِ اسلام دل میں نوزِ عرفاں دے
 عطا کر اتحادِ باہمی درسِ اخوت دے

شہیدانِ وفا کا جوشِ مسلم کو عنایت ہو
 عمل کا جذبہِ خاموشِ مسلم کو عنایت ہو

حضرت امام کاظمؑ کا غم جہاد اور حضرت عباسؑ کی میدان داری

خدا کی شان کے ترکانِ گردِ خیمہ اوزر
 نہ خیمہ میں بجز سجادؑ کوئی مرد باقی تھا
 نہ وبالِ باطنی و ذہنی اہلِ اطہر کی امیدِ دینی
 قیامت خیز تھا یہ حشرِ آسا دورِ تنہائی
 امام دوسرے سوائے میدانِ فخرِ دنیا
 یکایک سامنے خیمے کے آئے اسپ دوڑا کر
 ہنوز عباسؑ والا شانِ علمبردارِ لشکر تھے
 عیاں تھا ان کے رخِ سحرِ حیلہٴ شوکتِ شاہی
 مسلسل صبح سے گواہ تھے ہر جنگ میں شامل
 یزیدی خیمہ پر یوز پر جب حملہ کرتے تھے
 محافظ تھے یہ خیمے کے نہ تھا جٹِ سارِ کئی
 عنانِ مرکبِ اوزر انہوں نے تھا ملی آکر
 ابھی عباسؑ زندہ ہی ابھی عباسؑ باقی ہو

نہ اب کوئی نگہاں تھا نہ کوئی موشنِ یاد
 نہ جز عباسؑ حضرت کا کوئی بہرِ دہائی تھا
 طوافِ خیمہ رو جس کر رہی تھیں کچھ تہیدِ دینی
 زمین کر بلا پر ہر طرف تھی بے کسی چھائی
 ادبھر آیارگوں میں خون آنکھوں میں جلا آیا
 علمبردارِ لشکر حضرت عباسؑ بن حیدرؑ
 یہ زندہ یادگاہِ فاتح و احزابِ دخیبر تھے
 تھا انکے دستِ دبانہ میں نہاں زورِ یدِ الٰہی
 مگر اس وقت تک تھے پرچمِ اسلام کے حال
 تو اکثر آپ کی تلوار سے بے موت مرتے تھے
 تھے یہ ہرازِ بھائی کے نہ تھا جٹِ سارِ کئی
 کہا جانِ برادر ہو ابھی موجود یہ چاکر
 ابھی اس کی رگوں میں جنگ کا احسان باقی ہو

ابھی رہنہار آمادہ سہول سرکار لڑنے پر
 اجازت دیجئے میں تشنہ جام شہادت بناؤں
 کہا عباسؑ ہاں اک تم رہی تھے تم بھی جاتے ہو
 رضینا بالقضا کہہ کر کیا عباسؑ کو حضرت
 سیر اقدس پر رومی خود کھا چار آئینہ بریں
 بجائے نیزہ کھا اکل تھے میں اسلام کا تھنڈا
 بڑھا کر تو سن تازی کو میاں میں دیا کاوا
 گرے یہ مہینہ پر مسیرہ کو توڑ کر بھلے
 کسی کا سر قلم نہ کرے کسی افسر کے کر ڈالے
 چپک سے تیغ شعلہ بار کی جیرہ نگاہیں بھٹیں
 کیا چوالاں دس کو قلب لشکر کی طرف پھوٹے
 عقب سے جب ہوئی یورش تو پھوڑا پلٹے

ابھی سرگز نہ لبیں سرکار دست پاک میں خنجر
 نبضے بھی کھیسے خفت کہ میں مشاقِ حبتاں
 مجھے ان ہیکسی پر خون کے آسترو کیوں لاتے ہو
 چلا مقتل کی جانب سر کھنٹ غازی لہبت
 سپہ کی کھٹی مہری تیغ تھی بدست دلا دریں
 سلامی سامنے جسکے کھانا فوج شام کا تھنڈا
 اٹھیں دیکھا تو فوراً دشمنوں نے کر دیا دھاوا
 کسی کو نیچاں سہل کسی کو چھوڑ کر بھلے
 کیا پامال اس کو پاؤں سر کھنٹے جد ہر ڈالے
 کشادہ نار یوں گے واسطے دوزخ کی رہیں بھٹیں
 پڑی بھنگاڑ جد ہر سپہ دلبر میر خنٹ پونے
 ہو جب حملہ آگے سے تو یہ آگے سے بھٹے

عرض کھتا مگر کہ گھمان کا بھنی جنگ شارت کی
 لڑائی لڑ رہا تھا مردِ خوش آہنگ شدت کی



طلب آب اور انتہائے راشمشکی

یکایک انگشش یا ابن حیدر کی صدا اٹھی
ہوئے گرم خیمہ کی طرف سے بر ملا اُدھی
پلٹ کر سوائے خیمہ رن سے غازی نے نظر ڈالی
ستون خیمہ پر آیا نظر شیکرہ خالی
سکینہ فاطمہ کو تشنگی سے مضطرب پایا
خواتین منظم کوجال منقلب پایا
عنان اسب کو عباس نے میدان سے پھیرا
ادھر آئے جدہر تھا عترت اطہار کا ڈیرا

حضرت عباس کی نزاکت فاتحہ آسانی

اٹھا کر مشک پشت زین جو ذرکھ لی دلاؤنے
وہیں سے شش دریا کی طرف بانڈھی دلاؤنے
سواران محافظ کی طرف گھوڑے کو دوڑایا
علم کو ران میں دابالب خنجر کو چمکایا
کیا ایک لغزہ شیرانہ اور سوائے ذات آئے
قطع کرتے ہوئے انشراک دور حیات آئے
ہوئے سے فوج خالفت کے جو غازی ہو اُچھے تھے
وہ تیغ تیز کے ہاتھوں جنم میں پہنچتے تھے
بہت روکا بہت خنجر زنی کی فوج و لشکر نے
مگر کھٹے اُٹھائے دہنوں کے تیغ دد سر نے
کیے کمانی کی صورت سامنے سے زدے دشمن
ہوئے فی النار خنجر سے گلے جتنے ملے دشمن
سپاہ شام پر غالب امیر کائنات آیا
دلاور تیغ زن عباس غازی تا فرات آیا

ہر اک سفاک تھا غرقِ ندامت فوجِ اعدا میں
 پیاسا گر چہ تھا نہ ہو ار لکین کھٹا فزینے کا
 شہانی خود ہی سطحِ آب سے گردن بہ رعنائی
 کیا سیراب چشمِ تزکو دریا کی روانی سے
 مگر جب یاد آئے تشنگیِ جبل ہو گیا گھائل
 اٹھائی مشک کا ندھہ پر ہوئے نعمت لب جو
 رہو لب تشنگی آرزو ذلت تک گو پایا پانی

پہلے سرد و گرم سپا دیا گھٹے کو ذریا میں
 اشارہ اسپتا مازی کو کیا پانی کے پینے کا
 لگا جب معیہ سے آب نہر ہو ٹول میں تی آئی
 بھری عباس نے فی الفور اپنی مشک پانی کو
 لیا چلو میں پانی اور پینے پر ہوئے مائل
 پڑی لاجول پھنکا آپ نے پانی کو چلو سے
 غبور ایسے نہ جوش تشنگی میں بھی پیا پانی

فرق مراتب انسانی حیوانی

فضائلِ آلِ ہاشم کے تمام ان میں نمایاں تھے
 نرس کو کہنے کیا اس درجہ کیوں باحیثیت تھا
 خدا کی شان حیوان خوشناس آد میرت تھا
 جمالِ تمشیں درمن اثر کر داس کو کہتے ہیں
 اسی وادی میں تھے فرعون بھی عاجز مسلمان بھی
 تفاوتِ صفات تھا ظاہر مسلمان نامسلمان میں

یہ فرزندِ عیسیٰ شیر خدا لاجیر انسان تھے
 نہ پینا انکا پانی داخل شانِ قناعت تھا
 اثر تھا سرب صحبت کا یہ سب فیضانِ صحبت تھا
 تھا مگر سب رازداں بے شہ بہر داس کو کہتے ہیں
 اسی میدان میں تھے جانور بھی اور انسان بھی
 مگر تھا فرق اتنا آدمی میں اور حیوان میں

نہ رکھا اب دو اندھین میں کسی کی پیاری
 وہ حیواں تھے تو نے مقبول جو احسان کے بلے
 وہ انسان تھے جنہیں عذہ تھا اپنے ساز و سالک
 وہ انسان تھے جو نورِ ہدیوں بے سامان بنے تھے
 وہ انسان تھے جو تھے جنگ آرا مطلق مطلق سے
 وہ انسان تھے جو تھے مسلمان خود کو کہتے تھے
 وہ انسان تھے جو مسلم تھے مگر ملت سے بہرین تھے
 یہ مسلم تھے مگر تھے کفر سامانی میں نرزانہ
 یہ مسلم تھے مگر تھے عاقبت نا آشنا مسلم
 یہ مسلم تھے مگر تھے اجنختار کے دشمن
 بہائم خواہ عدد دئے دین حق غدار مسلم تھے
 یہ وہ سفاک تھے حتی ملک گیری کی ہوس جنگو
 غلط جیلہ تراشا تھا بقائے ملک و دولت کا
 کیا مظلوم آل مرتضیٰ کو قتل غربت میں
 وہ گھوڑے ان کھکھوڑوں سے علی الاعلان چھ تھے

وہ حیواں تھے جنہوں نے تشنہ لب انسان کو پار
 وہ حیواں تھے جنہوں نے جان ہی انسان کے بے
 وہ انسان تھے جفا و جور کر لے تھے جو انسان پر
 وہ انسان تھے جو مرکزِ دروں کی مجبور دہنتے تھے
 وہ انسان تھے جو تھے بغایت قدرت حق کو
 وہ انسان تھے جو ہر دم مجبور اور رہتے تھے
 وہ انسان تھے مسلمان ہو کے جو دشمن تھے
 یہ مسلم تھے مگر تھے ملتِ برحق سے بیگانہ
 یہ مسلم تھے مگر تھے بندہ حرص و ہوا مسلم
 یہ مسلم تھے مگر تھے عبرتِ اطہار کے دشمن
 درندے روپ میں انسان کے جو خوار مسلم تھے
 یہ وہ ظالم تھے جو در ظلم سے تھا کام بس جنگو
 یہ وہ غدار تھے جن کو نہ تھا کچھ پاس ملت کا
 یہی وہ تھے بلا کر خود جنہوں نے چہرے سے
 بلا شاک ایسے انسانوں کو وہ حیواں اچھے تھے

حضرت عباسؓ کی فزات واپسی اور بیکرستی جنگ

چلے عباسیوں دریا سے پانی مشک میں کر
ہر اک جانب سے فوجی روکتے تھے آپ کو آ کر
کبھی سپہیل پئے یورش قطار اندر قطار آئے
مگر یہ ہاشمی جنگ از مودہ کار میاں میں
کسے بہت تھی جو بن کر مقابل سامنے آتا
مجاہد جانب جیمہ بڑھا آہستہ آہستہ
پے گفتن عنان اسپ زہیران اٹھی تھی
سیر میاں فقط اک ہاتھ سارا کام کرتا تھا
برابر چل رہے تھے نیزہ و تلوار دشمن کے
قدم خزش مبارک فٹار کا آگے کو بڑھتا تھا
بہت دور آگے عباسی بیکر مشک دریا سے
مسلم عمر ابن سعد جو سوار و شیون تھا

سپر تھی سایہ انگن مشک پر تھی مشک کا بندھے پر
ہر اک کو رکھ لیتا آ رہے تھے تلوار کی زد پر
برائے حملہ مل کر کبھی سو سو سوار آئے
کئے جاتا تھا سرتلوار پر تلوار میاں میں
تھا انسا و صلہ کس کو جو بزدل سامنے آتا
حفاظت مشک کی کرتا چلا آہستہ آہستہ
نہیں رمز آشنا تھا جان اُسے بھی لڑدی تھی
صفوں سے برق آسا تیغ زن غازی گذرنا تھا
سپر سے روکتے جاتا تھا غازی دار دشمن کے
گر اگر ٹاپ سے یہ سینہ دشمن پہ چڑھتا تھا
لڑائی چوکھی جاری رہی افواج اعدا سے
برابر مبتلا اس فکر میں اس علم میں دشمن تھا

لئے جاتے ہیں پانی مشک میں عباس دریا سے
 تو درح تازہ پھر آجائے گی انائے حید میں
 پھر ان سے نیکستہ فوج ہرگز لڑ نہ پائیگی
 سپہ لاریت کر کو بھی اندیشہ سپہم تھا
 اگر پانی سے اب بھی ہر سیرت پیل سے
 نئی قوت کر گئی عو و پھر سبط ہمیر میں
 سپاہ شام سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ جائیگی
 میسراں ہر اک فوجی مدبر کو یہی غم تھا

حضرت عباسؓ پر پوشش لشکر

نئی تدبیر سوچی عمر ابن سعد نے فوراً
 پر اچھ فوجوں کا مہینہ کی سمت سے نکلا
 سنبھل کر جو خنجر آزمائی ہو گیا غازی
 جو آیا سامنے تیغ رواں نے کر دیے ٹکڑے
 لڑائی میں بہت مشغول جب عباس کو پایا
 کیا جردل نے بازوئے علم بردار پر حملہ
 پڑا اس زور سے ناری کا دوش پاک پر خنجر
 تنگ کردار کاری کر گیا جیلے بہانے سے
 سنبھالی دوسرے کانٹھے پہ فوراً مشک غازی نے
 کہا بعض امیروں نے بھی کہ جو یہ راستے سخن
 نہایت تیز دستی سے کیا عباسؓ پر حملہ
 ہجوم دشمنان دیں میں گویا کھو گیا غازی
 سپاہ شام کے فرشی جوان نے کر دیے ٹکڑے
 بے پاؤں سچا کر آنکھ نونل پشت سے آیا
 کیا لیکن کیا غازی کو پا کر بے خبر حملہ
 کہ خود سرد مہن کے فرط غم سے لوٹا خاکت خنجر
 جدا کٹ کر ہوا غازی کا دنہا ہاتھ شانے سے
 کیا صرف دعا پھر ابن ساطہ سر فرازی نے

کہی کہ وہ سب سے پہلے وہی تھا اور غازی نے
 روایا تھا غازی کا فوراً زہن کا زہن کا زہن
 مگر مصروفیت تھی جنگ میں پہلے سے کچھ زائد
 کیا ایک شامی ناپاک نے پیچھے سے پھر حملہ
 جبکہ اگر گردن مجروح پکڑی مشک دانتوں میں
 دو ابرو خون کا جاری تھا پہم دو نوٹا لوں سے
 سپر خورشناں، نیزہ نہ تھا کچھ پان غازی کے
 بچا ایک سامنے سے تیر مارا اک سنگ نے
 ستم کو توں نے کر دی ختم آخر ظلم انی سب

کیے غصہ میں فوج اشعیا پر دار غازی نے
 لڑائی تھی رخصت مبدم فرزند حیدر سے
 نخل تھا اس شجاعت پر ہر اک فرسہ رکافند
 گرا بازوئے چپ بھی دوش سے پھر کٹکے غازی کا
 دوزیر یاس سے لیکن پھر آئے ہنگ آنکھوں میں
 برستا تھا ہوا اس بکسی پر آسمانوں سے
 شہادت ہاں مگر نزدیک تھی عباس غازی کے
 بھرا مشکیزہ فوراً چیر ڈالا لاکب شجر نے
 بہا مصورت آب رواں چھا گل سے پانی سب

شہادت حضرت عباس علیہ السلام

کہا غازی نے یا اللہ صدقے تیری حکمت کے
 نہ تھا لب تشنگان دشت کے مستوم میں پانی
 و فوراً لوانی سے گرا عباس رطل کا چھبڑا
 کیا حملہ یزیدی فوج نے بدست د بازو پر

نہیں ہوتا جہاں میں کچھ بلا تیری مشیت کے
 اجل تھی کر بلا میں بکسیوں کو ہتے یوں آئی
 ہوا لیکن نہ اب بھی ناریوں کا ہائے دل ٹھنڈا
 چلائے ہر طرف سے کر کے یورش نیزہ و بنجر

بڑا پایا غمیرہ سے رہا ہو کئے جاتا ہی حلے سبل بے جان قائل کر بڑا دی ذوالفقار حبیب رکرا گئے کو شہید راہ حق تا سرحدیں بلبرین پونچھ خدا کی راہ میں عباس نے دی جان نلتا پر ہوا اصل سچ پہونچا حضور داویر محشر جگہ محبوب کے دربار میں عباس نے پانی	یہ عالم جب حسین سرور دین کو نظر آیا سپارٹ کر لٹ ہی تیری اس دلیری پر صفوں میں برہمی آئی بڑھے سرکار گئے کو قریب حضرت عباس جب سلطان پہنچ علمبردار ملت دگنے بان ملت پر یہ سقائے سپاہ نورعین ساقی کو تر شہادت عرصہ پیکار میں عباس نے پانی
---	--

دعا

الہی اس شہید صاحب احساس کا صدقہ شہیدانِ وفا کے جوشِ ایمان کے تقدیر میں بنا دے ہر مسلمان کو علمبردارِ آزادی نشانِ نصرتِ حق پر جم شاہی عطا فرما الہی خیر کر رکرا کی ہم میں شجاعت دے ہیں اک جرعہ جامِ فنا سے سیر فرما	خدائے پاک لوحِ حضرت عباس کا صدقہ علمبردارِ سلطانِ شہیدان کے لصدقہ ہیں عطا کر ہم کو ذوقِ حریت پیدا آزادی ہمیں عباس کا جوشِ یدِ اللہی عطا فرما ہمیں ذوقِ جہادِ حریت شوقِ شہادت دے ہمیں غالب ہمارے دشمنوں کو زیر فرما
---	---

تو کون سے کلمے کہہ کر اپنے دل کو تسکین دے
 تیرے لیے ارزہ اوست کا
 بنا ہر نرسر دین حق کو قاسم ثانی
 ہیں پھر درس سے یار سب دانتے اخوت کا
 الہی دو جہاں میں آبر و اسلام کی رکھ لے
 ہے مسلمان کام کی رکھ لے

منظر یاس و الم

مناظرہ آفریں جو سرت افزا ہے
 یں زمین سے تہ نکتہ کے عالم میں
 خود اپنی ہستی مسدوم پر مجبوب دنیا ہے
 دو عالم خاموشی کے ساتھ ہیں مضر و مالم میں
 مقام ہو میں ساکت ساکنان عرشِ اعلیٰ ہیں
 جہاں آب و گل خاموش ہیں صامت بہم سو
 پریشاں ہو کے فرتے دشت کے کانٹے کھینچتے ہیں
 حباب آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے مجوزاری ہے
 ریاضِ دہر کی سرسبزیاں ساری ہیں جھجھکیں
 ہو صحرا خون ہدا ماں آسماں کو خون پر ساہو
 لہو کی نریاں جاری ہیں ہر جانب بیاباں میں
 ہلاکت و دشمنی جہاں ہر طرف مہموش پھرتی ہو
 تہ کر بل پر ہر طرف بربادیاں جھجھکیں
 سو بڑا بڑا نہ ہوائے روح فرساہو
 دیش کل ڈوبی ہوئی ہو خونِ انہ میں
 دانت آستیں برد و دشمن پھرتی ہو

فضائے عرصہ گاہ جنگ دہشت گاہ محشر ہے
 وقارِ عالمِ انسانیت برباد ہوتا ہے
 قیامت آج قائم ہے میں پر ہے
 وجودِ مجلسِ ہستی عدم آباد ہوتا ہے
 ہونگی حشر تک جو ظلم رانی ہونے والی ہے
 منظام کی مکمل ہر کہانی ہونے والی ہے

دوسرا منظر

زوہ گاہ امام اور شکر شام

ہر روز جبہ عاصورہ کا دن دسویں محرم ہے
 عجیبے خیمہ گاہِ عزتِ اطہار کا منظر
 نیامیدان کا منظر نیا مقتل کا عالم ہے
 عجب ہے فوجِ شام و لشکرِ خونخوار کا منظر
 نظر آتا ہے ہیں جہاں اذاریہ داد کے
 نہ کوئی حاجبِ در ہے نہ خادمِ بیہوش کی
 ہیں گرِ دُخیمہ بے گور و کفنِ لاشیں شہید و بچی
 کئے ہیں سایہ روح صاحبِ لاکِ جیوں پر
 سکونِ دھبر کی باہمہ گرِ تعلیمِ پیہم ہے
 کلیجہ منہ کو آجاتا ہے اسی سانسِ چلتی ہے
 ہیں مہر و شکر کے الفاظ لب پر مہریتیں
 ہر روز جبہ عاصورہ کا دن دسویں محرم ہے
 عجیبے خیمہ گاہِ عزتِ اطہار کا منظر
 ہیں دہشت گرد بلا میں چند خیمے آلِ طہر کے
 نگہبیاں ہیں نہ خیموں پر نہ حاضرِ پاساں کوئی
 ہیں ان خیموں سے وابستہ امیدیں یا امیدگی
 گھٹائیں چھپائی ہیں زدوہِ غم کی پاکِ خیموں پر
 درونِ خیمہ ستورات پر سکتے کا عالم ہے
 دُورِ غم میں دل سے آہ رک رک کر نکلتی ہے
 بندھی ہیں بچکیاں منبٹ فناں سے چوٹِ فتنیں

غمِ بہیم سے ہر خاقان کا مجرد ح سینہ ہو
 جگر پر ہاتھ ڈال تھامے ہوئے با چشم گریاں میں
 ڈہائی لے مین بکجاں تیری ڈہائی ہو
 عدم کی راہ میں ہو کارواں سبٹ پیمبر کا
 دم آخر بھی تعلق اہل دین کرتے ہیں
 مکین خلد کی ہے جانب خلد برینِ خدمت

ہر ایک کی طرف جان سکتی ہو
 رباب و سحر آوازِ فاطمہ خاموش دیر ہیں
 لڑائی دجاں بلب سجاد پر حیرت سی چھائی ہو
 یہ منظر و منظر عزت میں ہو اہلیتِ اظہر کا
 امام پاک سب کو صبر کی تعین کرتے ہیں
 خوانینِ حرم سے ہو رہے ہیں دینِ خدمت

معروضہ حضرت سجاد

کہ دیکھا لڑکھڑانے سامنے زین العبا آئے
 برائے گفت دم آنکھوں میں ہو بارحِ تن ہیں
 نظر ہو سوئے میدان و غارِ رخِ جانبِ در ہے
 ادب سے عرض کی اے قبلہ کو زینِ اسرور
 فغاں سن لیجئے اپنے صنیف دراز بیٹے کی
 میں یوں سرکار کو دیکھوں صفتِ دشمن میں نامکن
 میں خواہاں شہادت ہوں مجھے اذنِ شہادتیں

شہ و الا اکھی خیمہ سے باہر تھے نہ جا پائے
 ضعیف و ناتواں ہیں صنیف لڑہ بد نہیں ہو
 عمامہ سر پہ ہاتھوں میں عصا پہلو میں خنجر ہے
 قریب شاہ دیں آئے تھکایا سر کو قدموں پر
 حذار اللج اے کھ لیجئے بیمار بیٹے کی
 مرے توتے ہوئے سرکار جا میں ن میں نامکن
 نہ فرمائیں حضور اقدام اکھی مجھ کو اجازتیں

لگایا آپ نے نختِ جگر کو بڑھ کے سینے سے
 ہو تم روحِ روانِ اہلِ بیتِ پاکِ نیا میں
 بقائے نسلِ سلطانِ دو عالم کا سبب تم ہو
 یقیناً ناخدا نے کشتیِ اہلِ عبا ہو تم
 ہو میری قافلہ تم کا **مسلم** حیدر کے
 مہنیں دنیا میں رکھ رہی دنیا کی کرنا ہے
 اسیرانِ محن ہیں سب رہی ہی حفاظت میں
 یہ فرما کر لگایا آپ نے عابد کو سینے سے
 بنایا دمِ زدن میں نختِ دل کے دل کو آئینہ
 لستی دی خدا حافظ کہا سب تہا لوں کو

لستی دی کہا بیٹا نہ ہو یہ سب سے
 چلے گا تم سے نامِ صاحبِ اولاکِ دنیا میں
 جہاں میں یادگارِ عمرتِ محبوبِ رب تم ہو
 یقیناً قلمِ تم کو حید کے موج آستا ہو تم
 ہو تم سالارِ اعظمِ ملتِ محبوبِ داور کے
 مہنیں ہر دور نیک و بارگاہِ دنیا کے گذرنا ہے
 ہو تم محرمِ خواتینِ حرم کے دشتِ غربت میں
 عطا کیں نعمتیں وہ سب جو پائی محنتیں بنے سے
 علومِ معرفت سے بھر دیا **سجاد** کا سینہ
 سپرد اللہ کی فرما دیا اللہ والاں کو

معروضات شہرِ بانو

کیا تھا فقہِ خیمے سے بکھلنے کا شہِ دین نے
 ادب سے شہرِ بانو نے گذارش کی شہِ والا
 کہ رو کا سامنے سے راستہ بانو نے نکلنے
 مری دنیائے راحت آج ہوتی ہو نہ وبالا
 کہاں جاتے ہو مجھ سے آہ کیوں مٹھوٹے جاتے ہو
 میں صد تھے دشمنوں میں مجھ کو کپڑے چھڑے جاتے ہو

لے گا قافلہ جیب دودھ ہو گا فتنہ کوشی کا
 عدو پر وہ دری پہ ہو گا جیب مال سیروں کی
 مے کے حضرت کہا لے شہر بانو دختر کسری
 لجب ہو کہ قید و بند کا کیوں تم کو خطر ہو
 نہیں اس دور کی بھی یاد ہو ای نیک شہزادی
 لعب تھا جب تمہارا شہر بانو ملکہ عالم
 زمانہ دختر نو شیر و ان کہتا تھا جب تم کو
 ہمیشہ جب کہ تم صرف نشا و دو قف شادی تھیں
 تمہارے ملک میں سو بچ تھا جب سلام کا چکا
 کیا تھا فتح جب ایران کو فوج حجازی نے
 نہ تھا حاصل تہیں امن و امان اپنی حکومت میں
 نصیب دشمنان تم قید ہو کر جب بھی آئی تھیں
 سنے جب شہر بانو نے یہ جملے روکے فرمایا
 میں اپنے ملک سے جب قید ہو کر پہلے آئی تھی

مے کا نہ سے پہنچا و لوت چادر کون ڈالے کا
 کسے احساس ہو گا قیدیوں کی پر ڈپوشی کا
 کر لگا کون شاہا دستگیری ہم فقیروں کی
 مجھے ہے علم ہو تم گوہر تاج سیر کسری
 یہ وقت بد لوگ سے بہتر بھی تم پہ گذرا ہو
 تمہارے زیر فرماں جبکہ تھی فارس کی ہرادی
 سلامی تھا تمہارے در پہ جب ایران کا پرچم
 تھے حاصل اختیار اب حکومت کے سب تم کو
 تمہاری سلطنت فارس میں تھی تم شاہزادی تھیں
 پھر براجب اڑا ایران میں تھا فاروق اعظم کا
 حد فارس پہ جب گاڑا تھا چھڑا سدا غازی نے
 سہڑ آئی تھی ساری سلطنت مال غنیمت میں
 یہی سب کلف تیں اس وقت بھی تم نے اٹھائی نہیں
 خدار کھے مے سر پر ہمیشہ آپ کا سایا
 خدائی تھی خدار کی مصطفیٰ کی مصطفائی تھی

میں تھی نا مسلمہ لیکن مسلمانوں کی قیدی تھی
 مجھے لائے تھے جو قیدی بنا کر تھے خارا لے
 سپاہی پیکر خلیق دے عطا تھو شاد تھے قیدی
 نظر بندوں کی دیکھنی برابر ہوتی جاتی تھی
 مرے محل کے گھر دیکھتے تھے بھی نگہباز تھے
 مجھے ایران سے لایا گیا تھا جب ارینے میں
 مگر جب مجلس فاروق اعظم میں ہوئی پیشی
 یہاں کی لے رام دوسرا برعکس حالت ہو
 مسلمان ہیں مسلمان کے یہاں و شاہ دشمن
 ہیں ناموس رسول اللہ کے دشمن یہاں ظالم
 یہ ظالم سب ہماری آبروریزی کے خواہاں ہیں
 مرے مقنوم میں پہلے لکھا جب قید خانہ تھا
 مگر یہ دور ابن سعد ہے اب اسکو کیا کہیے
 مرے پیش نظر ہے ہائے جو اب نے والا کہ
 تلی شہر بانو کو رام دوسرا نے دی

اُسید عیش سے واسطہ ہے سیدی تھی
 محافظ تھے مرے اللہ لے مصطفیٰ وارے
 لباہر تھے حراست میں مگر آزاد تھے قیدی
 تو اضع سری بہیم ہر قدم پر ہوتی جاتی تھی
 شریف درجہ ل تھے پاک طینت تھے مسلمان تھے
 خدا معلوم تھے کیا کیا تخیل میرے سینے میں
 نظر آئی مجھے اپنے مراتب میں کہیں پیشی
 یہاں دشمن عدوئے دین سلطانِ سالت ہو
 یہاں اولادِ پیغمبر سے ہے چین چین دشمن
 یقیناً ڈھائی گئے ہم پر مظالم خوں چکاں ظالم
 درندے آدمی کے کھبیں میں یہ دشمن جان ہیں
 وہ مسعود مبارک سے اعظم کا زمانہ تھا
 براس دور کو یا اپنی قیمت کو بڑا کہیے
 محافظ ہائے کون اپنا بجز باری تعالیٰ ہے
 صدالہ نقنطو کی روح محبوب خدا نے دی

نظر کی سوائے کعبہ لب پاسائے صفات آئے
 لیا چلو میں پانی نقد مزما یا پیئیں پانی
 حصین نقتہ خونے تیر ایسا تاک کر مارا
 بجائے آبِ خونِ گرم سے آئی تزی لبتے
 نظر جب آستیں پر زلف لہائے دو نیم آیا
 کہائے حضرت باری تم سے احسان کے قریاں
 میں بکیں ہوں مری جانب ذرا چشمِ کرم کھنا
 یہ فزا کر عنانِ اسپ کو سوائے عدد پھیرا
 ہوئی ہرمت کوش ہوئے ہرمت سے حملے
 تمیم ابنِ محمد شام کی افواج کا افسر
 ٹٹے دم خم سے لڑے برزیاں آیا مقابل میں
 چلی تلوار ابنِ شاہ مرداں جیبِ دزاسن سے
 یزیدِ اصبحی سردارِ افواجِ عراقی کا
 ہوا گھوڑا بڑھا کر حملہ آور شاہِ دالا پر
 فنونِ جنگ کے جوہر دکھائے تیز دستی سے

محاذِ جنگ توڑ آدم
 افواجِ اشقیانے آپ پر کی تیر بارانی
 کیس میں نے لبِ معجز نٹائے شہ کو چو پارا
 ہوئی اس کیفیت طاری شہیدِ الفت آرتے
 زبانِ شاہ پر سبحانِ ربی العظیم دہیا
 شکستہ آرزو پر یہ کرم اس شان کے قریاں
 مجھے اس امتحانِ سخت میں ثابتِ قائم کھنا
 سپاہِ اشقیانے شہ کو ہر جانب سے آگھیرا
 مگر عیبِ شہ دین سے گئے اشرار کے شملے
 قوی، مہکل، جوان تیغ انگن، مرد زود آور
 قضا کے سامنے خود کو سمجھتا تھا گردوں میں
 گراسرکٹ کے گاجر کی طرح ناری کا گردن سے
 دمشق و مصر تک شہرہ تھا جس کی بددلتی کا
 نہایت شد و مد کے ساتھ برسانے لگا خنجر
 سر میدان تھا جو کبر و نخوت جویشِ مستی سے

سبھوں نے خیمہ اطہر کو چاروں سمت گھیرا
 ایم دد مرانے ددر سے دکھیا جو یہ عالم
 کہاے شترلف ہو اس تری پہودہ حرکت یہ
 نہ تجھیں کوئی غیرت ہو نہ ہی کوئی حیا باقی
 ہو تیرے ساتھ شکر و جہاں پایاں
 مگر نواسفر نامرد بزدل صاحب شہر ہو
 نہ تنہا شہر ہی غیرت تھا خاموش۔ ہر بزدل
 اتر حیب کچھ نہ دکھیا سرزنش کا ہتھاروں پر
 کھتی نامردوں میں کب بہت بڑھتے دوقلم لگے
 تعالیٰ اللہ یہ جوش دعا یہ زور یہ دم ختم
 بچا پانچیمہ اہل عبا کو شاہ والائے
 شان و شہر و خوبی سامنے سے بھاگے جاتے ہیں
 ارادہ تھا کہ مل کر
 صفی اعدا سے باہر آگئے ہوسکتے ہر دم
 تے سے اعمال بے سے حرف آتا ہی شرافت پر
 تے دل میں نہیں اے بیجا خوف خدا باقی
 ضرورت سوار کھتا ہے ظالم خبا کے سامان
 ہو مردوں سے گریزاں عورتوں پر حملہ آور ہو
 ہر اک کے سامنے تھا اک اک غیر ناک ستمیل
 شہہ والائے حملہ کر دیا ان نابکاروں پر
 گئے اک سرے پنھن کے بل گئے پو بھاگے
 اکیلے ہیں ہزاروں میں مگر ہیں صورت ضعیف
 نہر بیت دی حرفیان حفا کو حق تعالیٰ نے
 سپاسی جی چراتے ہیں یہ جب خنجر اٹھاتے ہیں

سچے مفروضہ ظالم خیمہ ہائے پاک کی حد سے
 چرا کر جان بھاگے سامنے سے سچ گئے زور سے

واقعات شہادت امام عالی مقام

ہر آن بیرون سے تھا عزبال زخمی جسم تھا سارا
 زراعت نے چلائی تیغ شانے اور بازو پر
 تین پر لوز پر بتیس تھکے نیزے کے زخم اتک
 پہنچ زخم جسم ظاہری پر یہ نمایاں تھے
 پہنچ سائھیوں کا آفت نظر کے راستے مرنا
 جگر تھا پارہ پارہ جس سے یہ وہ زخم کاری تھی
 بیک دم تین تازہ زخم جیت اپنے کھائے
 وضوئے تازہ خون تازہ سے آٹالے فرمایا
 نماز عشق کی گویا تیکبیر اقامت تھی
 زمیں پر آفت امام دیں گے گھوڑے غنکھا کر
 نہ خیر کیا سب ادا ازمن اہی کہ کا
 بنی عین حصوری سر فرودش عشق کی دوری
 نماز عشق کی تکمیل پر صدر مرحبا کہنے

رواں تھا سرین موت سے ہو گا ایک فوت اور
 شان ابن آسنہ نے نیزہ اور بڑھکے چلو پر
 لگے تھے زخم زخم سے چھاپتیں تو بیشک
 پہنچ زخم کاری اور تھکے بول میں نہیں تھے
 عدم تو لوز جو اں بیٹیاں تھیں کاسٹر کرنا
 تھا استقلال لیکن ضعف کے آثار طاری تھی
 ہوئی تاب دوتاں زائل سلسل عشق غنکھا کر
 زباں پر لفرہ اللہ اکبر ایک بیک آیا
 زمیں پر تھک کے گرنا در کھول کی صورت تھی
 نظر تھی رد لقبلہ مرت سجدہ تھا سبر اللہ
 بنا داغ جبین نماز شاہ بے کنای کا
 ہوئی تفسیر والسجدہ واقاتوں صلی علی پی
 نماز جمعہ یا اس کو نماز قرب کیا کہتے

بخشی میں رہ سکے قائم نہ جب سرکار گھوڑے پر
 بڑا بخوی یزید اصحبی کا نا خلف بیٹا
 جدا کرنا میرا قدس کو جسم پاک سر چاہا
 نہیں ہاں تو نہیں قابل مرا حضرت سچے فرمایا
 سنان ابن انس ^{البلد} سے بیچیا بد خو
 بڑا خیر کجف اور بے حیائے دفعتاً بڑھ کر
 حسین ابن علی ^۴ ابن ہول ^۱ و سبط بہمنبر
 شہید اللہ ابو ہو گئے اسلام کی خاطر
 شہ گردوں مکان کا سر تہ تیغ دو نیم آیا
 ہوئی ہر سمت تاریکی نمایاں روز روشن میں
 جہاں میں انقلاب خون بداناں بر ملا آیا
 اندھیرا چھا گیا سورج ہو اپنا ہنگاموں سے
 شفق بن کر فضا نے اوج گردن سے لہو پیرا
 آجہ کر بلا میں لوجہ خواں معلوم ہوتے تھے
 کف افسوس رو کر آہواں دشت ملتے تھے
 ہوتے مال بفرین
 جہنم آشنا، درخ کجک
 پتہ حضرت نے جب پوچھا کہا تو ہی ہوشیار
 یکا یک بے حیا خوی کے ریشہ سیم میں آیا
 کینہ حضرت و مبروص و داعی تنگ دل ننگے
 رکھا سینہ پر زانو پھیر دی تلوار گردن پر
 تھیل خنجر شوق و صیب حضرت دادار
 رہ اسلام میں خود کھو گئے اسلام کی خاطر
 نظر اہل جہاں کو منظر ذبح عظیم آیا
 چھپا اسلام کا خورشید تاباں ز روشن میں
 فلک کا شوق ہوا سینہ زمیں پر زلا آیا
 عبا اٹھا دم ہواں بن کر زمیں کی سردا ہوں گے
 خدا کا قہر برسوں و دشمنوں پر سوسو برسا
 فرشتے ہر طرف صرف نغال معلوم ہوتے تھے
 زمین کر بلا سے خون کے چھتے ابلتے تھے

قیامت کسکو کہتے ہیں قیامت اور کیا ہوگی	ورثت اور کیا ہوگی
حکومت کی ہوس بھی کیا ہوس ہو سکتا ہے	سورج کی تابانی اور سورج کے گمراہ
سنان و ابن سنان و خوبی گمراہ پر حسرت	پریرت شام پر شمر و عیبت اللہ پر لعنت
سین پاک کا ہمہ نام روشن بزم سہریں	یزیرت شام گم سے ظلمت شام جہنم میں
نقائم رہے کئی کئی سال تک بیوگامتی	یزیری سلطنت پانی کا اک فانی بولا تھی
غضب بیا و دان بن غضب و داغ لال آیا	سٹی سب سلطنت ساری حکومت پر زوال آیا
پتہ پانی نہیں نام کی نسل بنی سہریں کا	مٹا نام و نشان آل یزید فتح سال کا
شاعت انکی دنیا چاہیگی ہنگام غصی تک	رہیگانام آل مصطفیٰ اکا رہتی دنیا تک

دُعائے امت

ہو بارش رحمتوں کی روح سلطان شہیدان	البتک یا الہ العلیس اے خالق برتر
ایام پاک کا اے کار ساز انس و جان صدقہ	حسین ابن علی کا خالق کون و مکان صدقہ
الہی واسطہ روح فاکاران ملت کا	الہی واسطہ خون شہیدان محبت کا
ایام دوسرا کا واسطہ اے خالق اکبر	شہید کر بلا کا واسطہ اے خالق اکبر
رہیں افراد امت تا ابد مرف بہو کاری	مسلمانان عالم کو عطا ہو ذوق دیناری

عطا ہو جذبہ شاہ شہیدان ہر مسلمان کو
 وہی دینی حرارت ہے پرستارِ ملت کو
 رہیں آزاد مسلم تا ابد ایوانِ عالم میں
 نہ رکھ محکومِ مسلم مسلمانوں کو دنیا میں
 ہمارے سر سے بار تار تار اٹھایا رب
 لقمہ میں ہمارے دولت شاہان دہرائے
 کریں اے رحمتِ باری حکومت ہم زمانے میں
 اثر زائل جہاں سے دشمن ناکام کا کرے
 نشانِ نفرت و اقبال ہر مسلم کا شاہد ہو
 فلسطین و وزیرستان کے آسفتہ جہاں مسلم
 شائے جا رہے ہیں جو راعدا کے نشانے ہیں
 بچا یا رب حریفانِ ستم ایجاد سے ان کو
 مکمل ذوقِ ایمان رکھ کر
 رہا کر قیدِ نامسلم سے ہر پاسے
 ہو پوششِ حریت پیدا مسلمانانِ عالم میں
 غطا کر نعشیں ہم تنگ درالال کو دنیا میں
 جہاں سے غلبہ افواجِ نامسلم اٹھایا رب
 پھر یہ نصرتِ اسلام کا عالم میں لہرائے
 نشانِ فتحِ مسلم کا اڑے پرچمِ ظلمت میں
 الہی بول بالا ملتِ اسلام کا کر دے
 الہی دہریں ہر لوجواں مسلم محبا ہد ہو
 مراقبِ شامِ ہند و چائنا کے لوجواں مسلم
 خود اپنی بیکسی کے بزمِ عالم میں فسانے ہیں
 رہائی کر عطا زندانِ استبداد سے ان کو

اڑے یا رب جہاں میں نفرتِ اسلام کا تھنڈا

رہے اونچا ہمیشہ ملتِ اسلام کا تھنڈا

غارت گری

کیا جو رو و مظالم کا نیا اک سلسلہ جاری
 کیا اسود نے کفرہ پا کو دامانِ عقیدت میں
 کیا پٹی کو تیسرا سلسلہ نے سینہ زداری سے
 مگر چار آئینہ کو بحرِ کتب اپنے گھر لایا
 اذیت جو بھی تھی میت کو دنیا دے گئے ظالم
 خواتینِ حرم کو لشکرِ خونخوار نے لوٹا
 غرض خمیوں میں تھے جو سارے سامانِ بیشتر لٹے
 امیرِ فوجِ ناہنجار ظالم کینہ پرور نے
 کچل ڈالا میرِ سلطان دین کھڑے کی پاؤں سے
 اٹھائی تیغ چاہی آپ کی بھی مارنے گردن
 کہلا کینہ تھا اہلبیت سے بے کیف و کم رنگ
 حمید ابن ابی مسلم نے رو کا قتل ہا بار سے
 یہ لوط کا آپ ہی بیمار ہے بے موت تہرا ہے

شہید اللہ کے محبوب کو چپا کر چکے ناری
 لشکرِ س کو خونی نے لیا اپنی حفاظت میں
 بنی دارم کے اک مرد کئی تلوار پوری سے
 لیا سامانِ حرب و حرب میں جو جنے جو چاہا
 بن اظہر پتھے جو اسلمہ بے گئے ظالم
 خیام اہل بیت پاک کو اشارے لوطا
 فردش مالِ داسبابِ ظروفِ جاؤ لٹے
 کیا یہ دس سو اوروں سے سپہ سالار لشکر نے
 سواروں ہاں سونپیا ہوتم گر اپنے پاؤں سے
 بڑھا سجاد کی جانب کینہِ شمرِ ذی الجوشن
 ہے جاتے ہیں کیوں سجاد باقی تھا الم اس کو
 اٹھائی شمر نے تلوار شہزادے پر جب ضد سے
 کہا لے شمر لڑکوں کو بھی کوئی قتل کرتا ہے

بیابان کا کوئی آفسر کار اعدائے حرارت میں
 خواتین منظم پر بھی دشمن کو نہ رسم آیا
 پڑی سڑتی بھتس جو اعدائے بدر انجام کی لاشیں
 فراہم کی گئیں سب حکم اہل سدا خون میں
 ہوئی خالی زمین کر برباب بوج شامی سے
 قریبی گاؤں حاضر یہ کے انہائے آسدا آئے
 مہیا کیں لصد آہ و فغاں لاشیں شہید و نکلی
 جلازے کی نماز اول ادا کی اہل قریب نے
 شہیدوں کے بدن پر زخم سب تازہ نظر آئے
 معطر متین معلوم ہوتی بھتس شہیدوں کی
 علی کے چاند کو آل سدا نے دفن فرمایا
 ہوا مائل بہ دفن کتنگاں ہر مرد و فرزانہ

نگہبان فرو تھے بیمار فیہ
 کسین شکیں ہر اک کی پا بچو لال سلو فرما
 پر آگندہ سحر سے بھتس جو فوج شام کی لاشیں
 کیا ہر نماز ان سب کو فوراً دفن مدفن ہر
 رہا باقی نہ جب کوئی وہاں عدائے نامی۔
 رام پاک کی نقش میں یہ روئے چلا
 عقیدت آفریں صد آفریں ان خوش عقیدہ کو
 نمایاں شان پھر دکھی خدا کی اہل قریب نے
 نئے منظر نے جلوے نظر ہر لاش پرک
 بہشت منفرت لاشیں بھتس ان جنت سید کو
 بنہ خاک لحد سورج مدینہ کا استرا یا
 بنا گنج شہیداں کر بلا کا دشت ویرانہ

سیر مبارک اور ابن زیاد

لکھا کوہ کو ابن سدا نے خط اپنے لشکر سے
 کو الف خجگ کے سب ہن عن کھنے نئے سر سے

جیسا اس حال کے
 میرا دربار میں شاہدین چشم دید آئے
 بقول بعض یہ دواں میرا ذکر لائے تھے
 ہزار فریق شہید کر بلا کوفے میں حیدر خان
 نگہبانوں نے اپنے پاس کھادات بھر کر
 ہوا جب دن کیا روشن جہاں کو ہتراباں نے
 ہزاروں شہر کے پیر و جواں دربار میں آئے
 بعد نوحۃ عبید اللہ بیٹھا تخت زریں پر
 حمید و شہر و خونی سر کو لائے طشت میں کھکر
 چھری چھوٹی سی تھی اک بید کی دست تگر میں
 میرا از سے تھا مال بگ تنانخی عبید اللہ
 تھے اہل زہم میں کچھ لوگ خوش کچھ لوگ بھڑی بہم
 نہایت تلخ لہجے سے کہا ہے ابن مرجانا
 یہ وہ سر ہے جو ہو سر تاج سردارانِ حبیب کا
 یہ سر رسول راہی زبیر بن عوفش رسول اللہ

میرا نام کئے سحر یہ فقرے فتح کمال کے
 میرا شاہ شہیدان لیکے خونی و حمید آئے
 بقول بعض شہر دقتیں دعوہ سر کو لائے تھے
 منقل ہو چکا تھا لیب دولت خانہ عالی
 منور شام سے لیس لکھا سارے گھر در کو
 کیا دربار عام ابن زیاد فتنہ ساماں نے
 میرا ذکر لیکر پاساں دربار میں آئے
 سنگر کو تھا ناز اپنے غرور و کبر و تکبر پر
 عبید اللہ نے نوحۃ سے پھرا تھو دارھی پر
 پھو کے اس سے دیتا تھا لب دندان سر میں
 نہایش کر رہا تھا ظلم بہم کی عبید اللہ
 اٹھے یکجا مجمع سے جناب زبیر بن عوف
 تجھے اس فعل بد پر چاہیے غیر سیکہ مرجانا
 یہ وہ سر ہے جو ہو محبوب سلطان سالک کا
 یہ سر اس کا ہو تھا جو رکب و دشمن رسول اللہ

انھیں ہونٹوں کو تیسے سردی کو مین ڈیڑھ
 عذابِ حشر سے فہر خداوندی و ڈرنا
 مئے فقرے یہ جب ابن زیاد کینہ پرور نے
 خدا سچہ کو ملے اے یہ عقل کے دشمن
 نکل چا پیر لافاقل بن یہ بار سے میرے
 نکل کر بننے فی الفور ہی فقیر حکومت سے
 کہا اے کو فیوں لفظ ہی تمہاری بے حیائی پر
 کرایا تم نے آلِ فاطمہ کو قتل عزت میں
 کیا ہے ابن مرجانہ کو حاکم منتخب تم نے
 یہ ظالم قاتل آلِ نبی ہے صاحبِ شر ہے
 اسے اسلام سے درپردہ اگر گنہگاروں کی
 کینگی کیا نہیں اے کو فیو دنیا قیامت تک

انھیں دانتوں کو آلسر
 لب و دندان حضرت کو نہ یوں سرت اری
 کہا زیاد ابن ارقم سے یہ فہر و غیض خود سر نے
 ہوتا ہے خرد گر تو اڑا دیتا تری گرون
 وگر نہ جسم پرور سے لگائے جائیگی تیرے
 وہیں تقریر زمانی نہایت شان شوکت
 آتر سائے تم اہل بیت سے جگہ آزمائی پر
 جواب اللہ کو کیا لے سکو گے تم قیامت میں
 لیا ہی فہر حق کو اپنے سر پر بے سبب تم نے
 معین قاتلین اہل دین ہو کفر پرور ہے
 حکومت اس کی وجہ افتراق دین و ملت ہو
 رہو گے بالیقین دنیا میں تم رسوا قیامت تک


ابن سعد و ابن زیاد

نواح کر بلا میں بارھویں ماہِ حشرم کو
 چلا سالار سونے کو فہر لیکر فوجِ جسم کو

ستگر کو ان کی بے جانی کا خیال آیا
 چٹا اور ٹوٹا ہوا چھٹا یا
 بے رحم و ظالم کچھ نگہاں ساتھ عابد کے
 چٹا میں بڑیاں بڑی سوا بندھو رہا عابد کے
 رہا ہر نبی حفا تا حد کو ذہ بر ملا ظالم
 خواہ تیری رحم کو قہر کر کے ہے چلا ظالم
 کیا قبضہ شہید و ان کے سروں پر ہر قبیلے نے
 کئے تھے بیشتر سے جمع جو سر ہر قبیلے نے
 تھے قبضہ میں ہی سر **سید** پیرہ سر شہید و نگر
 چڑھا رکھے تھے سر اعدا نے نیز و پیر شہید نگر
 بنو ذبیح نے نیز و پیر رکھے تھے سات سر گن کے
 یقیناً بیٹل سر تھے پاس ابنائے ہوازن کے
 برائے گفت اپنائے اس را مورچہ پر تھے
 نیمی فوج کے زیر لقمہ سترہ سر تھے
 حرارت میں تھے جکے ساتھ یا ڈس پر لگفتن
 قتال مختلف کچھ اور بھی تھے دین کے دشمن
 نشاں تھے یہ علی الاعلان ظاہر سر فرازی کے
 تھے سر نیر دل پہ سارے سر فرود شانِ جہازی کے
 سر بزم عبید اللہ فوراً اس کے بعد آیا
 غرض یوں کر بلا سے گئے کو ذابن سعد آیا

حضرت زینب اور ابن زیاد

خوشی کا ہر طرف کو فہ میں یوں اظہار ہوتا تھا
 کہ روزانہ عبید اللہ کا دربار ہوتا تھا
 اسیرانِ بلا کی دید کا شائق تھا ہر کوئی
 خود اپنے کفر کی سبب رید کا شائق تھا ہر کوئی
 نغماں بر لب گستاخ حال جب یہ قافلہ آیا
 صہیف اشراق نے فتح و ظفر کا زمرہ گایا

سیر در بار ابن سعد خود لایا ایسروں کو
عبید اللہ نے زینبؓ کی جانب غور سے دیکھا
کیا دریافت اہل بزم سے یہ کون عورت ہے
کہا درباریوں میں سے کسی نے کھینچ کر آہ
عبید اللہ بولا کہ  لے زینبؓ
خدا کا شکر جس نے دربار رسوا کیا تم کو
کہا زینبؓ نے ہو اللہ کا احسان یہ ہم پر
بنایا جس نے نانا کو ہمارے خلق کا ہادی
ہمیں تو فتنہ بخشی اتباعِ دینِ کابل کی
ہو دنیا چنر روزہ اس کی ذلت کی سوائی
وہ دن ہو آنے والا جب خدا کا سامنا ہوگا
کہا ابن زیاد فتنہ خونے کیا نہیں دیکھا
ہوئے زینبؓ کیار سو انہا سے فنا لیں اے
سنے بیہ طعن ہائے و خراشِ مروج فرساجب
دکھا یا دل عبید اللہ نے مظلوم زینبؓ کا

ملا موقع مسترت کا امیر
نگاہِ فہر سے کچھ جاگنا نہ طور سے دیکھا
عبیاں چہرہ سے اسکے اشمیت، شراذیب
زین زینبؓ نور عینِ فاطمہ نسبت رسول اللہ
بجلائیں نہ کیوں اس فتح پر ہم آج شکر رب
سزا دی جھوٹ کی بد لامنزات کا دیا تم کو
ہمیں جس نے بنایا تبت زہرہ نسبت پیغمبر
ہوئی جن کے قدم پاک سے باطل کی بادی
بزرگوں پر ہمارے آئیے تظہیر نازل کی
خدا شاہد ہو موجِ آب کی صورت گئی آئی
وہاں تجھ کو کبھی لے ظالم کیلجہ تھا منا ہوگا
سیر میداں ابھی کس کو کیا اللہ نے رسوا
پڑے تھے کس کو میداں و غامین زینبؓ کے لئے
دو نورِ غم سے ہچکی بندھ گئی رونے لگیں زینبؓ
جفا پر حال کیا ہوگا خدا معلوم زینبؓ کا

پہنچا پاد اور غمِ سجاد

سجاد نے سجاد کی جانب نظر ڈالی
 کہا تم کون ہو کیوں آئے ہو بارین بون حالی
 مہا عابد نے ہوں مظلوم و فقرا بیکلی ہو نہیں
 مرضی عم علی ابرجہ سن بن علی بن علی ہوں میں
 سجاد نام عابد کا لانا بولا طیش ہو مردک
 سجاد ہے کہ **سجاد** ابن سہیل ابنک
 کہا عامل نے پھر کچھ طنز اور غصہ سے دوبارا
 حارانے اے علی سجاد کو ابھی تک کیوں نہیں مارا
 رہی خاموش جب عابد نے بولا پھر یہ جھجلا کر
 زباں کھولا جواب اسکا بھی دوستی نہ کر
 کیا ارشاد عابد نے علی نے کھنکھے میرے کان
 شہیدان کو کیا لوگوں نے یوں انکو فضا آنی
 کہا ظالم نے ہنسا کر ڈالا ان کو خالق نے
 ہوئے خاموش پھر عابد کہا پھر منکے فاق نے
 تمہیں کیا ہو گیا ہی بولتے تم کیوں نہیں فوراً
 مے سے احکام پر کرتے نہیں کیوں خم چہنش را
 پڑھیں سجاد نے فی العورد و آیات قرآنی
 ہوا آیات سنکر بے حیا عرق پشیمانی
 کہا غصہ میں ہی واللہ یہ بھی نسل حیدر سے
 کیا جائے اسے بھی ذبح فوراً لوگ نشتر سے
 صاحب سے کہا دیکھو یہ بانج ہی کہ نابانج
 مری نے دیکھ کر فتویٰ دیا یہ ہو گیا بانج
 سجاد نے کہا جلاد سے ہاں مار دو گردن
 ہی یہ دشمن کا بیٹا بھی یزید پرست مہکا دشمن
 کہا عابد نے تنہا میں نظر بندوں کا محرم ہوں
 کفیل بالوان محترم ہوں پیکر عم ہوں

مجھے بھی کر دیا گرفتار اے بیدار تو نے
 مگر ہرگز نہ اپنے حکم کو بدل لاست مگر
 جناب سیدہ زینبؓ و فوریہ بقیاریؓ
 بڑھیں بڑھ کر لگا یا لہذا جب دل عابد کو بیٹوسو
 مجھے بھی ساتھ میں ^{ساتھ} تم قتل کر ڈالو
 ہماری نسل میں یہ ایک فرزند زینبہ ہی
 کچھ اس انداز سے زینبہؓ نے ایقان فرما کر
 کہا پہلے تو یہ جلا دے زینبہؓ کو کہتے دو

تو خود ہی اپنے سرلی آ
 نہ کی چشم کرم سچا ڈپر ~~سچا ڈپر~~
 ہجوم نائیکیبانی سے جوش آہ و نزاری سے
 کہا حال سے ظالم میں بھی ہوں بیزار جینوسو
 نہ تنہا ہاتھ بہر فوج اس بیمار پر ڈالو
 اسی کے ساتھ اہل بیت کا سارا سفینہ ہی
 عید آمد کا پناہ میں تالے سے نظر آ کر
 مگر پھر سوچ کر پولا کہ ہاں عابد کو رہے دو

خطبہ ابن زیاد

ابھی دربار میں عبرت سی تھی کچھ طرف چھائی
 غرض یہ تھی کہ مسجد میں چلیں سبار کو دیاری
 تھے حاضر اہل شہر اہل عراق و شام مسجد میں
 عبید اللہ نے لکھا قدم مینر پہ نخواستے
 یزید شام کی توصیف خود اپنی ستائش کی

صدائے الصلوٰۃ جامعہ اک سمیت آئی
 نیا جائے گا مخلوق کو اعلان سرکاری
 عظیم الشان تھا اک اژدہام عام مسجد میں
 بلند آواز میں خطبہ دیا کبر و عزت سے
 سپاہ فوج کی اس فتح و لغت کی نائش کی

کہنے لگا دینے لگا دشنام غارت گر
 آیا اس طرف مجمع پر عرب در ایک ذب نے
 اہم اک پیرنا بنیا حسین پاک کشیدا
 محاذ جنگ صفین دجل کا اک مجاہد تھا
 غلامی اژدہا جس سے تیسرا اترا نا
 کینک زادہ و ابن سمیہ ابن خاذب ہی
 تجھے مطلق کوئی نسبت نہیں نسلی نژادت سے
 ہی وہ بے دین فاسق بے حیا بے آبرو ظالم
 ہی عالم آشکارا تیری مکاری و ابلت سی
 کیا فنڈہ پیا ٹھکرایا احکام تر آن کو
 بھری محفل میں ہی حاکم سی یوں ظہار بیزاری
 کہا حدام سے لاؤ اسے باذلت و خواری
 مگر خدام نے زیر حراست لے لیا آ کر
 چھڑا کر چھین کر ان کو نگہبانوں سے گھرانے
 لے عبد اللہ بن عقیف از دی۔ انکی ایک آنکھ جنگ جمل اور دوسری جنگ صفین میں جاتی رہی تھی۔

ہو کر ہر مسرت ہر منبر

دینا لہ ازاں ہا اذیبہ

یہ مرد نیک عبد اللہ از دی مرد زاہد تھا

کہا اس نے کہ اے ابن زیاد اے ابن مرجانا

خزابت جہاں میں تودہ کا ذب ابن کا ذب ہی

ہے اے کذاب تو کیا بجز اپنی حقیقت سے

امیر المؤمنین کہتا ہے جس کا ذب کو تو ظلم

تجھے غیرت نہیں کرتا ہی باتیں عار نوکی سی

کرا یا قتل تو نے مصطفیٰ کے احسب جان کو

تعالی اللہ یہ جوش صداقت جوش نیراری

عبید اللہ نے فوراً دیا حکم گرفتاری

کہا از دی نے یا مبرور یا مبرور چلا کر

عقیدت مند عبد اللہ از دی کے بھی گھرانے

عبید اللہ کو اس جراتِ بیجا پہ طیش
گرفتاری کو باغی کی سی
سنائے موت دی ظالم نے اس شہیدِ مظلوم کو
چڑھایا دار پہ ابنِ عفیف پاتِ سینت کو

تشریح مساک

شہادتِ شاہِ شہیدان

عبید اللہ میں سب سے بہیمانہ حصال تھے
جو دراز و صفت انسانی تھے نو بخواری مال تھے
ابھی تک غنیمت تھا سفاک شاہِ شہیدان
ٹھہرتی تھی ابھی اتنا آگ لاسکے قلبِ نہاں
چڑھائے نیزوں سے اس کے سرے سر زدو شوں کے
کئے دستے مرتب چنر فوجی بادہ نوشوں کے
نمائش کی سر و نکی ہر گلی ہر ایک کو چہ ہیں
میر شاہِ شہیدان کی بھی کی تشہیر کو ذہ میں
نظاہر نزدِ ظالم یہ شہیدِ فوجی اہانت بھئی
لے پھرتے تھے فوجی لوگ سر کو ذہ کی گلیوں میں
خواتین حرم کو دکھ کر بے برقہ و چادر
مکانوں میں چھتوں پر عورتیں مہروں تالم بھتیں
تھے مشغول تداوت اپنی چھت پر زیدین ارقم
جنابِ زید تھے منجملہ اصحابِ اس حضرت

ہزاروں مرد و زن مرہن بکھائے شاہِ ہلا کو پنر
مشرعیت نیک طہیت بیباں مائل بصدِ غم بھنیں
ادب سے پڑھ رہے تھے ہفت کی سورتِ چشم نم
لہے دورِ خلافت میں ہمیشہ آپ باعزت

تم نے من آیتنا عجبا
 کہ اس سے بھی عجیب تر ہو ہمارا حال اجمالی
 میں آگیا لرزہ جناب ابن ارقم کے
 ہمارا ذکر بجا ارشاد ہو اے سبط پیغمبر
 ندائے غیب یہ فرق شدوں کی کرامت تھی
 شہادت زندہ کبھی نہ کی بشارت تھی

رواگی اسیران اہل بیت امام

از کوفہ تا شام

عبید اللہ اس بیداد سے جب ہو چکا فارغ
 زحر بن قیس کو اس مر پر ہر مور فرمایا
 غم شہیر سے جب چکے آلِ عمبا فارغ
 کہ سوئے شام لے جائے اسیروں کو یہ بے یار
 کچھ کہاب خرد اہل سیر رکھتے ہیں یہ بھی طن
 محافظ تھا اسیران حرم کا شہر ذی الجوشن

۱۔ نوار البیوتہ میں ہے حضرت زید بن ارقم صحابی کوفی اپنے مکان کے درپوش میں بیٹھے ہوئے سورہ کہف
 تلاوت کر رہے تھے۔ جب میر پر لڑ حضورؐ دوسرے گزرا آپ نے یہ آیت لہجے مبارک سے سنی
 بِرَحْمَتِ اَنْ اَصْحَابِ الْكَلْبِ وَالرَّحْمِمْ كَاذِبِيْنَ اَيْنَا عَجَبًا۔ ترجمہ کیا تو جانتا ہو کہ اصحاب کہف
 پیغمبری عجیب نشانیوں میں سے ہیں۔

زحر یا شکر کے ہمراہ اک فوجی رسالہ تھا
 امیرانِ جسم پر تھا دھما بوش سترانی
 نہ تھا کھل خواتین مبارک کی سواری پر
 امامِ پاک بن العابدیہ ^{رضی اللہ عنہ} حجاز و بامسکین
 مفید تھے مگر غنچہ بوس لوف درگردوں
 پنہا کر دست و پا میں تکرڑی بٹری جفا پرور
 مجسم پیکر صبر و رضا منطکوم شہزادہ
 شہیدانِ گرامی کے مبارک سر بھی نیزوں پر
 سحر سے شام تک یہ قافلہ ہر روز چلتا تھا
 کرامتِ رومنا ہر دن سراقدس کہتی تھی

کہ جب کاہر سپاہی فتنہ
 عیاں تھی ہر قدم پر بربریت سے سامانی
 رواں یہ نیک مستوراہ بھتیں عریانِ غاری پر
 ضعیف و ناتواں بیمار و محزوں مضطر و غمگین
 بایں ضعف و نقاہت آہنی پہنچتی پیراہن
 لئے جاتے تھے سجادِ حزیں کو فوج کے اندر
 چلا خا موش و ساکت یا دہی میں گردن آندہ
 رواں اس طرح تھا کو تو سے سوائے شام یہ لشکر
 جہاں ہوتی تھی منزلِ رات کو پہرہ بدلتا تھا
 پہنچتے تھے جہاں قیدی وہاں مخلوقِ تھی تھی

مرحلہ حران

گروہ اہلبیتِ پاک جب حران کاٹتے نچا
 یہودی مالک ایواں فریبِ کارداں آیا
 لبِ سلطان دین ملتے ہوئے اس کو نظر آئے
 سر شاہِ شہیدانِ اک بلند ایواں نکلتے نچا
 پڑی سر پر نظر دیکھا۔ ہر سر پر نور کا سایا
 کلام اللہ کے کچھ آپ نے الفاظ فرمائے

کہ گجے کا دریاں تھا کلام اللہ کی آیات سنتے ہی مسلمان تھا
 آل کار اپنا ماں اور سامان بھیجے نے بطور نذر پیش حضرت عبدالرحمن کھلا کے
 یہودی کا مسلمان ہو کے یوں دارنہ شہ ہو جانا نہ اسلا کر سکی برداشت پر اذواج بیگانا
 اسے بھی ان سنگر ظالموں نے قتل کر ڈالا ہوا لذت کیش۔ نہادت حق کا متوالا

مرحلہ موصل

یہاں سے جب ٹھہرے آگے تو موصل کے قریبے کہا فرما رو انے کیوں یہاں تم بے نصیب گئے
 ہوں موصل میں داخل قائلان سہیطہ پنیر کہ انکا داخلہ ہو وجہ امکان فساد شہر
 رکھا آک صاف پتھر پر بٹھوڑو صحر میں رکا سب کو یہ شکر شہر سے کچھ دور صحر میں
 گرا پتھر پہ خون نریق اطہر کا کوئی قطرہ انزبروں رہا یہ قطرہ خون مبارک کا
 ہو عشرہ کے دن پتھر سے جاری تازہ ہوا تھا کرامت کا امام پاک کی اندازہ ہوتا تھا
 یہ پتھر عہد میں عبد الملک فرزند مروان کے بفران حکومت کر دیا گم چشم انساں سے

مرحلہ حلب

و اں ہو کر یہاں سے کاروانِ دحلب آیا مچاغل ہر طرف فرزند سلطان عرب آیا

یہاں قلعہ کا داروغہ عزیز نیک سیرت تھا
سیرا طہر کی اس نے خواب میں قیر دکھی تھی
ہو دی تھا مگر تھا بامردہ
بزرگوں کی نظر کے سامنے یہاں
یہ پیشیں شہر بانو کی گنیز پاکدامن تھی
مسلمان ہو گیا شیریں سے اسکی ہو گئی شادی
عزیز نیک خونے مال دوزیر لبوس دسرایا
حصنیر شہر بانو میں دب سے نذر سرمایا

ابوالخنوق سپاہی

خنوق نامرا تھا جو گہباں فریق اطہر کا
سیراوز اے سے آغوش آدم میں نظر آیا
کیا نظارہ اس نے خواب میں میدان محشر کا
گروہ انبیامیدان میں تاخیر البشر آیا
علی و جعفر طیار و حمزہ بھی نظر آئے
شہیدوں اور فرشتوں کے بے بھی گروہ آئے
لئے بوسے شہیدوں نے سیر شاہ شہیدان کے
ہوا فوجی گہباں خواب میں مائل بگستانی
طمانچہ تہرکاناری کے چہرہ پہ لگا ایسا
ہوا گھبرا کے فوراً خواب سو بیدار یہ فوجی
سپاہی سے روداد و تباری بیاں کردی
کہا جب میر لشکر نے ہو کیوں ملی تری صورت

ہوا محض سو جگر خنوزیر کا ہوتا ہے
پس آئینہ صورت مطلقاً بگڑی ہوئی دکھی
جو صورت خواب میں کھی تھی سرتا بعیان کردی
خنوق مردہ دل پر یک بیکٹ چھائی بیت

ت کا خونِ الہی سے لیا بدلا اہل نے بے یزیری کا سپاہی سے

در بارِ یزید

پہلا نظارہ — تاریخی شواہد

یہاں سے اہلبیت پانے جب کوچ فرمایا	اسیرانِ حرم کا ہاوس: دشتِ آریا
ادھر منزل بمنزل قافلہ چلتا تھا روزانہ	پہونچتے تھے ادھر جا سوس تادربار شاہانہ
یزیدِ شام کو قاصد خبر روزانہ دیتے تھے	لوزید فتح و بکرت سے انعام لینے تھے
یہی ہو اس سفر کی حصارِ روضہ نے جو حالت	بالفاظِ دیگر اس نظم میں بھی وہی صورت
مرے پیش نظر روضہ کے وہ معنوم بہیمان ہیں	مصنف جسکے حافظ مولوی ہادی علی خان ہیں
لکھا جو کچھ ہو مولانا نے روضہ کے حوالے سے	کیا ہو نظم میں نے انکے مطبوعہ رسالہ سے
اسیرانِ حرم کی آمد آمد کی خبر سن کر	منادی کی یزیدِ شام نے یہ شہر کے اندر
دشتِ آراستہ ہو آئینہ بندی ہو راہوں میں	کیا جائے چراغاں مسجدوں میں خانقاہوں میں
گلی کوچوں میں نظارہ طرکے ساز و سالانوں	لوزید فتح سنکر ساکنانِ شہر شادانوں

۱۔ روضۃ الشہداء مصنفہ حسین بن علی کاشفی (واعظ الہدی) متوفی ۹۱۰ھ روضۃ الاحباب مولفہ
بالمدین نیشاپوری متوفی ۱۰۱۰ھ مولانا ہادی علیخان صاحب مصنف دہ مجلس۔

سر دوں کو سرکشوں کے باغیوں کو کھٹ لایا ہوں
 مبارک یہ نصیبہ کامرانی یہ شجاعت ہو
 نمایاں جسے تھے آثار ہر ساعت بجا دے کے
 بنا کر محقر سارا انسانوں کا اک لشکر
 دیا درس بجا ~~نہ~~ سخی ہر ایک کو چہیں
 کریں بیعت امیر المؤمنین کی حکم فرمایا
 ہونا تھا ہوئے ہرگز اطاعت پر نہ وہ مال
 سنان دین سے کی باغیوں کی خوب کوبی
 چھپے جا جا کے ریتی کے گڑھوں میں کسے مانے
 ہماری فوج کو جو وقت جویش انتقام آیا
 بنا رفن مھکانا تو اولیٰ کا ضعیفوں کا
 نین بے سر ہیں پنہاں دامن ریگینہا۔ بائیں
 فقط زراغ و زعن صحرا میں کے مرثیہ خوان ہیں
 حضور انجام تو دیکھیں ذرا ان نڈتہ کوئٹوں کے
 یہاں تک سر بہ منہ عورتوں کو لیکے آیا ہوں

سر دوں کو سرکشوں کو کھٹ لایا ہوں
 مبارک یہ نصیبہ کامرانی یہ شجاعت ہو
 نمایاں جسے تھے آثار ہر ساعت بجا دے کے
 بنا کر محقر سارا انسانوں کا اک لشکر
 دیا درس بجا ~~نہ~~ سخی ہر ایک کو چہیں
 کریں بیعت امیر المؤمنین کی حکم فرمایا
 ہونا تھا ہوئے ہرگز اطاعت پر نہ وہ مال
 سنان دین سے کی باغیوں کی خوب کوبی
 چھپے جا جا کے ریتی کے گڑھوں میں کسے مانے
 ہماری فوج کو جو وقت جویش انتقام آیا
 بنا رفن مھکانا تو اولیٰ کا ضعیفوں کا
 نین بے سر ہیں پنہاں دامن ریگینہا۔ بائیں
 فقط زراغ و زعن صحرا میں کے مرثیہ خوان ہیں
 حضور انجام تو دیکھیں ذرا ان نڈتہ کوئٹوں کے
 یہاں تک سر بہ منہ عورتوں کو لیکے آیا ہوں

تاثراتِ یزید

یزیدِ شام نے یہ روح فرسا سُنکے افسانہ کہہ یا چشمِ پریم۔ نفہا۔ بچپہ ابن مر جانا
 قسم اللہ کی تیری جگہ پر اگر ہوتا نہ ہرگز خوش حسین ابن علی کے قتل پر ہوتا
 جہاں تک ہوتا میں درگزر کرتا ہو سے اُنکے اپنی آستیں ہرگز نہ تر کرتا
 یہ کہہ کر ہو گیا ساکت یزیدِ شام نگین دل حسین ابن علی پر اے خدا کر رحمتیں نازل
 زحر بن قیس کو دربار سے باہر نکلوا یا صلا ملعون کو اصلا عطا کوئی نہ فرمایا

در بارِ عام

کیا اعلان یہہ در بار ہو گا عام اگلے دن
 سب اہل شہر حاضر ہوں جہاں تک سکے مگر
 ہوسے حالات سب پر آئینہ ان پر گزیرد کہ
 سیر دربار سے لائے گئے سارے شہیدوں کے
 سلسلِ زبیر پاجا دھی پیشِ یزید آئے
 سیکینہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی دربار میں لائے
 سیر شاہ شہیداں پر پڑیں نظریں جو الفی
 سیکینہ فاطمہ چلا اٹھیں فرطِ محبت
 قیامت خیزانِ محصوم مہ پارو بکے نامے تھے
 سیر محفلِ یزیدی مہ گریاؤں میں ڈالے
 شقی القلوب باری جگر تھامے ہوئے سارے
 کھڑے تھے دم بخود خوفِ یزیدِ شام کے

یہ ظاہر ہے کہ اسے ایک کھلم کھلا
 اصراف و تبذیر کا شکار بنا دیا گیا ہے۔
 اس کا دل اب کھلم کھلا ہے اور وہ
 بے پروا ہے۔ یہ حالت ہر خوش و بریکانہ
 میں مائل ہو جاتی ہے۔ یہ وقت آفرین منظر
 یزید شام کیا ہے؟ یہی شانِ امارت ہے
 تھے کیا رحمتاً للعالمین محبوب یزیدوں کے
 نہیں کیا ہے امیر شام تم ابن معاویہ
 محمد مصطفیٰ پر تم اگر ایمان رکھتے ہو
 قسم تم کو رسول اللہ کی توفیر و عزت کی
 یزید شام بولا آپ بیشک محترم سب ہیں
 چچا کی لڑکیوں کے پاس جاؤ وہ بھی مضطر ہیں
 خواہیں حرمِ قہر یزید شام میں پہنچیں
 یہاں بیتاب و مہموم ہر عورت منظر آئی
 کہا سجاد نے زنجیر پاؤں ہاتھ میں لے کر
 تمہارے شاہ رکھتے تھے کیا یوں پابجولان ہم
 یقیناً وہ سلسلے میں آزاد کر دیتے

و فوراً دو دھم سے ہو کر اٹھتی تھی ہر اک و ملیں
 نظر آنے لگا تم کو کہ دربارِ شاہانہ
 کہا موصوم فطرت فاطمہؑ نے مضطرب ہو کر
 ترے دربار میں فتویٰ نبیؐ کی پاک عترت سے
 معاویہ صحابیؓ تیرا شاہ رسولان کے
 نہیں دل میں تمہارے کیا کوئی اسلام کا جذبہ
 خدا کا خوف دلیں۔ سامنے قرآن رکھتے ہو
 تباؤ ہم نہیں کیا بیٹیاں شاہ رسالت کی
 ابھی تک قید میں جو بیٹیاں ہیں وہ رہا ہیں
 تمہاری طرح غم میں دیر سے با دیدہ تر ہیں
 زل افسردہ مکان دشمن اسلام میں پہنچیں
 فارغے سید مظلوم ہر عورت منظر آئی
 اگر ہوتے محمد مصطفیٰ مخلوق کے اندر
 ہوتے قید زندان میں کبھی ناکردہ عصیاں ہم
 اشاروں سے ملادائے دلِ ناشاد کر دیتے

یزید شام بولایک کہا سجاد یہ تم نے
یہ کہہ کر حکم فرمایا کہ بھانناں سے
اتاریں ظوق کاٹیں پیر پونکو شکر ہی توڑیں
سیر در بار زنجیر و رسن توڑے گئے فوراً
ہوئے آزاد عابد زنجیر سلسل سے
بہنیں برداشت کی بیشک کبھی کبھی
رہا کر دیں اسیروں کو ستم ہے فراوان
ہیں اتہک قید میں جو لوگ نکو جلد زچھوڑیں
گر فدا رہاں زنداں قید سے چھوڑے گئے فوراً
بوقت آپ کو حضرت کیا ظالم نے محفل سے

تقریر نعمان بن بشیر انصاری

اسیران حرم کو لائے جب عمال سرکاری
تھے یہ نعمان فرزند بشیر اصحاب حضرت کے
یزید شام سے نعمان نے خواہش یہ ظاہر کی
تو اسی صاحب ہولاک کی ہیں حضرت نے نبیؐ
ہیں زمین العابدین تنہا فقط اولاد زہراؑ ہیں
ذرا سوچو تو اپنے دہلیں تم لے شام کے والی
رسول اللہؐ خود موجود دنیا میں اگر ہوتے
محبت بھئی رسول پاک کو جو آل زہراؑ سے
سرد بار تھے موجود خود نعمان انصاری
رہے تھے برسوں حاضر آپ دربار نبوت میں
کہ ہی تکریم لازم اہل بیت د آل اطہر کی
نہیں انکا زمان دہر میں ہمرتبہ کوئی اب
رسول پاک کا ان سے چلے گناہم دنیا میں
ہو اولاد رسول پاک کا کیا منصب عالی
کبھی پرمردہ زہراؑ کے ذریعہ گلہائے تڑپتے
نہیں پوشیدہ وہ ہرگز نگاہ اہل دنیا سے

ہم پر ناسمج کہا تو ان بیہ تم نے
 اسے نوازا، اہمیت کی خدمت بجا لاؤ
 مستور کر لیا مجھ کو اس انداز تکلم نے
 کرو اسے نیچے ان میں مہالوں کو ٹہراد
 زرد مال و لباس دیرین سکوئیے جا میں
 غرض بیہ کارواں کچھ دن رہا دار الحکومت
 کی بجائے حاکم - کوئی نہ عزت میں

دوسرا نظارہ

شواہد سیر

تمام احوال دربار بیزیر شام بیہ ہم نے
 گر کھچا ہوا وہ مجلس میں جو ہادی علی خاں نے
 کھمے ہیں خلدون و مخزن و شرح صواعق سے
 از اول تا بہ آخر ہر وہ باکل مختلف اس سے
 نہایت صاف لفظوں میں روایت ریا کی ہے
 عمر باد جاہت نیک باہ لیش خضاب تھے
 نمایاں ساز و سامان مسرت شہر میں دیکھیے
 ہجوم عام تھا ہر جا امیروں کا غریبوں کا
 در ساتت و تھا داغہ بکیں امیروں کا

لے تاریخ علامہ ابن خلدون۔ لے وہ مخزن مصنف حکیم لفراتہ خاں لے شرح صواعق یعنی سارا لکونین

گرا اس اژدہام بیکراں سے بندھتیں راہیں
 گذر دروازہ ساعت سے ممکن اصلا
 بحر سے ظہر تک پہنچو یہ قیاری زقیر والی تک
 بجائے جا چکے تھے زقیر شام کے بام دور
 کھڑے تھے حاجب سے ہر جانب صفتیں بانٹھے
 بٹھایا ایک شہ میں بیروں کو جدا سب سے
 یزید احباب سے ہر سر کی تفصیلات سنتا تھا
 شہر و شہیداں کو طلبِ خرمیں فرمایا
 ہر اطہر کو شہرنا خلف کیوں خود نہیں لایا
 مذبذب تھا یزید شام کی جانب سے یہ ناری
 بشیر امید انعام و عطا یا دل میں کھتا تھا
 پڑھے اشعار کچھ ناگفتی دربار شامی ہیں
 کہا اُس نے یہ سر اُس تاجدارِ سردار کا ہو
 نہ تھا جس کی شجاعت کا زمانہ میں کوئی ثانی
 یہ وہ ہر دو جہاں میں محترم تر ہو لب جبکا

خوشی کے تھے کہیں تھے ہوا کی تھکن
 بالآخر بابِ ثوما سے پلٹ کر قافلہ
 ہوئی شکلِ رسائی قافلہ کی بہت ساری
 یزید شام تھا بیٹھا ہوا تختِ مرصع پر
 امیرانِ مقرب سزد و سپر اپنی تھے بیٹھے
 نائیش کی سردوں کی کرسیوں پر سامنہ کھکے
 ز خود رقتہ و فود غیض سے تھا سر کو دھتا تھا
 بشیر اس سر کو لیکر شہر سے خود سامنے آیا
 تھا واقف تھے والی سے بخوبی یہ فرمایا
 نظر کے سامنے کھتی اُس کے اپنی ذلتِ خواری
 رجز پڑھتا ہوا ہر قدم منزل میں کھتا تھا
 سجاو ذکر گیا حدادب سے خیر خواہی میں
 یہ سر اُس سردور و سردارِ خوبانِ جہاں کا ہو
 یہ وہ ہو ختم تھے جس پر تمام اوصافِ انسانی
 ہو یہ وہ ذاتِ ہومانے ہوئے لوہا عرب جبکا

ہر عمل سے غصہ میں زیادہ کیا
 یزید شام نے سر کو رکھا طشتِ طلائی میں
 مہر و دندان پر چوب خشک و صندل پہ چھڑکا
 ہوئے بیتاب سمرقند ابنِ جبارانِ مظالم سے
 یزید غنیمتِ ساماں ہارہا میں نے یہ دیکھا ہو
 اگر یہ ہاتھوں پہ پیرے بھلیاں تھرا ہی کی
 نہیں زیمیا پر گستاخی میرے پورے سے تجھ کو
 لہا ظالم نے سمرقند سے کہ سمرقند تو صحابی ہے
 صحابی تو نہ ہوتا اگر رسول اللہ کا سمرقند
 ہا سمرقند نے عزت ہو صحابی کی تھے دلیں
 و دی کوئی سوداگر جو تھا دربار میں حاضر
 سر پہ ایک باغی کا جو داعی تھا امریکا
 بن ابن علیؑ تھا یہ نواسہ یہ بھئی کا تھا
 چاہہ کوئی نے اسکو سزا دی ہو بغاوت کی
 ی نے کہا آؤ تو کی ادلاو سے ہوں میں

کھٹ جلاو سے اس بیٹیا کو منتقل کر دیا
 ہوا سمرقند کا مظالم تشدد آزمائی میں
 زباں پر طعنہ ہے نارد بھی غمیں میں آئے
 کہا فرطِ غضب یہ سہا یہ میر دربارِ حاکم سے
 خاں شاہد بنی کے ہاں وہاں کو چوما ہو
 ہوساری آبر و برباد تیزی پادشاہی کی
 جہنم کے شرارے تاکتے ہیں دور سے تجھ کو
 دگر نہ قابلِ تفریر یہ حاضر جو ابی ہے
 ترا منتقل ابھی ہوتا یہی دربار کا کمرہ
 مگر ابن رسول اللہ پر یہ ظلم محض ہے
 کہا اس سے یزید شام نے اے محترم تاجر
 مخالفت مرتے دم تک جو رہا میری طاعت کا
 اسے در پر وہ کچھ سودا جنون نہ رہی کا تھا
 یہی تفریر ہے ان باعینانِ مابہ دولت کی
 وطن سودا در ہوں بھولا ہوا بھی یاد ہوں میں

ابھی تک مجھ سے ناداؤ دست پر پشت گزی ہیں
رسول اللہ جو شریف فرما ہیں کہ تل تک
نبی کو حشر میں تم ظالموں کیا مھنڈ دکھاؤ گے
یزید نامنرا جو شرف غیبی اور غیب لایا
یہودی نے میرا دل بجا کر لے لیا پڑ کر
غلام لے لیا ہوں آپ پر ایمان لانا ہوں
خدا کے سامنے رو جو جزا امداد فرمانا
یزید شام بولا خوف سے مذہب بدلتا ہے
کہا اُس نے کہ سو جانیں مری اسلام پر صدق
مجھے تو قتل کر دے شوق و راضی ہو میں سب
یہ نو مسلم ہوا ذوق آشنا آخر شہادت سے

مگر اب تک مری تنظیم کے قابل یہودی
کہے تم نے ستم انکی مبارک آل پر
قیامت میں خدا کے سامنے کس طرح جاؤ گے
خدا غم سے دی جلاؤ کو فی العوز بلو آیا
کہا جو شرف عقیدت سے کہ لے سردار لے سرور
مسلمان ہو رہا ہوں آپ کو شاہد بنا تا ہوں
مجھے ناما کی خدمت میں اب تسلیم لے جانا
مجھے دنیا ہے دھوکہ میرے آگے چال چلتا ہے
خوشی سے جان کرتا ہوں نبی کے نام پر صدق
حسین ابن علی ہوں کاش میرے شافع حشر
نہ باز آیا یزید اپنی جفا آگیں عداوت سے

طلبی عترت طہار

یزید اس ظلم اس جو روح جفا سے مطمئن ہو کر
بلا یازینب و کلثوم و سجاد و سکینہ کو
ہوا گویا سر محفل کہاں ہے عترت صاحب نظر
میر دربار دیکھا آل سلطان مدینہ کو

سنبھل کر چہرہ بڑبڑ شام سے بولیں بھنگیں
 تجھے سب سے حاصل اقتدار ملے گی
 یہ تیرا جسم و جاں یہ کبر و نخوت چند روز ہو
 خدا سے ڈر تفسا کو یاد رکھو کہ کون ہے جاں
 قیامت خدے سے اب روز عیاں ہو
 بنی کی بیٹیاں پردہ ہرنگ گھر میں بے در ہیں
 تماشا کی ہمارا آج ہر اپنا پر ایسا ہے
 ابھی تو ملت اسلام کی تنظیم کرتا ہو
 خدا کو حشر میں کل نقتہہ گر کیا مویج دکھائیگا
 سیر دربار اس پر ہیبت حق ہو گئی طاری
 کہا اہل شرف نے قائم زہرہ کی بیٹی ہو
 بنی الانبیا شاہ رسالت کی لڑائی ہیں
 یہ سیدال دین و پیر زینب ہوں ہمیں
 اسے حاکم نامہ ہر بال و شام کے والی
 یہ تخت شاہی یہ حکومت چند روز ہو
 راسی زندگی پر اس قدر نازاں نہو ناداں
 حجاب آسا یہ سارا زندگی کا کارخانہ ہو
 ستم ہو تیرے گھر کی عورتیں گھبے کے اندر ہیں
 میں نامحرموں کے سامنے تو نے بلایا ہو
 ع کو تو ابھی ختم الرسل تسلیم کرتا ہو
 باز دوں پہ کلب تک جو رسو تو باز آئیگا
 یہ نقتہہ سماں نے سنی یہ گفتگو ساری
 دریا نقتہہ سے لوگوں د ختر کسی لڑکی ہو
 زینب ہیں ہم ہمیشہ حسین ابن علی کی ہیں

یہ بدمشام کا سر جھبک گیا فرط ندامت سے

رہا مغل میں تھوڑی دیر تک شام غیرت سے

حالتِ کلثومؓ معزومہ

بائز وہ عالمِ کلثومؓ بولیں گرا جبارت ہو
 ہو ااذنِ ام کلثومؓ حزیں کو سہرا دھانے کا
 نیارت کی خواتین ^{چہ} رہا اٹھ کر کی
 زباں سے آہ کی منہ رکھ دیا کلثومؓ نے سر پر
 رہا کچھ دیر تک سکتے کا عالم آپ پر طاری
 یزیدِ شام سے بولیں ستم یہ رنگ لائے گا
 شہیدوں کا ہو بیدار اگر زائل نہیں ہوتا
 تعجب سے یزیدِ شام نے انکی طرف دیکھا
 خواہر ہیں یہ معصومہ حسینؑ پاک کی شاید
 کہا افرادِ جلسہ نے انھیں کلثومؓ کہتے ہیں
 کہا ظالم نے اے کلثومؓ دیکھا تم نے سچ کہنا
 کہا کلثومؓ نے جھوٹے نہیں ہرگز متکرہم
 منافق کو خدائے پاک نے جھوٹا ہی فرمایا

صغیر اظہر اٹھا لوں تاکہ پوری دلی حسرت ہو
 ملا موقع بہن کو بھائی پر آسو پہا لے سکا
 چہا تک ہو سکا ہر ایک نے تو قیر کی سر کی
 تباہی چکی بدن کا پنا ہو میں بہوش سر دھنک
 آل کار جب سخی طبیعت خود بہ دشواری
 ستا کہ ہم کو راحت تو بھی دنیا میں پائے گا
 خدائی کی نظر میں سر جزو قاتل نہیں ہوتا
 کہا۔ باتوں سے اس خاتونِ ذی عزت کی ہر گھج
 ہیں یہ بھی رکن۔ اہل صاحبِ لاک کی شاید
 انھیں اہل عقیدت کیا خدار معلوم کہتے ہیں
 مہنتیں جھوٹا کیا ثابت خدانے خلق میں کیسا
 خدار شاہد کہ قائم آج تک ہیں راستی پر ہم
 ذرا سچ تو بتا ہو کون کا ذب لے فرومایا

ہم نے پڑھ کر ہوا دل میں رہا مہذب پھیر کر کچھ دیر تک ٹانگوش مٹل میں

مکالمہ زید اور حضرت مجاہد

کہا تم کون ہو اے غمزدہ ہم صورت زاہد
 جگر انکار اک یہ سنی کا ہوں
 غلام تہمین کر مجھ سے بنیں خود سر در دروں
 امیر المؤمنین ان کو مساجد میں کہا جائے
 اٹھیں مٹی آرزو شاہی کریں ہفت کتوپر
 نہ ارباب شرف مرہونِ احسان ہو سکے اُنکے
 عیاں مٹی جنسے توہینِ جفا کو شی ستم رانی
 کہا جلا دے لیجا کے انکی مارنے گردن
 ضعیف و زاری بیمار عابدِ خودی مرتا ہے
 یہی ہم سب کا محرم ہے یہ امر انقادی ہے
 جمالِ مصطفیٰ کو دور رہ کر پاس سے دیکھا
 طلب امداد کی شاہِ رسل سے تپائی کی

زجہ کی پڑ پڑ شام نے پھر جانبِ عشاء بد
 کہا عابد نے میں بیٹا حسین ابن علی کا ہوں
 زید شام بولا تھے حسین ابن ابی طالب خواہاں
 اٹھیں خواہش مٹی اُنکے نام کا خطبہ پڑھا جائے
 اٹھیں رمان تھا ہوں نشینِ مسجد و مبر
 مگر شکر خدا پوسے نہ ارماں ہو سکے اُنکے
 پڑھیں سچاؤ نے آہستہ کچھ آیات قرآنی
 زید آیات قرآن سن کے عابد سے ہوا بطن
 کہا کلثوم نے اے حکمراں کیا ظلم کرتا ہے
 پس آلِ حسینِ پاک میں یہ ایک باقی ہے
 یہ کہہ کر آپ نے سوائے مدینہ یاس سے دیکھا
 دہائی دیکھے نانا جان سے زید و زاری کی

گذارش کی کرنا جان بچھ کر کیا قیامت ہے
 بوقت کا چین سارا ہو ابرار و شریعت میں
 ہمارا بکسی میں یا نبیؐ اب کون محرم ہے
 مے سجاؤ کو اب لے کے ناما بچھا لو تم
 اور ہر کل تو موزینہ کی زیاد جاری تھی
 عیاں تھی حالت و دربار میں سلطنت اسپر
 کہا جلا دے سے ہٹ چھوڑ دے سجاؤ کو فوراً
 یزید آمادہ فوراً ہو گیا انہما را الفت پر
 بانڈاز محبت و یر تک کرتا رہا باتیں
 پے لفت سکوں کچھ مضطرب سجاؤ نے پایا
 بجا نفاذ وقت شام جب شامی حکومت بکا
 بناؤ بھائی عابد سچ رہی ہو کسی یہ نوبت
 ازاں کی ایک بیک گونجی صد امینا مسجد کو
 کہا عابد نے لے ابن یزید لے حنا دولت
 بھگی نیچگانہ روز و شب روز قیامت تک

یزید اس وقت کے ہاتھوں میں تھا
 کر گیا قتل اب سجاؤ کو جلا دے
 فقط اولاد میں سرکار کی سجاؤ کا دم ہے
 یزید شام کے دل میں حنا رہا دم و الو تم
 اور ہر قاب و زینہ شام پر ہیبت ہی طاری تھی
 تھی اکثر ملحد زن یا شہ ننگان سلطنت اسپر
 تہ و اسن چھپانے نخبز بیدار و کو فوراً
 چھپایا عابد بیچارہ کو سخت حکومت پر
 ادب سے مختلف در باؤں کیں ملاقاتیں
 اسی دوران میں ٹھہرنے لگا دن وقت شام آیا
 پسر عابد سے یہ بولا یزید ناساوت کا
 کہا عابد نے ٹھہرو دو مجھے کچھ دیر کی مہلت
 سنا عابد نے جب نام حنا امینا مسجد سے
 یہ آواز ازاں یہ قدرتی اسلام کی نوبت
 ابد آثار یہ نوبت ہمارے گھر کی ہے بیشک

تار و دین کی یہ نفاذ
 دوزخ ہیں یہ تاج و تخت عز و جاہ
 پیر شام سے عابد نے فرمایا کہ اے سلطان
 آسمانوں نے کہو تو کس کے گھر کی آگے درباری
 ہوئی ہے آئیے تھپیز نازل مٹیہ یا ہسم پر
 بتاؤ فرض ہے کس کی محبت اہل ایمان پر
 یہ باتیں صاحبِ قرآن کے نور العین کی سنکر
 کہا لاریب فرزندِ حسین ابنِ عسکری ہو تم
 مری خواہش ہے جو حاجت منہاری ہو میان کو
 ہا سجاد نے حاجت روا اللہ میسر راہی
 رہاں تم مجھے دید و مرے والد کے قاتل کو

لبذ اللہ البرکات ہے گا تا ابد لغمرہ
 قیامت آئے گا کہیں گے سب محمد کو رسول سے
 تبارک کے گھر بیرون لائے عرش سے قرآن
 ہوئی ہیں کسپہ نازل عرش سے آیات قرآنی
 رہا ہے کتبہ ایمان سب سے ہمارا انگہر
 تھا سے ہیں کہ ہیں نانا ہمارے شلیخِ محشر
 سکوں طاری ہوا از خود بزرگ شام کے دل پر
 خدا والوں کے تم دآئی ہو عابد ہو دلی تم ہو
 تھا سے دل میں جو ارمان ہو اسکو عیاں کر دو
 رضائے حق یہ راہی تلبیح آگاہ میرا ہے
 خیال انتقام خونِ ناحق ہے کے دل کو

جستجوئے قاتلِ امام

بیتام نے سنکر کلام عابدِ بسمل
 سامر دار سے پوچھا حسین پاک کا قاتل
 بلایا امیران فوج کو نہ کو سب محفل
 ہی تم میں کون لائقل ہی تم میں کون نگین دل

کہا لوگوں نے خوبی قاتل شاہ شہیدالہی
 لیا نام سنان ابن انس بن نے برحسبہ
 یزید اس خلافت باہمی سے غمض میں آیا
 تجب ہی کہ ہر سرور ہے انعام کا خواہاں
 کہا اکثر نے قاتل سے نامے شرمزئی لچوشن
 کہا اسرا نے معاذ اللہ میں ہرگز نہیں قاتل
 یزید شام بولا شمر ہیں سب متفق اس پر
 کہا شمر نہیں نے جو مجھے قاتل بتاتے ہیں
 سنان ابن انس جو واقعی حضرت کا قاتل تھا
 پریشاں تھا دوبارہ لے سزے پھر شمر نام اسکا
 مگر شمر شعی اپنی کہ جاتا تھا بے ڈر تھا
 یزید شام نے جہلا کے پوچھا سچ بتاؤ تم
 کہا یہ شمر نے اتنی حقیقت ہو جو سچ پوچھو
 وہ قاتل ہی کیا مجبور شہ کو جس نے بیعت پر
 وہ قاتل ہے عبید اللہ کو جس نے حکومت دی

مگر منکر ہوا خوبی لہا یہ کارہ
 رہا خود منکر بن قتل کے دامن کو داس
 ہر اک سرور کو دیں چھڑکیاں غصہ سے فرمایا
 مگر قتل حسین ابن علی کا راز ہے پنہاں
 مگر تھا منکر قتل عم سد یہ دین کا دشمن
 مجھے معلوم ہو، موجود ہے لیکن یہیں قاتل
 کہ تو نے ہی اتارا ہو حسین ابن علی کا سر
 وہ خود کذاب ہیں راز صداقت کو چھپاتے ہیں
 نگاہ شمر سے پنہاں تھا خائف دلمین دل تھا
 اجل کے دے نہ دم بھر کر کہیں نقدہ تمام اسکا
 عیب اس کی نظر میں جاں جو کہوں کا یہ منظر تھا
 حسین ابن علی کا مارنے والا کہاں ہے گم
 بنا لے قتل خود باب حکومت ہی جو سچ پوچھو
 وہ قاتل ہی جسے تھا ناز طاقت پر حکومت پر
 وہ قاتل ہی سپاہ کو فہ کی جس نے اعانت کی

ہو گا کیا وہ اس سے دروازہ
 ہو گیا اقرار خود ان نام کا جس نے
 ہر دے کے جسے فراہم جنت کے سامان
 ام نے بائیں نہیں یہ شکر کی ساری
 زام اس قبل عمد کا مجھ کو دیتا ہے
 اس درجہ شہر یا دہ گو سے ہو گیا برہم
 نمان و شہر و خوبی کی غلط گوئی پر لعنت کی
 ارات پر پیمان تک کو فیوں کی طیش میرا کیا
 مد کی خواہشوں پر نامراد ہوئی پھر اپانی
 بجائے خلعت و انعام مجھ پر گالیاں کھلائیں
 آئی تو کیا ہو ہو گیا اس سے خیر نہ
 وہ قائل ہو گیا یہاں سب و تمام کا جس نے
 وہ قائل ہو گیا وہی جسے دل و غنیمت تمہاری
 کہا مثلاً بالماں غنیمت سے اس نے
 ہو خود قائل کہ حال میرا نام لینا ہے
 اٹھالی تیغ غنیمت چہ تیرا کچھ نہ گویا تمہ
 سیر دربار ہر کوئی سپاہی پر مانتا
 بعد تامل سب کو نقد شاہی سے خوبیا
 ہوئے بے آبرو حاصل ہوئی بی بی شہانی
 غرض عارت گردوں کی دل کی امیدیں بڑیا

• سلگ اٹھا جگر نالہ لب اظہار سے نکلا

گروہ کو فتنہ لعنت برزباں دربار سے نکلا

بزرگ اور حضرت سجاد کی دوبارہ گفتگو

ستم کو شان کو فتنہ سے ہو اور بار جب خالی ہو اسجاد سے صرف تکلم شام کا والی

کہا فرمائیے ہو آپ کو حاجت اگر کوئی
 کہا عابد نے سرودیتے مجھ کو نہیروں کے
 سرودوں کو میٹوں کیساتھ جا کر دفن کر دوں گا
 کہا والی نے نہ ہی منظور رہے جائیے سارے
 کہا عابد نے اہلیہ زہراہ کو دیکھے
 دعائیں راستہ بھرتا اور خیر البشر دون کا
 کہا والی نے یہ ارشاد بھی منظور ہے مجھ کو
 بجز اس کے ضرورت آپکی جو اور ہو کہیے
 کہا عابد نے روز جمعہ ہو کل میری حسرت ہو
 یزید شام نے یہ شرط بھی منظور رہالی

نذر کھینے میری حاجت
 کہ بے سر کر بلا میں جسم ہیں ان سر پر میری
 شہیدوں کو میں اپنے ہاتھ سے مٹی مگر دوں گا
 کر اور جو حاجت ہو کہیے اے جگر پارے
 بھلا شام سے رحمت مجھے بلند کر دیجے
 عبادت کیلئے میں زندگی کو وقف کر دوں گا
 بہر تقدیر کرنا آپ کا سرور ہے مجھ کو
 اگر دل میں کوئی تجویز زیر غور ہو کہیے
 پڑھوں میں خطبہ سن لے خلق جو حکیم شریعت ہو
 نتیجہ پر مگر اس کے بہت گہری نظر ڈالی

جامع دمشق

نماز جمعہ کو جب خلق مسجد میں جمع آئی
 اُسے اچھے نہ اہل شہر کے تیور نظر آئے
 ولانے اہل بیت پاک کا تھا جوش ہر دلیں
 یزید شام پر ہیبت سی کچھ سجاد کی چھائی
 نمازی حصار گئے پا ناز دگر آئے
 کئی یاد مصطفیٰ اکھوے ہوئے آغوش ہر دلیں

مسلمانوں نے دیکھی منزلت سبط پیمبر کی صد مسجد میر

حضرت عابد کا خطبہ

برائے خطبہ فرزندِ امام المرسلین آئے
ضعیف و ناتواں عابد پہ جلوہ کی نچھاو تھی
قد مبوسہ پہ بال بختیں شاعین تاج شہای کی
نگاہ شریکیں سے جلوہ گر بختیں نور کی لہریں
جبین حق نام کے لوز سے مسجد ہوئی روشن
ہو معلوم اور ج عرش سے انوار ر سبکے
کہا قاریوں نے باہر کہ اللہ بام رفت سے
ہوئی گلپاشی انوار وحدت عرش اعظم سو
بیاں جلوں میں تفصیلات احکام شریعت کیں
زباں مٹھ چومتی تھی اس لطافت اس سلاست پر
نقدِ ذوق بختیں خاموش مسجد کی صفیں لاری
اثر انداز ہوتا تھا اثر میں ڈوبا ہوتا تھا

سہر عمر بجز وجاہ زین العابدین آئے
قبائے سبز در دستار سر پر تھی
تجلی تھی رخ روشن میں انوار الہی کی
رولے دوش میں تھیں خلیفہ بن طور کی لہریں
نسیم خلد نے چومے قبائے ناز کے دامن
لب شیریں سے بسم اللہ کے الفاظ جب تکے
بیاں حیدر رائے ذوالمنن کی اس فصاحت سے
ہوئے لب شہناجب مدح محبوب کرم کو
احادیت ہنی آیات قرآنی تلاوت کیں
نقدِ تخی فصاحت ہاشمی رنگ فصاحت پر
فضیحان دمشق و شام پختیں حسرتیں طاری
جو فقرہ بر محل بیساختہ مٹھ سے نکلتا تھا

یہاں سے ساکنانِ شام ہے کیا یہ خبر تم کو
 وہی خیر البشر خالق کا جو پیغام لائے تھے
 وہی خیر البشر ختم الرسل تم جن کو کہتے ہو
 وہی ختم رسل محبوب رب العالمین ہیں جو
 وہی نام مبارک ہے محمد مصطفیٰ جن کا
 وہ سلطانِ دو عالم تاجدارِ یثرب لطیف
 خدا شاہد اہام الانبیاء وہ میرے نانا ہیں
 بھتیجے ہوں جن کا فاطمہ زہرا کا پوتا ہوں
 حسین ابن علی شاہ شہباز کا پسر ہوں نہیں
 امام و منظر سلووم کا نورِ نظر میں ہوں
 میں وہ ہوں بیخبط لانا گیا ہوں کارواں میرا
 میں وہ ہوں پابجولاں شام تک لایا گیا جسکو
 میں وہ ہوں جو خواہتین حرم کا ایک محرم ہوں

ڈرتے گھبراتے تھے ہمیں ساری مہر پر
 کب وہ پہلا خط بادیدہ پہنچا
 سمجھتا ہے ہمارا امتِ خیر البشر ہم کو
 وہی خیر البشر ہوش سے ہلا کر لے گئے
 وہی فرما کر لے گئے ہمیں کہتے ہو
 وہی ختم رسل تانہ رخساروں میں جو
 وہی مالکِ قرآن نہیں میں ہوں نہ ان کا
 وہ کعبہ کے امیں وہ جلد تو سین کے دہا
 مجھے کہتے ہیں فرزندِ نبی جو لوگ نہا ہیں
 نمیرہ شیرِ یزدان حیدرِ حنفیہ کا پوتا ہوں
 گلِ ریحانِ باغِ حضرت خیر البشر ہوں
 بقولِ دُر زینبِ دکلنوم کا نوحیت جگر تڑپوں
 ہوا ہے قتلِ درشت کر بلا میں خاندانِ سیرا
 میں وہ ہوں جا بجا زنداں میں ٹھہرایا گیا جسکو
 میں وہ ہوں خود جو اپنی ہیکلی پر دقتِ نام ہوں

وہ سنوارت ہیں گے حق میں یا تو جو بے تریں
 انہیں بے پروا دیکھو دیکھو یہ کس طرح
 نبی کے گھوڑی سے تار توڑ لیا یہاں سے
 یہ وہ بیٹے تھے ان تیر ہوں گے گتے تھے
 نماز کا شریعتی سے کس کس کا تعلق تھا
 سفین مسیحا کی تصویر میں تو نہیں مانی
 موزوں سے کہا وہی کے اپنے اول کہا
 موزوں نے کہا تو ہے اللہ البیوت
 کہا ہے کتاویں کے لہذا اللہ بے موزوں نے
 سے کتاویں کے محمد سے ہی ماہر
 شہادت دو بتا پوچھو میں کے ناما ہیں
 رسول کے نام ابنا یہ وہ کتاویں
 کتاویں کے نام بر باد ہوں نام کی کتاویں
 اور میں کتاویں میں کتاویں کتاویں کی
 دوبارہ پوچھو کتاویں کتاویں کتاویں

نہ اپنے گھر کی
 انہیں بت ہیں ناما کے فوجی
 کتاویں سے اس پر وہ دہری پوچھو نہ کتاویں
 یہ وہ بیٹے تھے وہ بیٹے کو بھرتی کتے تھے
 کتاویں کے کتاویں کا بیٹھ کر کتاویں کتاویں
 کتاویں کتاویں کتاویں یہ کتاویں کتاویں
 کتاویں کتاویں کتاویں کتاویں کتاویں
 کہا سجاد نے لاریب ہو اللہ بے راب
 شہادت اپنے رب کی دے دی اس کے کتاویں
 کتاویں گویا کہا لے بندگان خالق واحد
 یزید شام کے یا آپ کے یا میرے ناما ہیں
 مے دادا ہیں میرے عم واپ کے جارا ہیں
 ہوا کتاویں ہوا سب شہید اسلام کی خاطر
 کتاویں آنکھیں کتاویں کتاویں کتاویں کتاویں
 دوبارہ پوچھو کتاویں کتاویں کتاویں

تو وقت کیوں جو تجھ پر تمامت نظر کرنا دوس
 کہیں مسلمانوں کا شیرازہ نہ ہو جائے
 عتہ نہایاں مومنے لگیں آخ
 باشاہ و گدا کیساں نظر آئے

سیاستِ یزید

کے فاش اپنے اپنے گھر ہوئے واپس
 حکمران شام تھے شامی نمایاں
 ہے ناموافق یہ حکومت نہ تھی پہاں
 شام نے تیر فوراً سوچ لی دلیں
 باراک فی الفور ایوان حکومت میں
 شام کے ذی رتبہ اشراف و عمائد کو
 رباراک پر منحرف تقریر سپاسی کی
 بن زیاد و ابن سعد و ستم پر لعنت
 شان ابن اسن پر اور خون کی پر بلاست کی

مشق و شام میں تھا حکمران ہندوستان
 لڑتے تھے خدا کے قہر سے اللہ کے منت
 سجداتِ محبت تھے راز میں صلوات کے کہاں
 بلایا حضرت عابد کو پھر اکیچار محفل میں
 نئی اکٹھ کھپوئی قلب فراہ رعیت میں
 طلب فرمایا کو تھ کے ہر سزا و قاید کو
 سراسر کی اہانت کو نیوں کی بدحواسی کی
 کہ ان اشرار نے کی کچھ نہ اہلبیت کی عزت
 غرض تکذیب جو کرنی تھی کی اس قتل عار کی

کہا یہ بھی کہ ہوا بن زیاد اس ظلم کا بانی
 کہا یہ بھی کہ کوئی میری بدنامی نہیں
 کہا یہ بھی کہ راحت ابن مرجانہ! گنا
 حسین ابن علیؑ کا خون ناحق رنگ لائے گا
 اٹھیں مد نظر رکھنا فقط محصور تھا مجھ کو
 مگر حکم فضا کے آگے کس کو تاب گفتن ہی
 کیا حضرت ادریسؑ اور حضرت عبداللہؑ شام
 کیا سجاد کا دربار میں اعزازِ شہانہ

روانگی کاروانِ اہلبیت

مدینہ طیبہ کو

صفحہ کی بیویں تاریخ کی کٹھنہ کا دہ دن تھا
 امیر کاروانِ اہلبیت مصطفیٰؐ عابد
 خوابتیں حرم کے ساتھ تاباب دمشق آئے
 جلو میں نالہ برکت تھے ہزاروں خوش بیگانے
 ہزاروں مردوزن مردوں پہ تھوڑے وقف نام تھے
 فناں کا سوز تھا ہر کوچہ و برز میں ہر گھر میں
 بلا و شام میں ہر عیش ممکن غیر ممکن تھا
 حضورِ قرۃ العینؑ شہیدِ کربلاؑ عابد
 سلامِ رخصتی کرنے کو اربابِ دمشق آئے
 لگی تھی کس بلا کی چوٹ سینوں میں خلا جانے
 ہزاروں نمگسارانِ وطن پا چشم پر تم تھے
 رواں تھے اشک کے دریا غم سبیل پیمبر میں

سنا کے
 روزِ کب چہ ہو گیا داپس
 کمانے شہر سے جب قافلہ آگے بھجلی آیا
 لوں کی زحمت مجھ سے اب دیکھی نہیں جاتی
 ن آنے والوں کو یہ تم کہہ دو کہ رک جائیں
 مطب شہر والوں سے پتے نعمان انصاری
 ذرا ٹھہریں مسلمان جو یہاں تک بیوا لے ہیں
 رکے سب لوگ ٹھہرا قافلہ حضرت نے دینا
 تم اپنے غمزدہ بھائی کو رخصت کرنے آئے ہو
 میں ہوں مرہونِ منت آپکی یہاں لوازی کا
 خدائے پاک بیشک آپ کو اسکی جزا دیگا
 عزیزانِ گرامی آپ سے ہوا التجا میری
 ہمیشہ اتباعِ دینِ حق کرتے رہو لوگوں
 کرد ہر کام میں تعمیلِ احکامِ شریعت کی

حیا سے سرنگوں تھے ساقیہ فرزندِ زمانے کے
 کیا ساقیہ کے گھر پر گاہ بگاہ تکین بکسوں ناکس
 دستِ نازدہ سے چھوٹی پڑتی تھی
 رکے سرکار اور نعمان سے آہستہ آہستہ باہر
 دفر غم ہو دل میں اب کب تو کی نہیں جاتی
 مری خاطر زیادہ اور اب نعمت نہ فرما میں
 کہا ہوتے رکے قابل یہ پادری یہ غمزدہ ہی
 ایامِ دوسرا کچھ آپکے فرمائے واسے ہیں
 مسلمانوں میں سے قلب میں یہاں کا سہ دینا
 حلالاً کافطاً مجھے کہنے فقط تشریف لائے ہو
 کیا ہے آپ نے اگر ام جو کچھ اک مجازی کا
 یہ عاجز آپ کو تازہ زندگی دے دو عبادت گاہ
 سنو اور قابلِ تعمیل سمجھو یہ صدرا میری
 نڈر ہو کر رہو اس سے ڈرتے رہو لوگوں
 علیہ آئیں میں راہیں رو کہہ و نظر پتنت کی

کر دین مصطفیٰ جب تک کہ دنیا میں

مرد راہِ خدا

ہمیشہ مقدر نہایت نشانِ فتح و ترقی ہے

ہو عشقِ اہل بیت و اعلیٰ اصحاب

گر خدایا مصائبِ گریختارِ خدا را خیر سے ہو تم

مصائبِ یادگار بنا کر جو دے شہیدوں کے

یہ کہہ کر رہو بقیہ ہو کے عابد نے دُعا مانگی

کہا اے شام کے احبابِ جاوید خدا حافظ

و لائے مصطفیٰ تکمیلِ ایمان کی علامت

مہنیں آسانیاں پیش آئیں گی ہر ایک مشکل میں

ازالہ ناگہاں آفات کا بھی دل سے چاہو تم

ابتدا تک ہیں حسینِ پاک حامی نامیوں کے

و عا کے نصرتِ اسلام رہتا ہر طائر

ہاں سے حق میں بھی سب ملے فرماؤ خدا حافظ

قافلہ کا کوچ

بڑھے نمان آگے تینس فوجی نوجواں لیکر

چلا منزل بہ منزل قافلہ تاکر بلا پہونچا

بٹوئے سب قافلے کے لوگ جو گر یہ دزاری

مدینہ کی جماعت اور بھی اک کر بلا میں کھتی

ادا کی تعزیت کی رسم اربابِ مدینہ نے

سرفوں کو دفن نعشوں کو ملا کر شہ نے فرمایا

ہوا رحمت یہاں سو کاروانِ سبطِ پیغمبر

رام پاک تک ابنِ امام دو سرا پہونچا

یہاں حاضر تھے جابر ابن عبد اللہ الفزاری

ہجومِ رنج سے مصروف فریاد و بکا میں کھتی

عجمِ پیہم کا نظارہ کیا ہر چشمِ بینا نے

جو اتین حرم کو حد سے زائد مضطرب پایا

سہل کے نزدیک گناہ گریٹ ہیبت
 زمین تیرا گناہ گریٹ ہیبت سے
 کہ شہرہ فریاد و فغان تاجرانہ بجا
 ہجوم پاس سے کہ دو محبوب رب کچھا
 یہ نامے لفظ نے اس کے ساتھ میں لارہ تھے
 شکستہ دل کی یہ آواز تک پر دو دو ہونے تھی
 تخیل ام کلثوم حکم افکار کا بیعت
 سہل کے ہونے پر وہ اپنے آپ کو
 کہ شہرہ فریاد و فغان تاجرانہ بجا
 ہجوم پاس سے کہ دو محبوب رب کچھا
 یہ نامے لفظ نے اس کے ساتھ میں لارہ تھے
 شکستہ دل کی یہ آواز تک پر دو دو ہونے تھی
 تخیل ام کلثوم حکم افکار کا بیعت

ترجمہ اشعار حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

ہمارے سامنے ہرگز نہ آئے بلکہ رحمت
 قبیلہ ساکت تھا حضرت یہاں پہنچ گئے تھے ہم
 حسین قافلہ سالار کو ہم کھوکھو کے آئے ہیں
 ہمارے ناز کے پالے ہوئے سارے جد اہم سے
 سواری پر ہماری پر گئے تھے ہم مدینہ سے
 ہتی داماں یہاں ہم آئے ہیں محتاج آئے ہیں
 یہاں ہم آئے ہیں بادل شکستہ بانگ دم و حسرت
 لٹا کر قافلہ سب آئے ہیں بے سوسن و ہدم
 ہیں تنہا باغچہ گویا زندگی سے دھوکے آئے ہیں
 ہوئے روپوش فرزند ان محبوب خلیا ہم سے
 یہاں آئے ہیں جب اک نک کہ سنی گئی ہونے کو
 شکستہ پیر میں لئے صاحب معراج آئے ہیں

یہاں سے جب گئے تھے انچو خان کی ماں میں بخو
 کوئی کلفت
 یہاں کہے ہیں یوں چوہدیں کہہ دیں۔ زور میں
 حسین بن علی کیساتھ طیبہ سے گئے
 بنا زریز میں مدین ہمارے ہر شب زینت کا
 شکستہ دل سکوں بر باد ہیں ہم فوہ گریں ہم
 ہم اپنے لاپ پر ہیں فوہ گریں ہم صبر کرتے ہیں
 ہوئے بابا ہائے قتل۔ ہو کر ہم یتیم آئے
 حسین آئے فاطمہ کے لال لے والد کی گتے
 رعایت مرتبہ کی آگے کچھ کی نہ دشمن نے
 ہمیں بے پردہ ادٹوں پر پھرایا فتنہ کو شوٹنے
 سیکھنے بھائی کو تپتی ز میں پر یا دکرتی تھی
 کسی کو بکسی پر لے زینت کی نہ رحم آیا
 پنچائیں بیڑیاں سجاد کے مجروح سپرد میں
 پھرایا در بدر دشمن نے ہم کو شاہراہوں پر
 مسلمانوں ہلے حال سے آگاہ ہو جاؤ

فافز ہر نامہ قائم ہیں نہ اصغر ہیں نہ
 لڑ لڑے شہیدوں کا یہاں کرتے ہوئے ماتم
 ہر دست کہ بلا شہد ہمارے عینین راحت کا
 یقیناً پیٹیاں لیں و ظلم کی مگر ہیں ہر
 دغور غم میں رو لیتے ہیں دل پر چہ کرتے
 ہتھائے خانماں بر باد لے جڈ کریم آئے
 حسین لے قرۃ العینین سلطان دین کے
 ہمیں لوٹا اکیلا جان کر عزت میں نہ نئے
 اہانت کی ہا۔ سی جا بجا ملت فر دوشوں نے
 پیاسی فاطمہ بے چین تھی فریاد کرتی تھی
 کوئی ظالم ہماری کسمپرسی پر نہ شہر مایا
 نہ تھی پوئے و نا کچھ پڑھا دیدہ دلیروں میں
 کسی کو بھی نہ رحم آیا ہماری سرد آہوں پر
 ہمارا غم بٹا د کچھ شہر کیب آہ ہو جاؤ۔

یہ باری
 آدھر صیب کے مردوزن تھو وقت گریہ دزاری
 سے خورد و زور نامرد گھر گھر سے
 بچشم خزاں سے جا کر لئے آل پیر سے
 کسی کو فریاد غم سے منے بننے کی
 کے مہاجر زادے اور انصار زادے سب
 گھڑوں سے پایادہ حل ٹکے عزا کو بے مرکب
 غرض پیر و جوان عابد کے استقبال کو آئے
 نظر کے سامنے جب نہ خیرہ الانام آیا
 در رحمت پہ اک فان محشر زینما اٹھا
 ہر اک لب پر تھا نعرہ یا عھم یا عھم کا
 حید سے جاں نکلنے کے لئے بیچین ہوتی تھی
 خواتین حرم سرب عنہ پر لوز پر آئیں
 کلیجہ بھتام کر پائین مرت رکھد یا بھیر سر
 سلام آنا کی روح پاک پر بھیجائے سو
 مبارک دل کے اندر عرش کے جلے اتر آئے
 سکینہ بن کے سینہ میں سکون مستقل آیا
 نظر آئے شہیدان و فاکلارِ حنبت میں
 یہ عالم تھا جو ہم یہ خودی کا جو شش بجد کا
 خدائی یا حسین ابن علی کہہ کہہ کے روتی تھی
 جناب ام سلمہ فاطمہ کو ساتھ میں لائیں
 ہوئے سجاد حاضر تہ سلطانی و دو عالم پر
 مزار پر دیں کو دکایا اپنے سینے سے
 عشی چھائی مراد تہ ہو گئے بچو و نظر آئے
 کنار رحمت اللعالمین میں لختِ دل آیا
 بوزِ معرفت دیکھا کہ ہیں آغوشِ رحمت میں

حیات جاوداں قرباں نظر آئی شہیدوں پر
 بقدیر وصلہ فائز ہوئے انعام بدین سے
 ہوئے جی بھر کے لطف اندوز بنیں
 اٹھایا سردیابوں سے مزار جہاں عبد کو
 کئے الزار عرفان اخذ لمان نبوت سے
 لیا سینہ میں الزار جمال ذات سر سے
 صلہ میں پالیا کیسٹ ابد آثار عابد نے
 ہوئے ہمہ کہہ کے فرزند شہید کر بلا خضر
 مزار فائز الاوار سے باحسرت و رغبت

نہاں تم سے نہیں آقا مرا حال دل پر غم
 کہ ہو تم راز دارِ علمک ما لَمْ تَكُنْ تَقْلَمُ

اختتام

گھر د میں اپنے اپنے دل شکستہ سو گوار آئے
 خزاں دیدہ چمن زہرہ کا لایا رنگ جھا کر
 یزیدِ شام کا نام و نشان دنیا سے پنہاں ہو
 ہیں زہرہ کے چمن کی نکبتیں گلزارِ حبت نامک
 امام دوسرا کی تعزیت کو غمگسار آئے
 بہار جاوداں زہرہ کے گلشن کی پنہاں ہو
 حسین ابن علی کی نسل زندہ ہو قیامت نامک
 کہ پیشِ بھرت حق سرنگوں باطل کی تو بھتی

تو وہیں باطل کی مچلتی مہی تیا سے	ہی اسے حسین کے ذوق شہادت کا
اسطہ خون گلوئے ابن زہرا کا	ابن علی کی نسبت کا واسطہ یارب
یہ جعفر و عباس و عبداللہ عثمان کا	صدق رفق ابو یوسف و جیب و جان مسلم کا
ہی ملت اسلام کو ذوق شہادت تانے	مطافرا مسلموں کو توفیق عمل یارب
ہمارے قلب سے زائل نفاق و بغض و کینہ ہو	ہمیں آزادی کامل کا احساس کمل دے
ہماری حریت کو مٹی لوند کا مرانی ہو	ہمیں تو آل بسیر خیر محف رہنے کی تہہ شے

تمام پوچھنا ابھی تک سن کر تے
 حق میں کہتیں پاتی ہیں نیات
 ہی سرفروشن محبت کا
 ایسی واسطہ موت و سلطان بھی کا
 حال قابلم قدسی مہوت کا واسطہ یارب
 وسیلہ اکبر و عیون و عیون و عیون و عیون
 زہیر و عاقبت و شوزب کی جان پاک سے
 قوائے کفر کو زبرد زبرد کی غارت سے
 منظم کر ہمارا استجاد بر نعل یارب
 نثار جبار بید اسلام ہر مسلم کا سینہ ہو
 ہماری مٹی کی تہہ کو فتوحات سلسل دے
 ہمیں نیشن یہ حاصل اقتدار جادو دانی ہو
 ہمیں عباس کی عدالت ہوتا ہم کی جرات سے

سہ قائم بن حسن بن علیؑ سہ۔ پیران حضرت علی از لطن ام البنین بنت الحرام سہ عبداللہ علیؑ
 سہ علی اکبر پیران حسین بن علیؑ سہ پیران عبداللہ بن جعفر بن امیالاب از لطن حضرت زینب
 محمد بن ابی سعید بن عقیل محمد بن علیؑ از لطن ام الابرار سہ پیران عقیل سہ ابو بکر بن حسن بن علیؑ۔

نئی تنظیم ہو مسلم کی درس تیغ و قرآن ہو
 نمایاں عسکری طاقت کے پیش پیش ہو
 ہمارے خوف ناکامی میں تازہ آواز
 ہیں فتح میں اعزاز بہ امت پر عطا فرمے
 گروہ فتنہ کو شک و ظن پر کرہیں غالب
 بنا ہادی ہمارا جاں نثار ان رسالت کو
 ہمارے صنعت و اہتمام میں جوش و شہار
 الہی ہم میں زور خالیغ و فاروق حیا
 ہمیں سے زور بازو سے علی ابن ابی
 نشانِ نصرتِ اسلام دے مسلم جامعہ

بنا نصرت نشان خیر الورا کے نام کا چھنڈا

رہے یارب قیامت تک بلند اسلام کا چھنڈا

راسِ حسین رضی

ہی تاریخی ثبوت آئینہ ان اسرار پہنہاں کا
 روایات سیر نامعتبر ہیں بے دلائل ہیں
 اکابر اہل دانش کا قوی تر یہ فریضہ ہے
 بقیع پاک میں نذر مزار محسوس زہرہ
 روایت یہ بھی آئی ہے نظر احوال کی
 میرا قدس کہاں ہے دفن سرور شہیدان کا
 مگر ہم بے سند و سند ساختہ باتوں کے قائل ہیں
 میرا شاہ شہیدان رونق ارہن مرید ہے
 ہو اگوستے دفن آگر میرا بخت دل زہرہ
 میرا زہرہ پہلو سے مزار سبیل اکبر میں

سر پر نور حسین ناز میں کے ساتھ ہے

مخضوب پیر کو بھی سر سے نسبت ہے
ادھما پیر بدلی کی عفت ہے ہیں

مزیار پر تھیں زوال نور آیا قیاس پر
دیا عقلمان حبت نشان مخا خلد نرس تھا
کتے موتی عسیدت کے پنچا در فرق الطہر پر
بن برعے سر سے آئینہ بھی ہاشمی سنگت
رہا مصر و خود فرق مبارک کی حفاظت میں
ہوئی تو پرست ہند چار سو چو را سنی ہجری میں
رفیع الشان ممبر بھی کیا تعمیر مشہد میں
نظر آئے نگا خندہ میں اور عقلمان بدیم
کیا فرق مشہد میں کو یہاں سے منتقل فوراً
انصارا نے تسلط عقلمان ایک پر پایا

اسی و دین سر پر بھی روایت ہے
نابے کہ مستنصر کے ایام خلافت ہے

از سر پر نور جب بد بد بدلی پر
اہ شہیدان کا عیاں یہ فیض کامل تھا
تبرکہ کنہ سے سر پر نور کو باہر
راحت آفریں بھی فرق خون اولاد کی صورت
رکھی بنیاد مشہد بدر نے جوش عقیدت میں
نسیم خلد نے کی عطر بیزی باغ گیتی میں
کیا مدفن پھر سر کو لجد تو قبر مشہد میں
ہوئی جب سلطوت و شان خلافت درہم درہم
حز و مزدوں نے قائم کی یہ رائے مستعمل فوراً
یہ قصہ پانچ سو چالیس و شصت ہجری میں پیش آیا

لہذا الامبار۔ ملکہ دمشق نزو باب القرا دین سر دفن ہو یا اسلمہ خاندان میں عیون کیا گیا بعد ازاں بن عبد الملک
بنہ دمشق سے سر مبارک مستان بھیجا گیا۔ ملکہ خلیفہ المستنصر باللہ والی مصر نے ملکہ سے بددہالی ذرا عظم
نے عقلمان میں مشہد و مسجد و عمارت کرائی اور جو اور نقشہ کی بنیاد پڑی اور کاشیوں کا شہادہ پڑی اور شانی
میں ہوا۔ ملکہ نے عقلمان عمارت کے لئے کئی بار عسقلان بھیجا تھا۔

۱۰۰۰ ع ۱۰۰۰ ہ۔ پیران حضرت سی اور باب ۱
بن علی کہ وہ پیران عبداللہ بن جعفر بن امیرالب از بطن حضرت
۱۰۰۰ محمد بن علی از بطن ام الولد پیران عیون بن جعفر بن حسن بن علی۔

نئی رو اور باب عقیدت مہر سے آس
 لب علامہ ہر دی سے عینی پیر نہ نما
 دیا و غمگشاں وہ شہر دلکش خدا
 سیرا حنیف ابا عقدا سے ہر
 مکمل پانچویں چالیس دنوں میں جب ہوا مشہد
 ہوا مدنی پھر فرقہ امام دوسرا اس میں
 زیارت گاہ اہل قاہرہ ہے جبکہ یہ مشہد
 صلاح الدین ایوبی کے عہد عدل گستر میں
 شہنشاہ معظم نے قریب مشہد عالی
 ترقی دی مدرسہ کے نصاب تدریسی کو
 یہ علامہ دمشقی آیب فقہ نام آور تھے
 سعید الدین بن شیخ الشیوخ پاک طینی نے
 بنائی خانقاہ خوشنما ایوان کی صورت

طیب
 بینا عقلاں میں مشہد شاہ شہید
 جہاں علامہ ہر وی پانچویں ستر میں
 رہا کچھ دن نہاں تہ خانہ قصر شہ
 بنا فرمان شاہی کے ہو جب خوشنما گہرا
 بختی بن کے چکا ہر طرف لاؤ خدا اس
 بنا ہو قبلہ حاجات حکم رب سے یہ مشہد
 مدارس مذہبی قائم ہوئے جب قاہرہ بھر میں
 بنائے مدرسہ سن پانچویں ستر میں شیخ و ڈالی
 کیا تسلیم پر ماہور علامہ بہانی کو
 جہاں علم میں سب اپنے مجمع و نئے انفر تھے
 قریب مشہد عالی کے تعمیر کچھ چیز سے
 عرض دی مشہد راس حسین پاک کے زینت

۱۷۹ھ میں میر مبارک اکو قاہرہ منتقل ہونے کی شہادت دی۔ ۱۷۹ھ فتح بیت المقدس
 سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس مشہد حسین قائم کیا اور امام فقیہ بہانی دمشقی کو صدر مدرس بنایا۔

تا تک قاتلہ مخاؤ غورس شان محبوبی
 ابن بصرہ نامور سیاح بھی آیا
 راین حسین پاک لکھی ہے
 تقریبی تابوت کے اندر
 اصناف خود کیا مشہد کی خوبی خوت مانا ہے
 ستارہ بابا اخضر پر کیا تمہیں پتھر کا
 گر آئی نہ آئی اصلا در ایوان مرتدیں
 نئی صنایعوں نے شان بدلی نہنت کی
 سیر سبط بنی کی قاتلہ میں کتبات ہے
 ہدیہ معرفت آداب مشہد سب بجا لایا
 بطوطہ مترن جو قہر کے عوارض ہے حکم
 یہاں کا ماجرا نے چشمہ زینت
 لکھا جلال اس سادات کا جو ہر جہاں
 مرتد کا جو ایوان میں کتبات حضور
 جو خالد کا یہ دکش ہفرہ سامان مشہد پر
 لے منزل سیات۔ ۱۰۰۰ بن بھینی بن نادر اسکی معرفت ہندوستان کے مشہد سیرت لے آیا ہے

بخاریہ مشہد پر لوز کا پاپا
 جس حالت خود لعل ادرک لگی ہو
 نامور سیاح نے نذرہ یہ مشہد پر
 قاسم نے چھ سو پچیس یا چوبیس ہجری میں
 زینہ فلک تک مشہد راس منور کا
 لگی چھ سو پچیس میں پھر کر آگ شہدیں
 درستی از سفر ہو گئی فوراً اعمارت کی
 یہ سیاح جہاں ابن بطوطہ کی شہادت ہے
 بطوطہ سات سو پچیس ہجری میں آیا
 سفر نامہ میں اس نے تذکرہ لکھا ہے مشہد کا
 بیان اک ادر خالد ابن عبسی منزلی کا ہے
 یہاں سیاح یمن سات سو پچیس میں آیا
 جو خالد کا یہ دکش ہفرہ سامان مشہد پر
 لے منزل سیات۔ ۱۰۰۰ بن بھینی بن نادر اسکی معرفت ہندوستان کے مشہد سیرت لے آیا ہے

حکم فرمایا کہ ہر مہینے کے
 خدیو مہر سلطان سید
 کھاک ٹیشہ عجب ان ٹیشہ آلات
 فزوں سے ہر دو ہفتوں
 لمعتب کچھ امیر نے عہد میں اپنے
 بنایا خوشنما تابوت چوبابا اب نوسی کا
 کھی اس تابوت اظہر پر حریر سبز کی چادر
 لغزمان خدیو مہر سلطان جہاں پر در
 بعد ترمین ہر محراب و در پر روز روشن ہیں
 ہوتی پھر یک ہزار و یکصد و ستر میں شہد کی
 کیا تعمیر قبہ خوبصورت اس نے شہد پر
 ۱۱ سن عقیدت خوشادق جہاداری
 بہد شہی سید علی الازدی عزت
 لطف میں ہر سیمہ پہ نام پور
 کھا ہیں جس کی مابش جس کی عبادت
 ہمیشہ والیان مہر شہد کے
 لوتہ صرف کی توسیع مہد میں عقیدت
 سہرا کام تھا جس پر صدق کا اور چانا
 زیارت کے لئے افراد شاہی آئے تھے اگر
 لکھے اشعار عبد اللہ شیرادی نے ہر در پر
 ہوئے تحریر یہ اشعار سن گیا رہ مچھپن میں
 حکیم عبد الرحمن کتھا مقیم ہیں پیشی
 کر دیا نصب باب البحر پر تاریخ کا پتھر
 رہا شہد کی تعمیرات لوہ کا سلسلہ جاری
 ہوئی توسیع تعمیر ۷۱ شہد حضرت

اکھتر چھاڑ شیشے کے ہیں مخرابوں میں آدیزان
 خدیو مہر سلطان سید
 کھاک ٹیشہ عجب ان ٹیشہ آلات
 فزوں سے ہر دو ہفتوں
 لمعتب کچھ امیر نے عہد میں اپنے
 بنایا خوشنما تابوت چوبابا اب نوسی کا
 کھی اس تابوت اظہر پر حریر سبز کی چادر
 لغزمان خدیو مہر سلطان جہاں پر در
 بعد ترمین ہر محراب و در پر روز روشن ہیں
 ہوتی پھر یک ہزار و یکصد و ستر میں شہد کی
 کیا تعمیر قبہ خوبصورت اس نے شہد پر
 ۱۱ سن عقیدت خوشادق جہاداری
 بہد شہی سید علی الازدی عزت

لہ الملائک الطاہر الوسید (حقیق) والی مہر ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

۳۱۱
ساہنزار دین سوگیارہ میں یہ مکہ

بہرہ حمت عزوجل کیے

بجکے سمت ہونہاں مصر کی چکی

یہ کسک تاج سادات ہیں

ہر درخت یاب آثار سے گو تاج یہ حجرہ

زعیم قاہرہ شیخ الطریق ہر کس کس

بجلائے عقیدت سے تمام آداب شانہ

زیارت ایک ہزار دین سو اکیس میں کی گئی

بطور خود ہیئے فائز زیارت اسی صورت

ہر اہل مصر میں توفیر اس عتی شہادت کی

خلایق واقف ہیں اور جو فرنی ذخائر ہیں

شیوخ قاہرہ سے بعد تحقیقات لکھے ہیں

۱۹۳۸ء میں اس کے بعدت کا باقیہ سفر نامہ

دوسری زمین بہت محل ہے

ساہرہ دنیا جن آثار منظم کی

ساہنہاں ہیں اسی حجرہ کی زینت ہیں

یہ شہدہ اس حسین پاک یہ حجرہ

یہ سید محمود شیخ شہدہ اقدس

نے فائز زیارت کے درون فقیر نہ خانہ

انہوں نے جب ممولات فریق شاہ دلاکی

وکیل مسجد شہدہ محمد عرقہ ذمی عزت

سیر پر لڑکی دونوں بزرگوں نے زیارت کی

سیر پر لڑکی نسبت یہ تاریخی نظائر ہیں

جناب مظہر دین نے یہ حالات لکھے ہیں

عراق و مصر و شام و قاہرہ کا یہ سفر نامہ

یہ تحقیقات کامل یہ شہادت مستند تر ہے

نن شاہ شہیداں کر بلا میں مصر میں ہے

وا

شہادت کو بقدر ذوق بہت تقبیر	تخیل کو بقدر ذوق بہت تقبیر
شہادت کے لئے شہادت	شہادت کے لئے شہادت
شہادت کے سپارکن ہی اسلوب کی ہیں	شہادت کے سپارکن ہی اسلوب کی ہیں
شہادت کیوں مکرم تر ہی آخر اجرا کیا ہے	شہادت کیوں مکرم تر ہی آخر اجرا کیا ہے
بچا کیوں ہو قاتل خنجر جانکاہ ہو جاننا	بچا کیوں ہو قاتل خنجر جانکاہ ہو جاننا
شہادت نزد ارباب عقیدت کسکو کہتے ہیں	شہادت نزد ارباب عقیدت کسکو کہتے ہیں

پے گفتن شہادت کے ہیں معنی جان دینا	پے گفتن شہادت کے ہیں معنی جان دینا
شہادت ہی مگر وہ جذبہ ایثار و قربانی	شہادت ہی مگر وہ جذبہ ایثار و قربانی
شہادت کیف روحانی کا ہو اک سربستہ	شہادت کیف روحانی کا ہو اک سربستہ
شہادت جو ہے راہ حق کا نام ہے گویا	شہادت جو ہے راہ حق کا نام ہے گویا
شہادت ہے وہ اک نعمت سزا مستور ہو چکی	شہادت ہے وہ اک نعمت سزا مستور ہو چکی
شہادت ہو وہ اک جذبہ علق شوار ہو جس پر	شہادت ہو وہ اک جذبہ علق شوار ہو جس پر

شہادت کسکو کہتے ہیں شہاد کے
 شہید ارباب دانش کسکو کہتے ہیں
 شہید اللہ کے نزدیک کیوں محبوب ہے
 حقیقت میں شہادت کا مکمل فلسفہ کہ
 ہو کیوں زیبا شہید فی سبیل اللہ ہو جان
 شہادت کے ہیں کیا معنی شہادت کسکو کہتے ہیں

عننت ہی جو منجملہ انعام باری ہی
 جہاں رہا عیار ہے اوج مراتب کی
 اثر ہر عام انسان کو ہی تاکہ
 دیر سے ان عشق ربانی

تخاں ہی جملہ سنی مہ اہل
 اثر آفاذ عالم سے بھی
 تا با الفاظ دگر ہے نام قربانی



خلیل رب کے خواب ہیں گاہ فرمایا
 کہو نخت جگر سے عشق حق میں جان دوسرود
 خود اپنے قتل کے محضر پہ خود اپنی گواہی کی
 شکن آئی ز اسمیل کے رخسار روشن پر
 رہی تا بہت قدم یہ ابن و اب راہ محبت میں
 رہ الفت میں دی ہو جان سخی نے کڑی آنے
 رضائے کبریا میں پی جانیں گمراہی ہیں
 حسین پاک بھی تھو وقتب نشانہ یوانی
 او نہیں رہتے تھے اذوال ملان رسالت کے
 رگ پے میں ہوا اسکے چڑبہ اٹھارہ قربانی

حاکم ابراہیم کو بیہوش سے آیا
 ہماری راہ میں تشران اسمیل کو کرود
 ذبح اللہ نے تعیل نسران الہی کی
 چھری رکھدی پارسے نو جواں بچوں کی گردن پر
 ہوئی تکمیل الفت امتحان گاہ محبت میں
 سکے ہیں اور بھی نطاسے قربانی کے دینانے
 رسولوں نے باذن اللہ یہ قربانیاں ہی ہیں
 فقط پیروں ہی تاکت تھی ضرور قربانی
 انھیں معلوم سارے راز تھے اپنی شہادت کے
 نظر یہ بیخ غی اس کے جہانیاں و سلسلانی

نہ تھا ذوق جہاد اُون کا نو و نام کا
 خروج و ملک گیری تھا نہ حیدر آباد
 اُنھیں منظور تھی تقدیس احکام شرع
 اُنھوں نے جان کر دی جان
 حق و باطل میں ناہم جو ازل سے کشمکش جاری
 ہوئے کہ ہیں سرزدوشانِ وفا حق کیلئے قربان
 شہیدانِ محبت نے بتایا کیا ہے قربانی

پر حکومت
 صلح کرنی درحقیقت محکم
 اب تک ادبِ لفریت ہر شہِ خواب کی
 ہمیشہ سے رہی ہو حامی حق لفریت بار
 حسینؑ ابن علیؑ نے ہی سادگی راہِ حق میں
 خدا کے عشق میں خود کو مٹا دینا ہے قربانی

ہے قربانی یقیناً امتحانِ عشق و محبت کا
 ضیاءِ گویا مکمل فلسفہ ہو یہ شہادت کا

سلام

سلام اُن سرزدوشانِ وفا کو بار بار کہیے
 سلام اپنے شہید کر بلا کو بار بار کہیے

سلام اُن پر جو ختمِ انبیاؑ پر سب داوہ ہیں
 سلام اُن پر جو سلطانِ حریمِ عرشِ مہر ہیں
 سلام اُن پر جو صدیق و عمر عثمان و حیدر ہیں
 سلام اُن پر جو علامہ زبیر و حدیث ہیں

اسپر برہاں شیر خدا فتاح خیر ہیں
 جہاں ایک دوش پیمبر ہیں
 ہر گے کا ہار خکے تیغ و خنجر ہیں
 مسجد خاک گزرتے ہیں
 حرم ان پر بوزیر زریں حجاب ہے
 سلام ان پر جو انان شہتی سے جو
 سلام ان پر کہ زخم خنفسان جگہ ہیں
 سلام ان پر جو بیشک امت مسلم کے رہبر ہیں
 سلام ان پر جو ابن ساقی تسنیم و کوثر ہیں
 سلام ان پر شہید عشق ہیچ بند پرور ہیں

سلام ان پر جہاں جن کے ناسوں کا سلامی ہو
 سلام ان پر ضیاع ہم جن کے ملاح و نثار ہیں

اور جو بزم سر
 پہ لاجو مانی نے بارہم
 پڑھے جو زیب دوش مصطفیٰ ہو
 م ان پر نبی جگے لئے خطبہ میں ٹھٹھے ہو
 سلام ان پر جو ہیں در بیان ستہ لطفا
 سلام ان پر جس میں پورے گاہ مصطفیٰ جن کی
 سلام ان پر جوئے جو ملت اسلام پر قرباں
 سلام ان پر جو جو کر بلا میں تین دن پہلے سے
 سلام ان پر حسین ابن علیؑ کو ہیں سب جن کے

یہاں اور باقی پریشاں جو مرتب ہیں
 یقیناً مصحفِ حین و
 تشکیلِ خوش بیان فرزندِ رسالت میں
 جو میرا است جان و جگر گو دوں کا پالا کر
 بے تفریح پہونچا ہمیں والد کی خواہش پر
 نماز عید اٹھنے پر صحنہ دونوں ہمیں پہونچو
 حرم کی مجالس کا زمانہ جب قریب آیا
 نصیحتا کید مجھ کو دونوں بچوں نے یہ کھاتھا
 تشکیل اللہ رکھے خوش میاں ہر غیٹے ہیں
 سحر خیر سے کہ لیتے ہیں بابِ محضیل کو
 مضر تمہیل زمانیش سے ممکن ہی نہ تھا مجھ کو

برسے جس میں ہمیں
 ہیں اس میں مستزاد واقعات
 سخنِ فہم و سخنداں مست و مہوش ہو کر
 کسی مروجہ کی تصویر ہو گھر کا آجالا۔
 سفر لیکن کیا یوسف میاں کو ساتھ میں لیں
 ملے عیشِ خوشی کے ساتھ اپنے بھائی عمو سے
 مجھے مہربند پیغامِ تشکیلِ خوش نصیب آیا
 کہ ہم کو ہمیں کی مجلس میں ہیں بالیقین پڑھنا
 سنانے کو کلامِ خاص جب عمر پہ چڑھتے ہیں
 بقادر ذوق کرتے ہیں غرضِ محفوظ ہر دل کو
 بخلتِ نظم نامگی غنی حفظ تھا یہ گلا مجھ کو

لہذا شاعر نے ہر دل مولوی کیلئے ہر قادری کیلئے اور اہلِ جمال مولانا جیل احمد صاحب مرحومہ قادری
 متوفی ۱۱۰۲ھ سنہ ۱۷۹۰ء مطابق ۳۰ جولائی ۱۷۹۰ء بروز جمعہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۲۰۵ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۷۹۰ء

ہم لے ایل فی پھر

ان کے بل

ما یازلا

ہل پوسر گزشت ...

امید گاہ خون شہید

نور قادری جامعہ اوراقی موقوف

تہ تبر آئینہ کر بلا

بیاض تلی آل عبا

نار۔ جناب شیخ شرف الدین صاحب ناز قدس سرہ

کیبہ ماہ آل اہل

باز کما ...

نور جناب خطیب نور الدین صاحب

عجربت داد ...

شہزادہ ...

نہ کمال ...

جنت حین علیہ السلام کی

الفضل واقعات شہادت کی مرجا

یوسف جو فکر سال مرقع ذکر رقم

دینارہ نکدہ یوسف حبیب

مرقع کا پھر شہدے علی

کر لے نور سال ...

نار۔ جناب شیخ شرف الدین صاحب ناز قدس سرہ

پڑھیے سوار مرزا لے نار

کے لئے نار ...

نور جناب خطیب نور الدین صاحب

مرقع نور الدین ...

زمن ...

CALL No. ۱۹۱۶۲۳۱
 ACC. NO. ۳۲۷۹۰
 AUTHOR منیر القادری
 TITLE مرقع یادگار شہادت - ۱۹۲۱

70	16	11	70	82
----	----	----	----	----



MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.

